

ماہِ رمضان اور روزہ



الحاج احسان الحق رخشاں
الریاض سعودی عرب

احمد پبلیکیشنز اردو بازار لاہور
مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ گوجرانوالہ

خوشخبری

علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں
https://t.me/tehqiqat
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے
https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہ رمضان

اور



الحاج احسان الحق درخشان

الریاض سعودی عرب

مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ گوجرانوالہ

فہرست مضامین

تقریظ

اُستاذ العلماء علامہ مُفتی محمد رضا المصطفےٰ ظریف القادری صاحب
ڈائریکٹر پاک سنی اکیڈمی • گوجرانوالہ

روزہ کا وجود ادیانِ سابقہ و اقوامِ ماضیہ میں بھی تھا اور دینِ اسلام میں بھی ہے دینِ اسلام میں روزہ ایک ایسا اہم اور عظیم رکن ہے۔ جس پر ایمان رکھنا اور عمل کرنا فرض، سعادتِ دارین کا موجب اور نجاتِ اُخروی کا باعث ہے۔

اس کی ضرورت، فرضیّت، فضیلت اور اہمیت پر اگرچہ کافی کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔ مگر زیرِ نظر کتاب المسمّیٰ بہ "قانون الصیام" جس طرح پوری شرح و بسط کے ساتھ روزہ سے متعلقہ تمام ابحاث و امور مثلاً تاریخ فرضیّت، اہمیّت، فضائل و مسائل اور اقسام کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے ممکن ہے کہ اس کی نظیر نہ ملے۔

کتاب ہذا کے مؤلف برادرم محمد احسان الحق صاحب درخشاں، ایک صاحب درد مبلغِ اسلام، شریف الطبع اور نیک سیرت انسان ہیں۔ آپ مسلمانوں کو ہر لمحہ، ہر قدم پر سچے اور پکے مسلمان دیکھنا چاہتے ہیں۔ جس پر مزید دلیل موصوف کی پہلی کتاب "قانون الصّلوٰۃ"، اور کتاب ہذا "قانون الصیام" ہے۔

دُعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلے اللہ علیہ وسلّم کے تصدق موصوف کی اس سعیٔ جمیلہ کو قبول فرمائے اور ان کے علم و عمل اور مزید جذبۂ خدمتِ دین میں برکت فرمائے اور مسلمانوں کو موصوف کی تمام تالیفات سے استفادہ کرتے ہوئے عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین بحرمۃ طٰہٰ و یٰسین

محمد رضا المصطفےٰ ظریف القادری
۵۔ رجب المرجب ۱۴۱۶ھ

تقریظ

حضرت مولانا محمد صدیق قادری رضوی
مرکزی جامع مسجد نور کالج روڈ ڈسکہ

فقیر نے کتاب ہذا کا تقریباً بالاستیعاب مطالعہ کیا اسلام کے رُکن عظیم روزہ کی ضروریات اور مبادیات کو تفصیل کے ساتھ پایا بعض مسائل جو مجمل تھے اُن کو تفصیل اور تشریح کے ساتھ پایا مولیٰ تعالیٰ بطفیل حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اس کتاب کے مُدوّن کو اجر جزیل عطا فرمائے اور مسلک حقہ اہلسنّت و جماعت پر قائم دائم رکھے اور خدمت دین کی توفیق عنایت فرمائے۔ اور کتاب کو بے حد مفید پایا۔ اور ہر مسئلہ کو باحوالہ پایا۔

اللہ بس۔ باقی ہوس۔ دنیا روزِ چند

فقیر ابو الفضل محمد صدیق قادری رضوی امام مرکزی جامع مسجد نور و مدرس مرکزی دار العلوم نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ

۲۸ ر رمضان المبارک ہجری سنہ ۱۴۱۱
بمطابق ۱۴ ر اپریل بروز اتوار سنہ ۱۹۹۱ء

صوم

صوم یعنی روزہ کے لغوی معنے کسی چیز سے رُکے رہنے کے ہیں۔ صوم کی جمع صیام ہے۔ یہ اسلام کا تیسرا رُکن ہے جس میں مسلمان صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک مخصوص شرائط کے ساتھ کھانے پینے اور جماع سے رُکا رہتا ہے۔

رمضان المبارک کے روزے ہر عاقل بالغ تندرست مرد و عورت پر فرض ہیں اس رُکن کی فرضیت کا منکر کافر ہے۔ جو مسلمان ان کی فرضیت کا منکر تو نہیں مگر روزے بھی نہیں رکھتا وہ فاسق ہے۔ (عامۃ الکتب)

فرمان الٰہی کے مطابق روزہ ہم سے پہلی امتوں پر بھی فرض رہا ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور ان کی امت بھی روزہ دار تھی۔ عاشورا کے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات کے دس احکام عطا ہوئے تھے اسی لئے تورات میں اس دن کے روزہ کی نہایت تاکید آئی ہے اس کے علاوہ یہودی صحیفوں میں کچھ دوسرے روزوں کے احکام بھی صراحت کے ساتھ مذکور ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی چالیس دن تک جنگل میں روزہ رکھا اور ان کی اُمت پر بھی روزہ فرض تھا۔

روزہ قدیم مصریوں، یونانیوں اور رومیوں میں بھی ہر ایک کے مذہب کے مطابق موجود رہا ہے۔ پارسیوں میں گو پیروکاروں پر نہیں لیکن ان کے مذہب کے پیشواؤں پر روزہ تھا۔

ہندوؤں میں برت کے علاوہ بھی کچھ روزے ہیں۔ برہمن ہر ہندی مہینہ کی گیارہ اور بارہ تاریخ کو روزہ رکھتے ہیں اسی طرح سال میں چوبیس روزے ہوتے ہیں۔ جین مت میں بھی روزہ ہے یہ چالیس چالیس دن تک کا روزہ رکھتے ہیں۔

غرضیکہ ہر مذہب و ملت میں روزہ موجود رہا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں قریش مکہ عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے کہ اس دن خانہ کعبہ پر نیا غلاف ڈالا جاتا تھا۔
تفسیر خازن میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر روزہ تمام نبیوں اور ان کی اُمتوں کی عبادت و ریاضت رہا ہے۔

ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت

۱۔ پہلے دسویں محرم کا روزہ فرض تھا۔ اس کے بعد ایام بیض (قمری مہینے کی تیرہویں چودھویں اور پندرھویں) کے روزے فرض کر دیے گئے پھر ۲ھ میں رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورہ اور ایام بیض کے روزے منسوخ ہو گئے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کر دیئے گئے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے۔ الآیہ۔ تم میں سے جو کوئی یہ مہینہ (رمضان المبارک) پائے، اس کے روزے رکھے۔ الآیہ (البقرہ)
۲۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے مروی ایک حدیث شریف میں ہے کہ ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں (صحیح بخاری)
قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔
اعتقادی مسئلہ پر آئمہ کے اتفاق کے ذکر کی ضرورت نہیں اور اس پر آئمہ اربعہ.... یعنی امام ابو حنیفہ۔ امام احمد بن حنبل۔ امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اتفاق ہے۔
۳۔ اس پر اجماع ہوا ہے کہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔ (ہدایہ)

رمضان المبارک

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ، روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر اور اگر بادل ہوں تو شعبان کی گنتی تیس دن پوری کرو۔ (متفق علیہ ۔ مشکوٰۃ)

مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں الفاظ یہ ہیں "تو تیس دن شمار کرو"۔

شعبان کی ۲۹ تاریخ کو اگر رمضان ثابت ہو جائے تو اگلا دن یقیناً یکم رمضان ہو گا اور روزہ رکھا جائے گا ورنہ شعبان کی گنتی ۳۰ دن پوری کی جائے گی اور اس سے اگلے دن روزہ رکھا جائے گا خواہ ۳۰ شعبان کی شام کو چاند نظر آئے یا نہ آئے وہ اس لئے کہ قمری مہینہ کبھی ۳۱ دن کا نہیں ہوتا۔ اگر ۲۹ شعبان کو بادل چھائے ہوئے ہوں چاند نظر نہ آئے اور شہادت بھی نہ ملے تو اگلے دن روزہ نہیں رکھا جائے گا بلکہ شعبان کے مہینے کی گنتی تیس دن پوری کر کے روزہ رکھا جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے دنوں کا حساب رکھتے تھے اتنی احتیاط کے ساتھ کہ کسی اور مہینے کے دنوں کا اتنا خیال نہ کرتے تھے۔ پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے اگر بادل ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیس دن شمار کر کے روزہ رکھتے۔

(ابوداؤد ۔ مشکوٰۃ)

۲۔ شعبان کی ۲۹ تاریخ کو شام کے وقت چاند دیکھیں اگر نظر آ جائے تو اگلے دن روزہ رکھیں ورنہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کا مہینہ شروع کریں۔ (عالمگیری)

رمضان المبارک کا اختتام

صحیح بخاری ۔ صحیح مسلم اور مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایتوں میں ہے

روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر اور اگر بادل ہوں تو شعبان کی گنتی تیس دن پوری کرو" اسی قسم کی روایت نسائی اور ابن ماجہ میں بھی ہے۔
چاند دیکھ کر رمضان شروع کرنیکا جو طریقہ واضح کیا گیا ہے رمضان کو ختم کرنے کا حکم بھی ویسا ہی ہے۔ یعنی اگر ۲۹ رمضان کو بادل چھائے ہوں اور چاند نظر نہ آسکے اور شہادتیں بھی نہ ملیں تو تیسواں روزہ رکھا جائے گا اور اس کے بعد کے دن کو یکم شوال مان کر عید منائی جائے گی۔ اگر مطلع صاف ہو اور ۲۹ رمضان کی شام کو چاند نظر آئے تو پھر اگلے دن یقیناً عید ہو گی۔

رمضان کے روزوں کی تعداد

۱۔ کوئی بھی عربی مہینہ ۲۹ دن سے کم اور ۳۰ دن سے زیادہ نہیں ہوتا اس لئے رمضان المبارک کے روزے کم از کم ۲۹ اور زیادہ سے زیادہ ۳۰ ہو سکتے ہیں۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم اُمی لوگ ہیں حساب و کتاب نہیں کرتے۔ مہینہ کبھی اتنا ہوتا ہے (دسوں اُنگلیوں سے تین بار بتایا) کبھی اتنا (تیسری بار ایک ہاتھ کا انگوٹھا بند کر لیا) مطلب یہ کبھی ۲۹ کا اور کبھی ۳۰ کا۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد۔ ابن ماجہ)
۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۲۹ روزے ۳۰ روزوں کے مقابلے میں زیادہ مرتبہ رکھے ہیں۔ اس باب میں حضرت عمر، ابوہریرہ، عائشہ، سعد بن ابی وقاص، ابن عباس، ابن عمر، انس، جابر، ام سلمہ اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات منقول ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ کبھی ۲۹ دن کا ہوتا ہے۔
(ترمذی)

رمضان کا چاند دیکھنے کی معتبر شہادت

۱۔ اگر رمضان المبارک کا چاند صرف ایک قابل اعتبار شخص بھی دیکھ لے تو اس کی شہادت قبول کی جائے گی۔ شاہد کا مسلمان ہونا شرط ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ میں نے چاند دیکھا ہے یعنی رمضان کا چاند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا تو اقرار کرتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے بلال رضی اللہ عنہ لوگوں کو آگاہ کر دو کہ کل روزہ رکھیں۔

(ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

یہ اکثر علمائے سلف کا مسلک ہے (ترمذی)۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی اور عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے یہی مسلک اختیار کیا کہ ایک قابل اعتبار مسلمان شخص کی شہادت پر روزہ رکھ لیا جائے۔ امام اعظم، ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب بھی یہی ہے لیکن ان کے نزدیک ایک آدمی کی شہادت صرف اس صورت میں قابل قبول ہوگی جب کہ آسمان پر بادل چھائے ہوں۔ اگر بادل نہ ہوں تو صرف ایک آدمی کی شہادت کافی نہیں بلکہ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ بہت سے لوگ چاند دیکھنے کی شہادت دیں۔

۲۔ تنہا امام (بادشاہ اسلام) یا قاضی نے چاند دیکھا تو اسے اختیار ہے خواہ خود روزہ رکھنے کا حکم دے یا کسی کو شہادت لینے کے لئے مقرر کرے اور اس کے پاس شہادت ادا کرے۔ (عالمگیری)

۳۔ ابر اور غبار میں رمضان کا ثبوت ایک مسلمان عاقل بالغ مستور یا عادل شخص سے ہوجاتا ہے وہ مرد ہو یا عورت۔ مستور یعنی جس کا ظاہر حال شرع کے مطابق ہے مگر باطن کا حال معلوم نہیں اس کی گواہی علاوہ رمضان کے قابل قبول نہیں۔ عادل سے مراد یہ کہ کم از کم متقی ہو یعنی کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہو مثلاً بازار میں کھانا۔ (درمختار۔ ردمختار)

۴۔ کسی نے خود تو چاند نہیں دیکھا مگر دیکھنے والے نے اسے اپنی شہادت کا گواہ بنایا تو اس کی شہادت کا وہی حکم ہے جو چاند دیکھنے والے کی گواہی کا ہے جب کہ شہادت پر شہادت کی تمام شرائط پائی جائیں۔ (عالمگیری وغیرہ)

۵۔ کسی نے گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی شخص ایسا نہیں جس کے پاس جا کر گواہی دے تو وہ گاؤں والوں کو جمع کر کے شہادت ادا کرے اور اگر یہ عادل ہے تو لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے۔ (عالمگیری)

۶۔ اگر کسی ایک جگہ چاند نظر آجائے اور ملک کے دوسرے حصوں میں نظر نہ آئے تو ایسے مقامات پر جہاں چاند نظر نہیں آیا روزہ رکھنا یا عید کا چاند ہونے کی صورت میں عید کرنا ضروری ہے۔ اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم عام ہے "اسے (یعنی چاند کو) دیکھ کر روزے رکھو اور اسے دیکھ کر افطار کرو"۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور کثیر فقہاء کا یہی مسلک ہے بلکہ بعض شافعی علماء نے بھی یہی مسلک اختیار کیا ہے۔

شوال کے چاند کی معتبر شہادت

۱۔ شوال کے چاند کے لئے کم از کم دو قابل اعتبار مسلمان مردوں کی شہادت ضروری

ہے۔ ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت بھی قابل قبول ہوگی۔

حدیث شریف ہے کہ لوگوں نے تیسواں روزہ رکھا۔ صبح کے وقت دو بدو آئے اور انہوں نے رات کو چاند دیکھ لینے کی شہادت دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ اپنا روزہ ختم کر دیں۔

(احمد۔ ابوداؤد۔ دار قطنی۔ نسائی)

۲۔ تنہا امام یا قاضی نے عید کا چاند دیکھا تو انہیں عید کرنا یا عید کا حکم دینا جائز نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

۳۔ گاؤں میں دو عادل شخصوں نے عید کا چاند دیکھا اور مطلع صاف ہے وہاں ایسا کوئی نہیں جس کے پاس شہادت دیں تو وہ اہل گاؤں سے کہیں کہ عید کرلیں۔ (عالمگیری)

۴۔ رمضان المبارک کا چاند نظر نہ آیا تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزے شروع کر دیئے ابھی اٹھائیس ہی روزے رکھے تھے کہ شوال کا چاند نظر آ گیا۔ اس صورت میں اگر شعبان کا چاند دیکھ کر تیس دن کا مہینہ قرار دیا تھا تو ایک روزہ قضا رکھیں اور اگر شعبان کا بھی چاند دیکھ کر شمار نہ کیا تھا بلکہ رجب کی تیس کی گنتی پوری کر کے شعبان کا مہینہ شروع کیا تھا تو دو روزے قضا کے رکھے۔ (عالمگیری)

۵۔ اگر دن کے وقت زوال سے پہلے یا زوال کے بعد ہلال دکھائی دے تو وہ آئندہ رات کا سمجھا جائے گا یعنی جو رات آئے گی اس سے مہینہ شروع ہوگا۔ اگر رمضان کی تیس تاریخ کے دن میں چاند نظر آ گیا تو یہ دن رمضان ہی کا ہے شوال کا نہیں اس لئے روزہ پورا کرنا فرض ہے۔ اسی طرح اگر شعبان کی تیس تاریخ کے دن میں ہلال دکھائی دیا تو دن شعبان کا ہے رمضان کا نہیں اس لئے روزہ بھی فرض نہیں۔ (درمختار۔ ردمختار)

چاند دیکھنے کی دُعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیا چاند دیکھ کر مندرجہ ذیل دعائیں مانگتے تھے کوئی ایسی دعا میری نظر سے نہیں گزری جو رمضان المبارک کے چاند کے لئے مخصوص ہو اس لئے رمضان کے چاند کے لئے بھی یہی دعائیں انشاء اللہ باعث خیر و برکت ہوں گی۔

۱۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ہلال دیکھتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ ہم پر یہ چاند امن و ایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ طلوع فرما۔ (اے چاند) میرا رب اور تیرا رب اللہ ہی ہے۔

(ترمذی۔ مشکوٰۃ)

۲۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ انہیں معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہلال (نیا چاند) دیکھتے تو فرماتے۔ ھِلَالُ خَیْرٍ وَّرُشْدٍ۔ ھِلَالُ خَیْرٍ وَّرُشْدٍ۔ اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ خَلَقَکَ (ثَلٰثَ مَرَّاتٍ) ثُمَّ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ذَھَبَ بِشَھْرِ کَذَا وَجَآءَ بِشَھْرِ کَذَا۔

ترجمہ:۔ بھلائی اور ہدایت کا چاند ہے۔ بھلائی اور ہدایت کا چاند ہے۔ بھلائی اور ہدایت کا چاند ہے۔ میں اس ذات پر ایمان لایا جس نے تجھے پیدا کیا (تین مرتبہ) اور اس کے بعد فرماتے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے فلاں مہینہ ختم کیا اور فلاں مہینہ شروع کیا۔

(ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

روزوں کی نیّت کے اوقات

نیّت کے لئے روزوں کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، معین اور غیر معین۔ معین وہ روزے ہیں جن کے رکھنے کا دن یا مہینہ مقرر ہو جیسے رمضان المبارک کے ادا روزے، نذر معین کے روزے اور نفلی روزے۔ غیر معین سے مراد وہ روزے ہیں جن کے رکھنے کا دن یا مہینہ مقرر نہ ہو اور کسی بھی وقت رکھے جاسکتے ہوں اس کی مثال قضائے رمضان اور نذر غیر معین وغیرہ کے روزے ہیں۔

پہلی قسم یعنی معین روزے کی نیت کا وقت سورج ڈوبنے سے لے کر زوال کا وقت شروع ہونے سے پہلے تک ہے۔ دوسری قسم یعنی غیر معین روزے کی نیت کا وقت سورج ڈوبنے سے لے کر فجر سے پہلے تک ہے۔

(عالمگیری وغیرہ)

نیّت اور اس کے مسائل

۱۔ نیّت کے بغیر روزہ نہیں۔ نیّت کے معنی ارادہ کے ہیں، وہ ارادہ جو کوئی کام کرنے سے پہلے دل میں پیدا ہوتا ہے اس لئے روزہ کی حقیقی نیّت وہی ہے جو دل میں ہے۔ اگر دل میں روزہ رکھنے کی نیت ہے اور زبان سے نیت کے الفاظ ادا نہیں کئے تو پھر بھی روزہ ہو جائے گا البتہ زبان سے نیت کے الفاظ "اے اللہ آج تیرے لئے روزہ رکھنے کی نیت کرتا ہوں" دہرا دے تو یہ مستحب ہے۔ نیت کسی بھی زبان میں کی جاسکتی ہے اس کا صرف عربی زبان میں ہونا ضروری نہیں۔

(جوہرہ نیرہ)

قرآن مجید میں ہے "(اے نبی) کہہ دو جو تمہارے دلوں میں ہے چاہے تم اسے چھپاؤ چاہے ظاہر کرو اللہ اس کو جانتا ہے" (آل عمران : ۲۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(بخاری مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ احمد)

۲۔ نیت کا وقت غروب آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے اس لئے اگر کسی نے غروب آفتاب سے پہلے نیت کر لی تو روزہ درست نہ ہوگا۔

(عالمگیری)

۳۔ جس روزے کی نیت کا وقت زوال سے پہلے تک کا ہے اگر اس کی نیت زوال کا وقت شروع ہو جانے پر کی تو روزہ نہ ہوا۔ (درمختار)

۴۔ اگر کوئی دن میں نیت کرے تو ضروری ہے کہ صبح صادق سے روزہ دار ہونے کی نیت کرے اگر یہ نیت ہے کہ اب سے روزہ دار ہوں صبح صادق سے نہیں تو روزہ نہیں ہوا۔ (جوہرہ۔ ردالمختار)

۵۔ جن روزوں کی نیت دن میں (یعنی زوال کے وقت سے پہلے پہلے) بھی ہو سکتی ہے ان کی نیت رات ہی کو کر لینا مستحب ہے۔ (جوہرہ)

۶۔ اگر اس طرح نیت کی کہ کل کہیں دعوت ہوئی تو روزہ نہیں ورنہ روزہ ہے تو یہ نیت درست نہیں اور ایسا شخص روزہ دار نہیں۔ (عالمگیری)

۷۔ روزہ رکھنے کی نیت سے کھایا پیا اور سحری کا وقت ختم ہونے سے قبل روزے کی نیت کے بغیر دوبارہ کھا پی لیا تو مضائقہ نہیں، روزہ کے لئے پہلے والی نیت ہی کافی ہے اور دوبارہ نیت کی ضرورت نہیں۔

(جوہرہ)

۸۔ حیض یا نفاس والی عورت نے رات میں صبح کا روزہ رکھنے کی نیت کی اور صبح صادق سے قبل پاک ہو گئی تو روزہ درست ہو گیا۔ (جوہرہ)

۹۔ دن میں زوال کے وقت سے پہلے نیت کرتے وقت اس بات کا خیال رہے کہ سحری کا وقت ختم ہونے سے نیت کرنے کے وقت تک کوئی ایسا عمل نہ ہوا ہو جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ اس دوران میں اگر بھول چوک کر کھا پی لیا ہو یا جماع کر لیا ہو تو بھولنے کی صورت میں نیت کی جا سکتی ہے۔ (ردالمختار)

۱۰۔ اگر نماز پڑھنے میں روزہ رکھنے کی نیت ہو گئی تو یہ نیت بھی درست ہے۔ (درمختار)

نماز کے دوران میں انسان کو کئی قسم کے خیالات آتے ہیں اسی طرح اگر روزہ رکھنے کا خیال آ گیا اور نیت بھی ہو گئی تو یہ نیت درست ہے۔

۱۱۔ سحری کا کھانا بھی روزہ کی نیت ہے اس صورت میں کہ صبح روزہ ہونے کا یقین ہو۔ اگر سحری کھاتے وقت یہ ارادہ ہو کہ صبح روزہ نہ ہو گا تو پھر سحری کھانا نیت نہیں۔ (درمختار۔ جوہرہ)

روزہ رکھنے کے لئے کھانے پینے کے لئے اٹھنا بھی روزہ کی نیت کے مترادف ہے۔ (عالمگیری)

۱۲۔ جس طرح نماز میں بات کرنے کی نیت کی مگر بات نہ کی تو نماز نہ ٹوٹے گی اسی طرح روزہ توڑنے کی نیت کر لینے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا جب تک کہ کوئی ایسا عمل نہ کیا جائے گا جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(جوہرہ)

امام شافعی امام احمد بن حنبل اور اکثر آئمہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک روزہ کی حالت میں روزہ توڑ لینے کی نیت کر لینے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(المغنی)

البتہ ایسے خیال سے احتراز کرنا ضروری ہے تاکہ روزہ کی صحت میں شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔

۱۳۔ رات میں روزہ رکھنے کی نیت کی اور پھر نیت توڑ دی یعنی روزہ نہ رکھنے کا ارادہ کر لیا تو اب صبح کا روزہ رکھنے کے لئے نئی نیت کی ضرورت ہے۔ اگر نئی نیت نہ کی اور دن بھر بھوکا پیاسا رہا اور جماع سے بچا تو پھر بھی روزہ نہ ہوا۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

اسی طرح کسی نے سحری کھائی مگر روزہ رکھنے کی نیت نہیں ہے اس کے بعد شام تک بھوکا پیاسا رہا اور روزہ توڑنے والا کوئی عمل بھی نہیں کیا تو اس کا روزہ نہیں ہے۔

۱۴۔ رمضان کے ہر روزہ کے لئے نئی نیت کی ضرورت ہے۔ اگر پورے رمضان کے روزوں کی ایک ہی بار نیت کر لی تو یہ نیت صرف اسی ایک دن کے لئے ہوگی جس دن یہ نیت کی باقی دنوں کے لئے نہیں۔ (جوہرہ)

۱۵۔ رمضان کے مہینے میں کوئی اور روزہ رکھا جبکہ یہ معلوم نہ تھا کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے تو پھر بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا۔ (درمختار)

۱۶۔ رمضان میں صرف روزہ کی نیت سے روزہ رکھ لیا اور نیت میں یہ تخصیص نہیں کی رمضان کا روزہ رکھتا ہوں تو پھر بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا۔ (درمختار)

۱۷۔ ادائے رمضان، نذر معین اور نفل روزے صرف روزہ کی نیت سے ادا ہو جاتے ہیں۔ بالخصوص انہی کی نیت ضروری نہیں۔ یہ تینوں روزے نفل کی نیت سے بھی ادا ہو جاتے ہیں۔ اگر رمضان میں کسی واجب یا نفل

روزے کی نیت سے روزہ رکھا تو پھر بھی رمضان ہی کا روزہ ہوگا بشرطیکہ مریض یا مسافر نہ ہو۔ (درمختار۔ ہدایہ)

کسی مریض یا مسافر نے رمضان میں اگر کسی واجب یا نفلی روزے کی نیت سے روزہ رکھا تو جس کی نیت کرے گا وہی ہوگا رمضان کا نہیں۔ (تنویر الابصار)

مسافر یا مریض اگر رمضان میں صرف روزہ کی نیت سے روزہ رکھے گا تو رمضان کا روزہ ہی شمار ہوگا۔ (عالمگیری)

۱۸۔ نذر معین کے دن کسی اور واجب کی نیت سے روزہ رکھا تو وہی ہوا جس کی نیت کی۔ (عالمگیری۔ درمختار۔ شامی)

نذر معین اور کفارہ کے روزے کی نیت ایک ساتھ کی یا نذر معین اور نفلی روزے کی نیت ایک ساتھ کی تو بالاجماع نذر معین کا روزہ ہوگا۔ (عالمگیری)

۱۹۔ قضائے رمضان اور نفل دونوں کی نیت سے روزہ رکھا تو قضائے رمضان کا روزہ ہوا۔ (فتاویٰ بزازیہ۔ فتاویٰ قاضی خان)

قضائے رمضان اور نذر کے روزے کی نیت ایک ساتھ کی تو قضائے رمضان کا روزہ ہوا۔ (عالمگیری)

قضائے رمضان اور کفارۂ ظہار کی نیت سے روزہ رکھا تو قضائے رمضان کا روزہ ہوا۔ (فتاویٰ قاضی خان)

۲۰۔ کسی نے رات کو قضا روزے کی نیت کی اور روزہ رکھا۔ صبح اسے نفل کرنا چاہتا ہے تو نہیں کرسکتا۔ (ردالمختار)

۲۱۔ ادائے رمضان، نذر معین اور نفل روزوں کے علاوہ باقی تمام روزوں کی

نیت کا وقت سورج غروب ہونے سے لے کر طلوع فجر تک ہے۔ یہ روزے

متدرجہ ذیل ہیں۔

قضائے رمضان کا روزہ، نذر غیر معین کا روزہ، نفلی روزے کی قضا کا روزہ نذر معین کی قضا کا روزہ، کفارہ کا روزہ، کفارۂ صید کا روزہ کفارۂ حلق کا روزہ، تمتع کا روزہ وغیرہ۔

اگر ان روزوں کی نیت طلوع فجر کے بعد کی تو روزے نفل ہو جائیں گے لیکن اس صورت میں بھی توڑ دیئے تو ان کی قضا واجب ہو گی کیونکہ نفل روزہ شروع کر لینے سے واجب ہو جاتا ہے۔ ان روزوں کی نیت کرتے وقت صرف روزے کی نیت نہ کرے بلکہ جو نسا روزہ رکھنا ہو اسی کی نیت کرے۔

(درمختار وغیرہ)

۲۲۔ کسی کے کئی روزے قضا ہو گئے تو نیت اس طرح ہونی چاہیئے کہ اس رمضان کے پہلے روزے کی قضا پھر دوسرے کی اور اسی ترتیب سے روزے پورے کرے۔ اگر دو تین سالوں کے روزے قضا ہو گئے ہوں تو نیت اس طرح کرنی چاہیئے کہ پہلے سال کے روزوں کی قضا پھر دوسرے سال کے روزوں کی قضا اور اسی ترتیب سے سب کی نیت کرے۔ اگر دن اور سال کا تعین نہ کیا تو روزے پھر بھی ہو جائیں گے۔ (عالمگیری۔ فتح القدیر)

۲۳۔ رمضان کا روزہ جان بوجھ کر توڑا تھا تو اب اکسٹھ روزے رکھنے ہوں گے ایک قضا کا اور ساٹھ کفارہ کے۔ اگر اکسٹھ روزے رکھ لئے لیکن قضا کا روزہ اور کفارہ کے روزے متعین نہیں کئے تو پھر بھی ادا ہو جائیں گے پہلا قضا کا اور باقی کفارہ کے ہوں گے۔

(عالمگیری۔ فتاویٰ قاضی خان)

سحری

۱۔ سحری کا کھانا باعث برکت ہے واجب نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے لگاتار روزے رکھے اور ان میں سحری کا ذکر نہیں۔ (صحیح بخاری)

۲۔ سحری کا کھانا سنت ہے اور بعض علماء کے نزدیک مستحب مگر اس بات پر بھی متفق ہیں کہ سحری کے کھانے کے بغیر بھی روزہ درست ہے بے شک کوئی جان بوجھ کر سحری کے وقت نہ کھائے یا سوتے رہنے کی وجہ سے سحری چھوٹ جائے البتہ افضل یہی ہے کہ سحری کے وقت کچھ نہ کچھ ضرور کھایا پیا جائے خواہ ایک گھونٹ پانی ہی کیوں نہ ہو۔

۳۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا فرق ہے۔ (مسلم۔ احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ مشکوٰۃ)

۴۔ ایک راوی ایک صحابیؓ سے کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سحری کھا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ برکت ہے اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی تو اسے مت چھوڑنا۔ (نسائی۔ بسند حسن)

سحری کی فضیلت

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھاؤ اس لئے کہ اس میں برکت ہے۔ (بخاری مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سحری کا کھانا برکت ہے۔ اس لئے تم اسے ترک نہ کرو خواہ تم میں سے کوئی شخص ایک گھونٹ پانی ہی کیوں نہ پی لے۔ اس لئے کہ اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر سلام بھیجتے ہیں۔ (مسند امام احمد)

سحری کا بہترین کھانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کا بہترین سحری کا کھانا کھجور ہے۔ (ابو داؤد، مشکوٰۃ)

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کو سحری کا بہترین کھانا قرار دیا ہے تو اس میں ضرور کوئی بھلائی مضمر ہوگی اس لئے اپنے سحری کے کھانے میں چند کھجوروں کا شامل کرلینا برکت سے خالی نہ ہوگا۔ (مؤلف)

سحری کا وقت

۱۔ یہودی اور عیسائی رات کو سو جانے کے بعد کھانا پینا حرام سمجھتے تھے۔ اور ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کے لئے بھی یہی حکم تھا کہ رات کو سونے سے پہلے پہلے روزہ رکھنے کے لئے جو کچھ کھانا پینا ہو کھا پی لیا جائے۔ ایک بار سو جانے کے بعد جاگ کر کھانے پینے کی ممانعت تھی۔ اس کے بعد حکم بدل گیا۔

۲۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی روزہ دار ہوتا اور افطار کے وقت افطاری سے پہلے سو جاتا تو پھر ساری رات کچھ نہ کھا سکتا حتیٰ کہ دوسرے دن کی شام ہو جائے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ قیس بن صرمہ

انصاری نے روزہ رکھا ہوا تھا وہ افطاری کے وقت اپنی بیوی کے پاس گئے اور پوچھا تیرے پاس کھانا ہے؟ بیوی نے کہا نہیں ۔لیکن میں جاتی ہوں تلاش کر کے لاتی ہوں۔ قیس رضی اللہ عنہ سارا دن مزدوری کرتے تھے ان کی آنکھ لگ گئی۔ بیوی واپس آئی تو دیکھا وہ سو چکے ہیں کہا ہائے بے قسمت۔ دوسرے دن دوپہر کو وہ بے ہوش ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کا ذکر ہوا۔ تو یہ آیت اُتری۔ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلٰى نِسَائِكُمْ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔ اور یہ آیت بھی اُتری وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ۔

ترجمہ:۔ تم کھاؤ پیو جب تک کہ سیاہ دھاگے میں سے سفید دھاگہ نمایاں نہ ہو جائے۔ (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت عدی بن حاتم نے فرمایا جب یہ آیت اُتری۔ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ تو میں نے ایک کالا اور ایک سفید دھاگہ لے کر اپنے تکیے کے نیچے رکھ لیا اور رات کو انہیں دیکھتا رہا لیکن مجھے سیاہ اور سفید دھاگے کا فرق معلوم نہ ہوا۔ صبح کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ مسکرائے اور فرمایا کہ کالے دھاگے سے رات کی سیاہی اور سفید دھاگے سے دن کی روشنی مراد ہے۔
(صحیح بخاری)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ والا مذکورہ واقعہ مسلم۔ احمد اور ابوداؤد نے بھی نقل کیا ہے۔

۴۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت اُتری وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ اور مِنَ الْفَجْرِ کے الفاظ

اُترے تو کچھ لوگوں نے اپنے پاؤں پر سفید اور کالے دھاگے باندھ لیے اور اس وقت تک کھاتے رہے جب تک ان کے رنگوں کا فرق واضح نہ ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ نازل فرمائے "مِنَ الْفَجْرِ" تب وہ سمجھے کہ سیاہ اور سفید دھاگے سے مراد رات اور دن ہیں۔ (صحیح بخاری)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی فجر کی اذان سنے اور اس کے ہاتھ میں پانی کا برتن ہو تو برتن اس وقت تک ہاتھ سے نہ رکھے جب تک اپنی ضرورت پوری نہ کرلے۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رات ہی کو اذان دے دیتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ابن اُم مکتوم کی اذان ہونے تک کھاتے پیتے رہا کرو کیوں کہ وہ طلوع فجر کے وقت اذان کہتے ہیں۔ قاسم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دونوں اذانوں (یعنی بلال رضی اللہ عنہ اور ابن مکتوم رضی اللہ عنہ) میں اتنا فرق تھا کہ ایک اُترتا اور ایک چڑھتا۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث سے واضح ہے کہ اگر فجر کے طلوع ہونے سے تھوڑی دیر قبل اذان ہو جائے تو کھانا پینا جائز ہے جب تک کہ فجر طلوع نہ ہو جائے۔

۷۔ اگر شک ہو کہ فجر ابھی نہیں ہوئی تو جائز ہے کہ انسان کھائے پئے یہاں تک کہ اسے فجر طلوع ہونے کا یقین ہو جائے۔

(امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں صبح ہونے کا یقین ہو جائے۔ (بیہقی)

۸۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اس وقت تک خیریت سے رہیں گے جب تک وہ سحری میں دیر اور افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے۔ (مسلم)

۹۔ اس امر میں سب کا اتفاق ہے کہ سحری کو آخری وقت تک مؤخر کرنا افضل ہے۔ (الفتح الربانی)

۱۰۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے جب حضرت زید رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ اذان اور سحری میں کتنا فرق تھا تو فرمایا اتنا کہ جس میں آدمی پچاس آیتیں تلاوت کر سکے۔

(بخاری مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ احمد)

اس باب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں، حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حسن صحیح ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے وہ سحری کو مؤخر کرنا مستحب سمجھتے ہیں۔

افطار کا وقت

۱۔ اس پر اتفاق ہے کہ روزے کا وقت غروب آفتاب کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے ہی سورج غروب ہونے کا یقین ہو گیا روزہ افطار کر لینا چاہیئے۔ (الفتح الربانی)

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات آئے ادھر سے (یعنی مشرق سے) اور دن جائے ادھر سے (یعنی مغرب سے) تو روزہ دار روزہ افطار کر لے۔ (بخاری مسلم)

اس باب میں حضرت ابن ابی اوفیٰ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما سے بھی روایات منقول ہیں۔ ابوعیسیٰ (امام ترمذی) فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث حسن صحیح ہے۔ (ترمذی)

افطار میں جلدی کرنا

۱۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے بھلائی میں رہیں گے۔

(بخاری، مسلم۔ ترمذی)

اس باب میں حضرت ابوہریرہ، ابن عباس، حضرت عائشہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔ امام ترمذی نے مذکورہ بالا حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین نے اسے اختیار فرمایا۔

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا محبوب بندہ وہ ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

افطار میں جلدی کرنے کا مطلب ہے کہ سورج غروب ہوتے ہی افطار کر لینا جب سورج ڈوب جائے تو روزہ کھولنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ روزہ کھولنے کا افضل وقت یہی ہے۔

۳۔ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ (الفتح الربانی)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں

جلدی کرتے رہیں گے اس لئے کہ یہودی اور عیسائی اس میں تاخیر کرتے ہیں۔

{ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ۔ احمد
نسائی۔ حاکم۔ ابن خزیمہ۔ ابن حبان }

افطار کے وقت کی دعا

۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار کرتے تو فرماتے: "ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ" ترجمہ۔ پیاس جاتی رہی۔ آنتیں تر ہوگئیں اور خدا نے چاہا تو اجر ثابت ہو گیا۔ (ابو داؤد۔ مشکوٰۃ)

۲۔ حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے: "اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ"

ترجمہ:۔ اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔ (ابو داؤد۔ مشکوٰۃ)

مندرجہ بالا دونوں دعاؤں کا ذکر نسائی۔ دار قطنی اور حاکم نے بھی کیا ہے۔

۳۔ حضرت عبد اللہ بن ابی ملیکہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ دار کی دعا افطار کے وقت رد نہیں کی جاتی۔ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ افطار کے وقت یہ دعا کرتے تھے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ" ترجمہ۔ اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں تیری اس رحمت کے طفیل جو ہر چیز پر حاوی ہے کہ میری مغفرت فرما دے۔

(بیہقی۔ ترغیب)

بہترین افطاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور سے یا پانی سے روزہ افطار کرتے تھے اور یہی افطاری مسنون ہے اور بہترین ہے۔

۱۔ حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی شخص روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے کیوں کہ یہ برکت ہے۔ اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے افطار کرے اس لئے کہ یہ پاک کرنے والا ہے۔

(احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی۔ مشکوٰۃ)

٭ "کیوں کہ یہ برکت ہے" کے الفاظ امام ترمذی کے علاوہ غالباً کسی نے ذکر نہیں کئے۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے اگر وہ بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی پی لیتے۔

(ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ، حاکم)

روزہ افطار کرانے کا ثواب

۱۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے روزہ دار کا روزہ افطار کرایا یا کسی غازی کو سامان جہاد دیا تو اسے اس کے مساوی ثواب ملے گا۔

(بیہقی فی شعب الایمان۔ محی السنۃ فی شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

۲۔ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا اس کے لئے روزہ دار کے برابر ثواب لکھ دیا گیا بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کمی کی جائے۔

(احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ جو شخص اس مہینے (رمضان المبارک) میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے وہ اس کے لئے گناہوں سے مغفرت کا باعث ہوتا ہے اور دوزخ کی آگ سے نجات کا ذریعہ۔ اسے روزہ دار کے ثواب کے برابر ثواب ملتا ہے اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دیتا ہے جو دودھ کے ایک گھونٹ یا کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے کسی کا روزہ افطار کرائے۔ جو کوئی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے گا اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے اسے سیراب کرے گا کہ پھر کبھی اسے پیاس نہ لگے گی یہاں تک کہ وہ جنّت میں جائے۔

(بیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ)

ماہ رمضان کے فضائل و برکات

۱۔ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا لوگوں کی ہدایت کے لئے اور ہدایت اور حق و باطل میں فرق ظاہر کرنے کے لئے۔

(القرآن، سورۃ البقرہ)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رمضان کے مہینے کی پہلی رات آتی ہے تو شیطان اور سرکش جن قید کئے جاتے ہیں اور آگ (دوزخ) کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور (دوزخ کا) کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ بند نہیں رہتا اور ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ اے خیر کے متلاشی متوجہ ہو اور اے شر کے طالب رک جا اور اللہ کئی لوگوں کو آگ سے آزاد کرتا ہے اور ایسا ہر رات کو ہوتا ہے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ، احمد، مشکوٰۃ)

(ا) حدیث شریف میں کُلَّ لیلۃٍ کے الفاظ ہیں جن کا ترجمہ بعض حضرات نے "ہر رات" اور بعض نے "ساری رات" کیا ہے۔

(ب) اس باب میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابن مسعود اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم سے بھی روایات مذکور ہیں۔

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ماہ رمضان آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جو مہینہ آیا ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اور جو اس کی بھلائی سے محروم وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا اور اس کی خیر سے وہی محروم ہوگا جو مکمل طور پر محروم ہے۔ (ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے پاس رمضان کا مبارک مہینہ آیا ہے جس کے روزے اللہ نے تم پر فرض کئے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔ اس میں اللہ کی ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو شخص اس کی بھلائی سے محروم رہا وہ محروم ہی رہ گیا۔

(احمد، نسائی، مشکوٰۃ)

۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو رمضان کا مہینہ پائے اور پھر اس کی بخشش نہ ہو۔ جب اس مہینے میں بخشش نہ ہوئی تو پھر کب ہو گی۔

(طبرانی فی الاوسط۔ ترغیب)

۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رمضان کی خاطر سال کے شروع سے اختتام تک جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ اور فرمایا کہ جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جو جنت کے پتوں سے نکل کر حوروں پر سے گزرتی ہے تو وہ کہتی ہیں اے ہمارے رب! اپنے بندوں میں سے ہمارے شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۸۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے لوگو! ایک عظمت والے مہینے نے تم پر سایہ ڈالا ہے جو بڑا بابرکت مہینہ ہے۔ اس مہینے میں

ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور رات کے قیام کو نفل بنایا ہے۔ جو شخص اس میں کسی نیکی کے ذریعے اللہ کا قرب چاہے وہ ایسا ہے کہ کسی نے غیر رمضان میں فرض ادا کیا اور جس نے اس میں فرض ادا کیا وہ ایسا ہے جیسے کسی نے غیر رمضان میں ستر فرض ادا کئے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے۔ اس میں مومن کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جو اس میں کسی روزے دار کا روزہ افطار کرائے وہ اس کے لئے مغفرت کا سبب اور آگ (دوزخ) سے نجات کا ذریعہ ہے۔ اور اس کو بھی روزے دار کے برابر ثواب ملے گا روزہ دار کے ثواب میں کمی کئے بغیر۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سب کے پاس اتنا سامان نہیں کہ روزہ داروں کے روزے افطار کرائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اسے بھی عطا فرماتا ہے جس نے پانی یا دودھ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے روزہ افطار کرا دیا۔ اور جس نے روزے دار کو پیٹ بھر کر کھلایا پلایا، اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض (حوض کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا کہ پھر کبھی پیاس نہ لگے گی۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا پہلا حصہ رحمت درمیانہ حصہ مغفرت اور آخری حصہ آگ (دوزخ) سے نجات ہے۔ اور جس نے اس میں اپنے غلام کے کام میں تخفیف کی اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا اور آگ (دوزخ) سے نجات دے گا۔

(بیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ)

۹۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا فرمان نقل ہے کہ رمضان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا بخش دیا جاتا ہے اور اس مہینے میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے والا بے مراد نہیں رہتا۔

(طبرانی فی الاوسط، بیہقی، ترغیب)

۱۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک رمضان کے ہر دن رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے لوگ (دوزخ) سے آزاد کئے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کی دن رات میں ایک دعا قبول ہوتی ہے۔ (بزاز۔ ترغیب)

۱۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مکہ میں رمضان پایا اور روزہ رکھا اور رات میں جتنا قیام میسر آیا کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوسری جگہ کے ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھے گا اور ہر دن ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب اور ہر رات ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب اور ہر روز جہاد میں گھوڑے پر سوار کر دینے کا ثواب اور دن میں حسنہ نیکی اور ہر رات میں نیکی لکھے گا۔ (ابن ماجہ)

۱۲۔ حضرت ابومسعود غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت آرزو کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہو۔ (ابن خزیمہ)

۱۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی طرف نظر فرمائے تو اسے کبھی عذاب نہ دے گا اور ہر روز دس لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے

اور جب اُنتیسویں رات ہوتی ہے تو پورے مہینے میں جتنے آزاد کئے ان کے مجموعہ کے برابر اس ایک رات میں آزاد کرتا ہے۔ پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے فرشتے خوشی مناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے۔ فرشتوں سے فرماتا ہے اے فرشتوں کے گروہ! اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے کام پورا کر لیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں اس کو پورا اجر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کی مغفرت فرما دی۔ (اصبہانی)

۱۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان کی پہلی رات رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان (بندوں) کی طرف نظر فرماتا ہے اور جس طرف نظر فرمائے گا اسے کبھی عذاب نہ دے گا۔ (بیہقی)

رمضان کے روزوں کے فضائل و برکات

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایمانی جذبے اور حصول ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت ہو گئی۔

(احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، صحیح بخاری، مسلم۔ مشکوٰۃ)

۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کا روزہ رکھا اور اس کی حدود کو پہچانا۔ اور جن چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیئے ان سے پرہیز کیا تو یہ روزہ اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ (بیہقی۔ صحیح ابن حبان، ترغیب)

۳۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے قیامت کے دن پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں، وہ اٹھ کھڑے ہوں گے ان کے سوا اس دروازے سے (جنت میں) کوئی اور داخل نہ ہوگا۔ جب وہ داخل ہوجائیں گے تو دروازہ بند کردیا جائے گا۔ کوئی دوسرا اس سے داخل نہ ہوسکے گا۔ (صحیح بخاری۔ مسلم)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزے اور قرآن بندہ کی سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا کہ یارب! میں نے اسے کھانے اور خواہشات سے دن میں روکے رکھا اس لئے اس کے لئے میری سفارش قبول فرما اور قرآن کہے گا کہ میں نے اسے رات کی نیند سے محروم رکھا لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما چنانچہ دونوں کی سفارش قبول فرمائی جائے گی۔

(مسند امام احمد، بیہقی فی شعب الایمان)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ آگ سے بچنے کی ڈھال ہے۔ (ترمذی)

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے اور دوزخ سے حفاظت کا مضبوط قلعہ ہے۔ (بیہقی۔ امام احمد بسند حسن)

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر چیز کے لئے زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے، اور روزہ نصف صبر ہے۔ (ابن ماجہ)

روزہ کا اجر

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی کے ہر نیک کام کا اجر دس سے سات سو گنا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر روزہ صرف میرے لئے ہے اور اس کی جزا میں خود دوں گا۔ بندہ اپنی خواہش اور کھانے کو صرف میری رضا کے لئے ترک کرتا ہے روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔ اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے اور روزہ ڈھال ہے اور جب کسی کے روزہ کا دن ہو تو وہ فحش باتیں نہ کرے اور نہ بیہودگی سے چلائے۔ اس سے اگر کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑنے پر آمادہ ہو تو اس سے کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔ (بخاری مسلم مشکوٰۃ)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ایک اور حدیث میں ہے کہ روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں۔ ایک روزہ کھولتے وقت اور ایک جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو روزہ کا ثواب دیکھ کر خوش ہوگا۔ (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث ان الفاظ پر ختم ہوتی ہے "روزہ اللہ کے لئے ہے اس کا ثواب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا" (طبرانی فی الاوسط۔ بیہقی)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کسی نے ایک دن نفل روزہ رکھا اور زمین جتنا سونا اسے دیا جائے پھر بھی اس کا ثواب پورا نہ ہوگا۔ (طبرانی۔ ابو یعلیٰ)

۵ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رمضان کی آخری رات میں میری اُمت بخش دی جاتی ہے۔ پوچھا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وہ شب قدر ہے؟ آپ رصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں لیکن کام کرنے والے (یعنی روزہ دار) کو جب وہ اپنا کام پورا کر لیتا ہے پوری اُجرت دی جاتی ہے۔

(احمد۔ مشکوٰۃ۔ بیہقی)

نوٹ :۔ بیہقی میں یہ روایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

روزہ دار کی دُعا مقبول

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ روزہ دار جس وقت افطار کرتا ہے اور عادل حاکم اور مظلوم کی دعا اللہ تعالیٰ اس کو بادلوں سے اوپر بلند کرتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور رب تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنے عزت اور جلال کی قسم ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ تھوڑے عرصہ کے بعد۔

(احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابن خزیمہ۔ ابن حبان)

ایک اور روایت میں آیا ہے تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ حق ہے کہ ان کی دعا رد نہ فرمائے۔ روزہ دار۔ یہاں تک کہ افطار کرے۔ مظلوم یہاں تک کہ۔ بدلہ لے لے اور مسافر یہاں تک کہ سفر سے لوٹ آئے۔

(بزاز۔ ترغیب)

۲۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے اور اس مہینے میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے والا بے مراد نہیں رہتا۔
(طبرانی فی الاوسط۔ بیہقی۔ اصبہانی۔ ترغیب ا)

رمضان کے روزے کن پر فرض ہیں

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ"
ترجمہ:۔ اے ایمان والو! روزے تم پر فرض کئے گئے ہیں۔ (البقرہ)
۲۔ اور حق تعالیٰ نے مزید فرمایا: "فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ ط وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ۔"
ترجمہ:۔ تو تم میں سے جو کوئی بھی یہ مہینہ پائے اس کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے۔ (البقرہ)
۳۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین طرح کے آدمی مرفوع القلم (جس کا جرم بازپرس کے قابل نہ ہو) ایک مجنون یہاں تک کہ اس کا جنون دور ہو جائے۔ دوسرا سونے والا کہ جاگ جائے اور تیسرا بچہ یہاں تک کہ بالغ ہو جائے۔ (احمد۔ ابوداؤد، ترمذی)
فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مجنون اور نابالغ بچے پر رمضان کا روزہ فرض نہیں عاقل اور بالغ پر فرض ہے۔ اوپر کے ارشادات باری تعالیٰ سے واضح ہے کہ رمضان کا روزہ مسلمان، تندرست اور مقیم پر فرض ہے جب کہ مسافر اور مریض کے لئے یہ سہولت ہے کہ وہ بیماری و سفر کے عذر کی بنا پر روزہ نہ رکھے اور جو روزے اس طرح چھوٹ گئے رمضان

کے بعد ان کی قضا فرض ہے۔

۴۔ علماء اس پر متفق ہیں کہ رمضان کا روزہ ہر عاقل، بالغ، تندرست، مقیم مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ (بدایۃ المجتہد جلد اوّل)

سفر میں روزہ

روایات سے ثابت ہے کہ سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا اور نہیں بھی رکھا اور بعض اوقات رکھا ہوا روزہ بھی سفر کے دوران میں افطار کر لیا۔ ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ مسافر کو اختیار ہے کہ وہ سفر کے دوران میں روزہ رکھے یا نہ رکھے۔

۱۔ تم میں سے جو بیمار ہو یا سفر میں ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کر لے (البقرہ)

اس سے اگلی ہی آیت میں تقریباً انہی الفاظ میں یہ فرمان دہرایا گیا اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا "اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے سختی کا ارادہ نہیں فرماتا" (البقرہ)

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں سفر میں روزہ رکھوں اور حمزہ رضی اللہ عنہ کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر چاہو تو رکھو اور اگر نہ چاہو تو نہ رکھو۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

اس باب میں حضرت انس بن مالک، حضرت ابو سعید، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ابو درداء اور حضرت حمزہ بن عمرو

اسلمی رضی اللہ عنہم سے بھی روایات منقول ہیں لیکن مذکورہ بالا حدیث حسن صحیح ہے۔ (امام ترمذی)

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رمضان کی سولہ تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کو روانہ ہوئے ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہیں رکھا۔ روزہ دار نے بے روزہ کو اور بے روزہ نے روزہ دار کو برا کہا۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا تھا اور بعض نے نہیں۔ ایک گرم دن میں ہم ایک منزل میں اُترے جن لوگوں نے روزہ رکھا تھا وہ ضعف سے نڈھال ہو کر گر پڑے اور جنہوں نے روزہ نہیں رکھا تھا وہ اپنے کاموں میں مشغول رہے انہوں نے خیمے بھی گاڑے اور سواری کے جانوروں کو پانی بھی پلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنہوں نے روزہ نہیں رکھا آج وہ ثواب لے گئے۔ (بخاری، مسلم۔ مشکوٰۃ)

۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے کہ ایک مجمع دیکھا اور پھر ایک آدمی کو دیکھا جس پر سایہ کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ بتایا گیا کہ روزہ دار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔ (بخاری، مسلم۔ مشکوٰۃ)

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکے روانہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام عسفان تک روزہ رکھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عسفان پہنچ کر) پانی منگوایا اور ہاتھ میں پانی لے کر لوگوں کو دکھانے کے لئے اونچا کیا اور پھر پی لیا حتیٰ کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ پہنچ گئے اور یہ رمضان کا مہینہ تھا اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سفر میں) روزہ رکھا بھی ہے اور نہیں بھی رکھا پس جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔ (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ)

مسلم کی ایک روایت میں جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام عُسفان پر عصر کے بعد روزہ افطار کیا تھا۔ (مشکوٰۃ)

۷۔ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے خدا کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ کیا گناہ ہوگا اگر میں روزہ رکھ لوں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ نہ رکھنے کی اللہ عزوجل کی طرف سے اجازت ہے اس لئے جو کوئی اس اجازت سے فائدہ اٹھائے بہتر ہے اور جو روزہ رکھنا پسند کرے اس پر کوئی گناہ بھی نہیں۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ)

۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر کے لئے آدھی نماز معاف کر دی ہے نیز مسافر اور دودھ پلانے والی اور حاملہ کے لئے روزہ معاف کر دیا ہے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

یہاں یہ مت سمجھ لیا جائے کہ مسافر کو روزہ اس طرح معاف ہے جیسے آدھی نماز بلکہ رمضان کے بعد مسافر کو سفر میں چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا کرنی پڑے گی یعنی روزے رکھنے پڑیں گے۔ خدا تعالیٰ نے یہ آسانی تو اس لئے فرمائی ہے کہ مسافر کو سفر میں روزہ کی وجہ سے زحمت نہ اٹھانی پڑے۔

اس کا استدلال اس آیت کریمہ سے ہے جس کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

"اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے۔
اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے سختی کا ارادہ نہیں فرماتا۔" (البقرہ)

سفر میں روزہ توڑنا

اگر کسی نے یہ سوچ کر روزہ رکھ لیا کہ سفر میں روزہ رکھنے سے کوئی دشواری یا زحمت نہ ہوگی اور پھر خلاف توقع روزہ اس پر بھاری ہو گیا تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ روزہ توڑ دے۔ اس کا استدلال مندرجہ ذیل روایتوں سے ہے۔

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ کے لئے نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا۔ لوگوں (ہمسفروں) نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزہ رکھا۔ حتیٰ کہ (ایک مقام) کراع غمیم آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ لوگوں پر روزہ دشوار ہو گیا ہے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے منتظر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد پانی کا ایک پیالہ منگوا کر پیا لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہے تھے ان میں سے بعض نے روزہ افطار کر لیا اور بعض روزہ رکھے رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ کچھ (ابھی تک) روزہ سے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی نافرمان ہیں۔ (ترمذی)

(د) اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے مسلم اور نسائی میں یہ روایات ہیں۔ مسلم میں ہے کہ "فتح مکہ کے سال رمضان میں مکہ کے لئے نکلے" اس سے یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ افطار کیا جانے والا روزہ رمضان ہی کا تھا۔

(ب) اس باب میں حضرت کعب بن عاصم، ابن عباس اور ابوہریرہ
رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آتی ہیں لیکن حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی
حدیث حسن صحیح ہے۔ (امام ترمذی)

۲- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ روزہ کی حالت
میں لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک خچر
پر سوار تھے اور لوگ پیدل تھے۔ گرمی کے موسم کا دن تھا۔ چلتے چلتے آسمان
سے برسے ہوئے پانی کا ایک تالاب آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے
فرمایا کہ لوگو پانی پی لو۔ لوگوں نے انکار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے تم سے نسبتاً آسانی حاصل ہے۔ لوگوں نے
پھر بھی پانی نہ پیا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اُترے اور آپ صلی
اللہ علیہ وسلم نے پانی نوش فرمایا۔ اس پر لوگوں نے بھی پانی پی لیا۔ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم خود (اپنے لئے) پانی نہیں پینا چاہتے تھے۔ (احمد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمراہیوں
کی نسبت آسانی حاصل تھی اسی آسانی کے مدنظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم
خود روزہ افطار نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن اپنے ساتھیوں کی شدید پیاس
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوارا نہ تھی اس لئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افطار کئے بغیر ہمراہی افطار نہیں
کریں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری سے اُتر کر پانی پی لیا اس
طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور پوری اُمت کو یہ مثال مل گئی کہ سفر میں اگر
روزہ بھاری ہو جائے تو افطار کیا جا سکتا ہے۔ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان
کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پانی پینے کے بارے میں مشورہ تھا اور مشورہ

میں عمل کرنے کا اختیار ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فرمان نہ مانا تھا۔

مسافر کی تعریف

قرآن مجید اور کسی صحیح حدیث میں یہ وضاحت نہیں کہ کتنے میل کے سفر پر نکلنے والا مسافر کہلائے گا البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ فاصلہ چار برد بتایا ہے چار بُرد کے سولہ فرسخ بنتے ہیں جبکہ ایک فرسخ تین میل کے مساوی ہوتا ہے اس طرح یہ فاصلہ ۴۸ میل ہوتا ہے۔ شرعی میل کو علماء نو فرلانگ کے برابر گنتے ہیں اور اس طرح یہ فاصلہ ۵۴ میل مروجہ بن جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک چار بُرد کی مسافت ۳۶ کوس کے مساوی ہے اور عام طور پر ایک کوس ½ ۱ میل کے برابر ہوتا ہے اس حساب سے ۳۶ کوس ۵۴ میل مروجہ کے برابر ہوتے ہیں مگر کوس کی پیمائش مختلف مقامات پر مختلف ہے اس لئے اس کا اعتبار نہیں۔ زیادہ صحیح روایت چار بُرد مساوی سولہ فرسخ والی ہے جسے صحیح بخاری میں شامل کیا گیا ہے۔ بہرحال فتوے ⅗ ۵۷ میل مروجہ کی مسافت پر ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ جو کوئی تین منزل سفر کرنے کا ارادہ کر کے نکلے تو شریعت کی رُو سے وہ مسافر ہے اور تین منزل یہ ہے کہ پیدل چلنے والے تین دن میں یہ سفر اکثر طے کر لیتے ہیں اس کا تخمینہ ۴۸ میل شرعی ہے (یعنی ۵۴ میل مروجہ) یاد رہے کہ سفر کی یہ مقدار وہی ہے جس سے نمازیں قصر واجب ہوتی ہے یعنی جس شخص پر نمازیں قصر واجب ہو اسے روزہ نہ رکھنے کی سہولت بھی ہو گئی متعلقہ روایات ذیل میں مذکور ہیں۔

۱۔ حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم چار بُرد کے سفر میں قصر کرتے اور روزہ نہیں رکھتے تھے۔ چار بُرد کے سولہ فرسخ بنتے ہیں۔ (صحیح بخاری)

ایک فرسخ تین میل کے مساوی ہوتا ہے اس طرح یہ مسافت ۴۸ میل بنتی ہے۔

۲۔ حضرت مالکؒ فرماتے ہیں کہ انہیں یہ معلوم ہوا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ مکہ اور طائف کی درمیانی مسافت کے مساوی سفر میں قصر کیا کرتے تھے اور اسی طرح اس مسافت کے بقدر سفر میں جو مکہ مکرمہ اور عسفان، اور مکہ مکرمہ اور جدہ کے درمیان ہے۔ حضرت مالکؒ فرماتے ہیں کہ یہ مسافت چار بُرد کے مساوی ہے۔ (مؤطا امام مالکؒ)

۳۔ خشکی میں تین منزل کا فاصلہ ۵۷ ۳/۸ میل کے مساوی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) آجکل کلومیٹر کا حساب ہوگیا ہے۔ ۵۷ ۳/۸ میل کا فاصلہ ۹۲ ۶۹۶/۱۰۰۰ کلومیٹر کے مساوی ہے۔

۴۔ مالکی، شافعی اور حنبلی متفق ہیں کہ ۴۸ میل یا ایک دن رات کے سفر میں قصر کیا جا سکتا ہے جبکہ احناف کے نزدیک یہ فاصلہ ۵۴ میل ہے۔ لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ مذکورہ فاصلہ کوئی پیدل طے کرے یا تیز رفتار سواری سے (جیسے گھوڑا، اونٹ بس جہاز وغیرہ) شرعی لحاظ سے وہ مسافر کہلائے گا۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ جلد اول)

ایک میل ۱،۶۰۹۳ کلومیٹر کے مساوی ہے اس طرح ۴۸ میل کا فاصلہ ۷۷ ۲۴۶/۱۰۰۰ کلومیٹر کے برابر بنتا ہے اور ۵۴ میل کا فاصلہ ۸۶ ۹۰۲/۱۰۰۰ کے برابر۔

مسافر کے لئے روزہ رکھنا افضل ہے یا غیر افضل

سفر میں روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کے بارے میں آئمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہ میں کوئی اختلاف نہیں البتہ فضیلت کی بات پر اختلاف ضرور ہوا ہے جس کا جائزہ مندرجہ ذیل ہے:۔

۱۔ جو آدمی سفر میں روزہ رکھنے کی اہلیت رکھتا ہو اور روزہ رکھنے سے اسے
کوئی دشواری نہ ہوتی ہو تو اس کے لئے روزہ رکھنا افضل ہے۔
(امام ابو حنیفہ۔ امام مالک۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ)

۲۔ اگر سفر میں روزہ رکھنا آسان ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے ورنہ غیر افضل۔
(حضرت ابن عباس۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم)

۳۔ امام احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے۔ (ترمذی)

۴۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین وغیرہ کے نزدیک اگر روزہ رکھنے
کی قوت ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے اور یہی افضل ہے۔ اور اگر نہ رکھے تو یہ
بھی اچھا ہے۔ حضرت سفیان ثوری۔ حضرت مالک بن انس اور حضرت
عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔ (ترمذی)

۵۔ جب تم سفر کرو تو روزہ نہ رکھو وہ اس لئے کہ روزہ رکھو گے تو تمہارے
ہمراہی باہم یہ کہیں گے کہ اس شخص کا روزہ ہے اس لئے اس کا خیال
رکھو اور اسے کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ پھر وہ تمہارے کام بھی
کریں گے۔ یہاں تک کہ روزہ کا ثواب ہی ضائع ہو جائے گا۔ یہ قول حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ (طبرانی)

۶۔ حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس اچھی سواری ہو جو آسانی سے اسے منزل
تک لے جائے اسے چاہیئے کہ جہاں رمضان آئے روزہ رکھے۔
(ابو داؤد۔ مشکوۃ)

۷۔ سفر میں رہنا اور سفر کے درمیان میں کسی جگہ ٹھہرنا دو الگ الگ کیفیتیں
ہیں۔ اوّل الذکر میں مصائب اور دشواریوں کا اندیشہ ہے لیکن مؤخر الذکر

میں دشواریوں کا امکان موقوف ہو جاتا ہے پھر بھی پندرہ دن سے کم قیام کی نیت سے ٹھہرنا اسے شرعی مسافر ہونے کی حیثیت سے خارج نہیں کرتا اور اس کا روزہ نہ رکھنے کا حق بحال رکھتا ہے لیکن افضل یہ ہے کہ مسافر راستے میں یا منزل پر اگر پندرہ دن سے کم قیام کرے تو روزہ رکھے (پندرہ یا پندرہ دن سے زیادہ مدّت کے قیام میں وہ مسافر نہیں رہے گا اور اس پر روزہ فرض ہو جائے گا اور اس صورت میں افضل اور غیر افضل کا سوال ہی نہیں ہے) کیونکہ اس حالت میں اسے سفر کے شدائد و مصائب کا سامنا نہیں اور مقیم جیسی آسائش میسّر ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے "اور اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔" (البقرہ)

یہ اسی آیت کریمہ کا آخری حصّہ ہے جس میں ہے "پھر تم میں سے جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے۔"

دو ملکوں میں رمضان کا آغاز و اختتام

سعودی عرب اور خلیج کے دوسرے ملکوں کی نسبت پاکستان میں رمضان المبارک ایک یا دو دن کے بعد شروع ہوتا ہے لہٰذا عیدالفطر میں بھی ایک یا دو دن کا فرق ہوتا ہے۔ بعض دُور دراز ملکوں میں اس سے زیادہ فرق بھی ہو سکتا ہے۔ اس تفریق کی وجہ سے اس مسئلہ کو سوالاً جواباً پیش خدمت کیا جاتا ہے۔

سوال:۔ رمضان المبارک تیس کا دن تھا۔ کوئی تیس روزے رکھ کر پاکستان کے لئے روانہ ہوا۔ مسافر کو معلوم ہے کہ صبح پاکستان میں روزہ ہے اور سعودی عرب

میں عید۔ اس صورت میں مسافر کو روزہ رکھنا چاہیئے یا نہیں۔ اگر مسافر رات کے بارہ بجے کے بعد روانہ ہو جبکہ یہاں عید کے دن کا آغاز ہو چکا ہو تو اس کے لئے کیا حکم ہے ؟۔

جواب :۔ اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے مستحب ہے۔ کیوں کہ تیس روزے ہوتے ہیں وہ پورے ہو چکے ہیں۔ صرف روزہ داروں کے ساتھ مشابہت کا مسئلہ باقی ہے جو کہ افضل ہے اور یہ روزہ نفل ہوگا۔

سوال :۔ رمضان المبارک تیس دن کا تھا کوئی سعودی عرب میں بیس روزے رکھ کر پاکستان چلا گیا۔ اس طرح سعودی عرب میں دس روزے باقی تھے اور پاکستان میں گیارہ۔ اب اسے دس روزے رکھنے چاہئیں یا گیارہ ؟۔ اگر وہ گیارہ روزے رکھتا ہے تو اس کے کل اکتیس روزے شمار ہو جائیں گے اور رمضان المبارک اکتیس کا نہیں ہوتا، اُنتیس یا تیس کا ہوتا ہے۔ صورت مسئولہ میں اگر رمضان اُنتیس کا ہو تو کیا احکام صادر ہوں گے ؟

جواب :۔ پاکستان میں دس روزے رکھنے واجب ہیں اگیارہواں روزہ رکھنا مستحب ہے ضروری اور لازم نہیں ہے۔ اگر رکھے گا تو نفلی روزہ ہوگا نہیں رکھے گا تو کچھ گناہ نہ ہوگا۔

سوال :۔ رمضان المبارک اُنتیس کا تھا۔ کوئی پاکستان میں بیس روزے رکھ کر سعودی عرب چلا گیا۔ اب سعودی عرب میں آٹھ روزے باقی تھے اور پاکستان میں نو۔ اس طرح اٹھائیس ہی روزے ہوئے تھے کہ عید آگئی اور عید تو منانی ہی پڑے گی کیوں کہ عید کے دن کا روزہ حرام ہے۔ اس صورت میں کیا عید کے بعد ایک روزہ مزید رکھنا پڑے گا تاکہ انتیس روزے شمار ہو جائیں کیونکہ رمضان اُنتیس یا تیس کا تو سکتا ہے اٹھائیس کا نہیں۔ اگر رمضان تیس دن کا ہو تو صورت

مسئولہ میں کیا احکام صادر ہوں گے ؟

جواب :۔ اگر رمضان المبارک انتیس کا ہے تو پاکستانی آدمی سعودی عرب میں جا کر نو روزے رکھے گا۔ اٹھائیس روزے رکھ کر سعودی لوگوں کے ساتھ عید کرے گا اور بعد میں ایک روزہ کی قضا کرے گا۔ اگر رمضان تیس کا تھا تو سعودیہ جانے کے بعد دس روزے رکھے گا۔ انتیس کو اگر عید ہو گئی تو ایک روزہ کی قضا بعد میں کرے گا۔

روزہ کی قضا کا حکم

حائضہ یا نفاس والی عورت کو روزہ قضا کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ اس لئے کہ ان دونوں حالتوں میں روزہ ہوتا ہی نہیں۔ ان دونوں حالتوں میں رکھا ہوا روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لئے روزہ رکھنے یا روزہ ہونے کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس طرح جتنے روزے قضا ہوئے ہوں انہیں رمضان کے بعد کسی وقت رکھا جائے۔ اس بارے میں اہل علم کا اتفاق ہے۔

۱۔ حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ عہدِ رسالت میں ہمیں یہ چیز (یعنی حیض) کی پیش آتی تو ہمیں روزہ کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

فائدہ :۔ اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اگر ہم حیض میں مبتلا ہوتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمیں حیض سے پاک ہونے پر روزوں کی قضا کا حکم دیتے لیکن نماز کی قضا کا حکم نہ دیتے تھے۔ (ترمذی)

۲۔ علماء کا اس امر پہ اتفاق ہے کہ حائضہ روزوں کی قضا کرے۔ لیکن نماز کی قضا نہ کرے۔ (امام ترمذی)

۳۔ مذاہب اربعہ کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ نفاس والی عورت روزہ نہ رکھے اور بعد میں اس کی قضا کرے۔

"نفاس کا حکم بھی ہر طرح سے حیض جیسا ہے" (شرح التنویر جلد اوّل)

۵۔ حائضہ کے لئے روزہ رکھنا حرام ہے لیکن بعد میں اس کی قضا لازم ہے۔ (شرح الہدایہ)

۶۔ حیض یا نفاس والی عورت سحری کا وقت گزر جانے کے بعد پاک ہوئی تو اب روزہ کی نیت کر کے روزہ نہیں رکھ سکتی۔ البتہ کسی مریض یا مسافر وغیرہ نے زوال کے وقت سے قبل تک نیت کرلی تو اس کا روزہ ہو جائے گا اگر اُس نے اس وقت تک کھایا پیا نہ ہو۔ (درمختار)

روزہ قضا کرنے کی اجازت

۱۔ قرآن مجید میں ہے "اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے" (البقرہ)

۲۔ حضرت انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو آدھی نماز اور مسافر و حاملہ اور دودھ پلانے والی کو روزہ معاف فرما دیا ہے۔

(مشکوٰۃ بحوالہ ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

۳۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو غزوں بدر اور فتح مکہ، کے دن شرکت کی اور ہم نے ان میں روزہ نہ رکھا۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن سے مقابلہ کے وقت افطار کی اجازت عطا فرمائی۔ (جامع ترمذی)

۴۔ مرض، سفر، حمل، بچہ کو دودھ پلانا، جہاد، نقصان عقل بھوک اور پیاس جبر و اکراہ اور بڑھاپا ایسے عذر ہیں جن میں سے کسی ایک کی موجودگی میں بھی رمضان المبارک کا روزہ یا روزے قضا کر دینے کی اجازت ہے۔

(درمختار۔ مراقی الفلاح)

اب ان سب عذروں کا تفصیلی جائزہ ذیل میں لیا جاتا ہے۔ ان عذروں کی وجہ سے قضا کئے ہوئے روزے بعد میں رکھنا فرض ہیں۔

مرض۔ (ا) اگر بیماری کے بڑھنے یا طویل ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ (جوہرہ، درمختار، نورالایضاح۔ مراقی)

(ب) اگر ایسی علامات موجود ہوں کہ روزہ رکھنے سے مرض طویل ہو جائے گا یا شدت اختیار کر جائے گا یا مسلمان طبیب یا ڈاکٹر جو ظاہری طور پر فاسق نہ ہو روزہ رکھنے سے منع کر دے یا تیسری صورت میں خود مریض کو اپنے ذاتی تجربے سے یہ گمان غالب ہو تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

(ردالمختار۔ عالمگیری)

(ج) اگر ڈاکٹر یا طبیب مسلمان تو ہے مگر ظاہری طور پر فاسق و فاجر ہے (اگر فاسق و فاجر ہے مگر ظاہری نہیں تو کوئی قید نہیں) یا ڈاکٹر یا طبیب کافر ہے تو ان دونوں کے منع کرنے کا اعتبار نہیں۔ اگر کسی ایسے ڈاکٹر یا

طبیب کے کہنے پر روزہ چھوڑ دیا یا روزہ رکھا ہوا توڑ دیا تو کفارہ لازم آئے گا۔ (ردالمختار۔ عالمگیری)

(د) اگر کسی تندرست شخص کو بہ گمان یقین کی حد تک ہے کہ روزہ رکھنے بیمار ہو جائے گا تو اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ بعد میں قضا کر لے۔ (عالمگیری)

(ہ) اگر سانپ نے ڈس لیا اور روزہ نہ توڑنے کی صورت میں جان جانے کا اندیشہ ہو تو روزہ توڑ دیں۔ (قاضی خان)

سفر۔ (ا) اس سے مراد وہ سفر ہے جو تین منزل کا ہو۔ یعنی شرعی سفر۔ بے شک یہ سفر کسی ناجائز کام کے لئے ہو۔ یہ سفر اسی سفر کے مساوی ہے جس کے اختیار کرنے سے قصر نماز پڑھنے کا حکم ہوتا ہے۔ (درمختار۔ تنویر الابصار)

(ب) اگر کوئی سفر کے دوران چند دن کہیں ٹھہر گیا اور قیام کی نیت پندرہ دن کی نہیں تو اسے اجازت ہے کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے۔ (منحۃ الخالق)

(ج) اگر کوئی زوال سے قبل سفر سے واپس آ گیا یا سفر میں کسی جگہ مقیم ہو گیا (یعنی پندرہ دن یا پندرہ دن سے زیادہ قیام کی نیت کر لی) تو اس کے لئے روزہ رکھ لینا واجب ہے کیونکہ نیّت کا وقت زوال سے پہلے تک ہوتا ہے۔ (درمختار۔ تنویر الابصار)

اگر صبح صادق سے نیت کرنے کے وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جس سے کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو نیت درست ہے ورنہ نہیں۔ (جوہرہ)

مگر بھول چوک کر کوئی کام ایسا کیا ہو جس سے کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو روزہ کی نیّت درست ہے یعنی روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ (ردالمختار)

اگر مسافر زوال سے قبل گھر آ گیا اور روزہ کی نیت کر کے روزہ توڑ دیا تو

اس پر کفارہ نہیں یعنی قضا ہے۔ (عالمگیری)

اگر روزہ کی نیت نہیں کی اور کھاتا پیتا رہا تو پھر بھی قضا ہے کفارہ نہیں۔

(د) کسی نے سفر شروع کیا تھا کہ گھر میں بھولی ہوئی چیز یاد آ گئی اس کو لینے کے لیے گھر آیا اور گھر ہی میں روزہ توڑ دیا تو اس پر کفارہ واجب ہے۔

(عالمگیری۔ درمختار۔ شامی)

حمل:۔ روزہ رکھنے سے خود حاملہ کو یا بچہ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ (درمختار۔ ردالمختار۔ عالمگیری)

دودھ پلانا۔ (ا) دودھ پلانے والی کو یا دودھ پینے والے بچہ کو اگر نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑ دینے کی اجازت ہے۔

(درمختار۔ ردالمختار۔ عالمگیری)

(ب) اگر رمضان میں کسی دوسرے کے بچہ کو دودھ پلانے کی نوکری کی ہو تو پھر بھی نقصان پہنچنے کے اندیشے کی وجہ سے روزہ چھوڑ دینے کی اجازت ہے۔

(درمختار۔ ردالمختار)

(ج) دودھ پلانے والی تو بیمار نہیں مگر دودھ پینے والا بچہ بیمار ہے اور ڈاکٹر نے بچہ کے بجائے دودھ پلانے والی کو دوا پینے کا کہا تو اسے روزہ توڑنے کی اجازت ہے۔ (مراقی الفلاح)

جہاد:۔ (ا) دشمن سے مقابلہ کا امکان ہے اور اندیشہ ہے کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے جہاد نہیں کر سکے گا تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

(مراقی الفلاح)

(ب) دشمن سے لڑائی کا یقین تھا اس لیے روزہ توڑ ڈالا مگر لڑائی نہ ہوئی تو کفارہ واجب نہ ہوگا صرف قضا کا ایک روزہ رکھنا ہوگا۔ (درمختار۔ طحطاوی)

بھوک اور پیاس:۔ اگر بھوک یا پیاس اتنی شدید ہو کہ موت واقع ہونے یا حواس یا ختہ ہو جانے کا اندیشہ ہو تو روزہ افطار کر لینے کی اجازت ہے۔
(عالمگیری۔ مراقی الفلاح)

جبر و اکراہ:۔ (ا) شرعاً اس سے مراد روزہ دار کو کسی کی طرف سے قتل کرنے بدن کا کوئی حصہ کاٹنے یا شدید ضرب لگانے کی صحیح دھمکی ہے اور روزہ دار کو بھی اندیشہ ہو کہ اگر روزہ افطار نہ کیا تو دھمکانے والا جو کہتا ہے بلاشک شبہ کر گزرے گا تو روزہ دار کو روزہ افطار کر لینے کی اجازت ہے۔
(بہار شریعت)

(ب) اگر روزہ دار بیمار ہے یا مسافر تو اس بنا پر اس کے لئے روزہ افطار کرنا واجب ہے اور اگر افطار نہ کیا اور قتل ہو گیا تو گناہ ہو گا۔ (البحر الرائق)

(ج) مقیم اور تندرست کو اس صورت میں افطار کرنے کی اجازت ہے لیکن افطار نہ کرنا افضل ہے اور اگر افطار نہ کرنے کی وجہ سے قتل ہو گیا تو ثواب کا مستحق ہے۔ (البحر الرائق)

بڑھاپا:۔ (ا) بڑھاپے کی وجہ سے کوئی مرد یا عورت روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو اسے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔ تمام آئمہ رحمۃ اللہ علیہ اس پر متفق ہیں۔ (بدایۃ المجتہد۔ الفتح الربانی)

(ب) اگر ایسا شخص گرمیوں میں رمضان کے روزے نہیں رکھ سکتا لیکن سردیوں میں روزے رکھنے کے قابل ہو جاتا ہے تو گرمیوں کے روزے چھوڑ کر ان کے بدلے سردیوں میں روزے اس پر فرض ہیں۔ (رد المختار)

نقصان عقل:۔ اگر بھوک یا پیاس کی شدت سے موت واقع ہونے یا حواس کھو بیٹھنے کا اندیشہ ہو تو روزہ افطار کر لینے کی اجازت ہے۔ (عالمگیری۔ مراقی الفلاح)

روزہ کی معافی کے عذر

۱۔ بچپن :۔ (ا) بچہ پر روزہ فرض نہیں ہے جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے ۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تین قسم کے آدمی مرفوع القلم ہیں (جس کا جُرم یا زرپُرس کے قابل نہ ہو) ایک
پاگل یہاں تک کہ اس کا پاگل پن جاتا رہے دوسرا سونے والا یہاں تک کہ
جاگ جائے اور تیسرا بچہ یہاں تک کہ بالغ ہو جائے ۔

(احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ الواب الحدود)

(ب) اگرچہ بچہ پر روزہ فرض نہیں لیکن بچہ اس قابل ہو کہ روزہ رکھ سکے تو اہل خانہ
کو اسے روزہ رکھنے کی ترغیب دینی چاہیئے تاکہ اسے روزہ رکھنے کی عادت
پڑجائے اس بارے میں آئمہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں ۔

— بچہ کی عمر سات سال سے دس سال تک ہو تو اسے روزہ رکھوائیں ۔

(امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ)

— بچہ کو بارہ برس کی عمر میں روزہ رکھوائیں ، (امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ)

— بچہ کو دس برس کی عمر میں روزہ رکھوائیں ۔ (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

— جب بچہ اس قابل ہو کہ تین روزے مسلسل رکھ سکے اور اسے کمزوری نہ
ہو تو اسے روزہ رکھوائیں ۔ (امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ)

— مالکی مسلک کے نزدیک بچوں کو روزہ کا حکم دینا مستحب نہیں ۔

(الفقہ المذاہب الاربعہ)

(ج) عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی بچوں کو روزہ رکھنے کی ترغیب دی
جاتی تھی اور انہیں روزے کا عادی بنانے کے لئے روزہ رکھوایا بھی جاتا تھا

تھا۔ اگر بچہ روزہ رکھے تو یہ اس کے مستحب ہے۔ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عاشورا کی صبح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی بستیوں میں یہ اعلان کرایا کہ جس شخص نے ناشتا کر لیا ہو وہ دن کے بقیہ حصے میں کچھ نہ کھائے پیئے اور جس نے روزہ کی حالت میں صبح کی ہو وہ روزہ پورا کرے۔ اس کے بعد ہم خود بھی روزہ رکھتے اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے اور ان کے لئے روئی یا اُون کا کھلونا بنا دیتے۔ جب کوئی بچہ کھانے کے لئے روتا تو اسے یہ کھلونا دے دیتے حتیٰ کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔

(بخاری اور مسلم)

(د) بچہ دس سال کا ہو جائے اور اس میں روزہ رکھنے کی قوت ہو تو اسے روزہ رکھوایا جائے اگر نہ رکھے تو مار کر رکھوایا جائے اور اگر رکھ کر توڑ دے تو قضا کا حکم نہ دیں۔ (ردالمحتار)

۲۔ پاگل پن :۔ (ا) بچہ کی طرح پاگل کو بھی روزہ کی معافی ہے۔ اس کا استدلال حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی مذکورہ بالا حدیث سے ہے۔ اور اس پر اجماع ہے کہ روزہ عاقل پر فرض ہے، پاگل پر نہیں۔ البتہ پاگل پن کی بعض صورتیں ایسی ہیں کہ جن میں روزوں کی قضا ضروری ہے۔

اگر رمضان کا پورا مہینہ پاگل پن میں گزر جائے تو کوئی قضا نہیں ہے لیکن کچھ حصہ پاگل پن میں اور کچھ حصہ ہوش میں گزرے تو ہوش کی حالت میں روزے رکھنا اور پاگل پن کی حالت میں چھوٹے ہوئے روزوں کی بعد میں قضا کرنا ضروری ہے۔ (فتح القدیر)

(ب) پاگل کو زوال کے وقت سے پہلے ہوش آ گیا اس نے روزہ کی نیت کر لی تو روزہ ہو گیا۔ (درمختار)

اگر اس صورت میں نیت کر کے روزہ نہیں رکھا تو بعد میں اس روزہ کی قضا کرنا ضروری ہے۔

(ج) پاگل کو زوال کے وقت سے پہلے ہوش آگیا۔ اس نے روزہ کی نیت کر لی اور پھر توڑ دیا تو اس کے ذمہ قضا ہے کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)

(د) اگر کوئی روزہ رکھ کر پاگل ہو گیا تو روزہ نہیں رہا۔ بعد میں اس کی قضا کرے۔ (درمختار)

(ہ) جو ہمیشہ سے پاگل ہے اور کبھی ہوش میں نہیں آتا یا پورا رمضان کا مہینہ پاگل پن میں گزر جاتا ہے تو اس پر قضا، کفارہ یا فدیہ کچھ بھی نہیں۔ (فتح القدیر وغیرہ)

۳۔ بڑھاپا۔ (ا) اگر کوئی عورت یا مرد اس قدر عمر رسیدہ ہو جائے کہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو اور یہ امید بھی نہ ہو کہ آئندہ روزہ رکھنے کی قوت آ جائے گی تو اسے روزہ چھوڑ دینے کی اجازت ہے۔ البتہ اس پر فدیہ واجب ہے۔ (درمختار۔ حیات الصائمین)

(ب) اگر کوئی ایسا شخص گرمیوں میں گرمی کی وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو گرمیوں کے روزے قضا کر کے سردیوں میں رکھنا اس پر فرض ہے۔ (طحطاوی۔ ردالمحتار)

(ج) اگر ایسا شخص فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے کا اہل ہو گیا تو فدیہ نفلی صدقہ ہو جائے گا اور قضا روزوں کے بدلے روزے رکھنے ہوں گے۔ (ہدایہ۔ عالمگیری)

۴۔ دائمی مرض ۔(ا) حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی ہمیشہ بیمار رہتا ہو تو اس کے ذمہ روزوں کی قضا نہیں فدیہ ہے (الفقہ علی المذاہب)

اگر کوئی ہمیشہ مریض رہتا ہے مگر مرض معمولی سا ہے تو اسے روزہ کی معافی تو کیا روزہ قضا کرنے کی اجازت بھی نہیں۔ روزہ چھوڑنے کی اجازت صرف اس صورت میں ہے کہ روزہ رکھنے سے مرض کے شدت اختیار کر جانے یا طوالت پذیر ہونے کا اندیشہ ہو۔ اگر کوئی ایسا ہی مرض ہو تو روزہ قضا کرنے کی اجازت ہے اور اگر ایسا ہی مرض دائمی ہو تو اس صورت میں روزہ کی معافی ہے اور اس کے بدلے میں فدیہ ہے۔

(ب) اگر کوئی ایسا شخص فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے کا اہل ہو گیا تو فدیہ نفلی صدقہ ہو جائے گا اور قضا روزوں کے بدلے میں روزے رکھنے ہوں گے۔
(ہدایہ۔ عالمگیری)

متفرق :۔ (ا) رمضان المبارک میں اگر کوئی نابالغ دن کے وقت بالغ ہوا تو اس پر اس دن کے روزہ کی قضا نہیں۔ (درمختار۔ ردالمختار)

(ب) رمضان المبارک میں اگر کوئی کافر دن کے وقت مسلمان ہوا تو اس پر اس دن کے روزہ کی قضا نہیں۔ (درمختار۔ ردالمختار)

بیہوش پر قضا ہے

۱. اگر رمضان میں کوئی دن کے وقت بیہوش ہو گیا اور پورا دن بیہوش رہا تو اس پر اس دن کے روزہ کی قضا نہیں اس کا روزہ نیت کی بنا پر درست ہو گیا۔ اگر اس دن کسی شرعی عذر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا تھا یا بیہوشی کی حالت میں کسی نے منہ میں دوا ڈالی اور وہ حلق سے نیچے اتر گئی تو اس دن کی قضا بھی لازم ہے۔ (شرح البدایۃ)

۲۔ اگر رات کو روزہ کی نیت کے بعد بیہوشی طاری ہوئی تو اس روزہ کی قضا

لازم نہیں۔ اگر رات کو صبح کا روزہ رکھنے کی نیت نہ تھی یا کوئی دوا حلق سے نیچے اُتر گئی تو اس دن کے روزہ کی قضا بھی لازم ہے۔ (شرح البدایۃ)

۳۔ کوئی رات کو بے ہوش ہوا یا دن کو تو بوجہ نیت دونوں صورتوں میں اس دن کا روزہ ہوگیا اور اس کی قضا لازم نہیں اگر کوئی بات خلاف روزہ نہ ہوئی ہو۔ اگر کوئی ایک دن سے زیادہ بیہوش رہا تو ایسی صورت میں پہلا ایک دن چھوڑ کر باقی سب دنوں کی قضا لازم ہے جتنے دن بیہوشی رہی کیونکہ پہلے ایک دن کا روزہ نیت کی وجہ سے درست ہے۔ (شرح البدایہ)

۴۔ اگر رمضان کا پورا مہینہ بیہوشی میں گزر گیا اور کسی ایک روزہ کی نیت کا وقت بھی نہیں ملا تو پورے رمضان کی قضا لازم ہے بیہوشی کی وجہ سے روزے معاف نہیں ہو جاتے البتہ اگر جنون (پاگل پن) ہوگیا ہو اور پورا مہینہ اسی حالت میں گزر جائے تو قضا لازم نہیں۔ بیہوشی اور جنون دو الگ الگ کیفیتیں ہیں۔ اور اگر رمضان کے دوران میں جنون جاتا رہے تو باقی روزے رکھنا فرض ہے اور اس کیفیت میں جتنے روزے چھوٹ گئے ان کی قضا بھی لازم ہے۔ (شرح البدایۃ)

سوتے میں سحری کا وقت نکل جانا

۱۔ مثال کے طور پر کوئی دُور دراز کے سفر سے واپس آیا راستے میں سو نہیں سکا اور گھر پہنچ کر نیند نے ایسا غلبہ کیا کہ سحری کے وقت آنکھ نہیں کھلی۔ کوئی جگانے والا بھی موجود نہ تھا اس طرح سحری کا وقت جاتا رہا۔ اس صورت میں اگر زوال کے وقت سے پہلے پہلے آنکھ کھل جائے تو روزہ کی نیت کر کے روزہ رکھ لینا واجب ہے اور اگر عین زوال کے وقت یا زوال کے

بعد آنکھ کھلے تو روزہ کی نیت کا وقت بھی نکل گیا اور اب روزہ نہیں رکھا جاسکتا۔ اب وہ رمضان کے بعد اس کے بدلے میں ایک روزہ قضا کے طور پر رکھے۔ اس طرح روزہ قضا ہو جانے پر کوئی گناہ نہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین قسم کے آدمی مرفوع القلم ہیں۔ ایک پاگل یہاں تک کہ اس کا پاگل پن جاتا رہے دوسرا سونے والا۔ یہاں تک کہ جاگ جائے اور تیسرا بچہ یہاں تک کہ بالغ ہو جائے۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابواب الحدود)

۲۔ جب آنکھ کھلی تو روزہ کی نیت کا وقت تھا لیکن نیت کر کے روزہ نہیں رکھا یا نیت کر کے روزہ رکھا اور پھر توڑ دیا تو دونوں ہی صورتوں میں قضا ہے کفارہ نہیں۔ کیوں کہ کفارہ اسی صورت میں واجب ہوتا ہے جبکہ روزہ کی نیت رات سے کی ہو، دن کے وقت کی ہوئی نیت سے رکھا ہوا روزہ توڑنے سے صرف قضا لازم آتی ہے۔ (جوہرہ اور عالمگیری وغیرہ)

مستحاضہ روزہ رکھے

۱۔ مستحاضہ ایسی عورت کو کہتے ہیں جو استحاضہ میں مبتلا ہو۔ ایسی عورت معذور کے حکم میں ہے جیسے کسی کو ریح ہوا کا عذر ہو اور وضو کرتے ہی وضو ٹوٹ جاتا ہو ایسے عذر کی صورت میں اجازت ہے کہ ایک وضو سے ایک نماز ادا کر لی جائے اسی طرح استحاضہ بھی عذر ہے اور اس میں ہر وہ کام جائز ہے جو حیض کی حالت میں منع ہو جاتا ہے جیسے نماز روزہ اور تلاوت قرآن پاک وغیرہ۔

"مستحاضہ کے لئے روزہ اور نماز اور جماع منع نہیں" (شرح التنویر)

حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مستحاضہ حیض کے ان دنوں میں جن کی اسے عادت تھی نماز ترک کر دے پھر غسل کرے اور ہر نماز کے لئے وضو کرے اور روزے رکھے اور نماز بھی پڑھے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا "یارسول اللہ! میں مستحاضہ عورت ہوں اس لئے پاک نہیں رہتی کیا نماز ترک کر دوں"؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں یہ رگ کا خون ہے حیض نہیں، جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو خون دھوڈالو اور نماز پڑھو۔"

(بخاری، مسلم۔ احمد۔ ابن ماجہ۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (امام ترمذی)

۳۔ حضرت بنت جحش رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں کثیر و شدید استحاضے میں مبتلا ہوئی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کی خبر دینے اور فتوے لینے پوچھنے کے لئے حاضر ہوئی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بہن زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر پر پایا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں کثیر و شدید استحاضے میں مبتلا ہوں جس نے نماز اور روزوں سے روک رکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روئی استعمال کرو یہ خون جذب کر لیتی ہے۔ میں نے عرض کیا وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ فرمایا کپڑا باندھ لو۔ میں نے کہا اس سے بھی زیادہ ہے تو فرمایا میں تمہیں دو صورتوں کا حکم دیتا ہوں ان میں سے کسی ایک پر عمل کر لو تو تمہارے لئے کافی ہے۔ اگر اہلیت ہو تو دونوں پر عمل کرو۔ یہ شیطان کی طرف سے ایک ٹھوکر

ہے۔ اس میں سے چھ دن یا سات دن حیض سے قرار دے لو اللہ کے علم میں اور پھر غسل کر لو اگر معلوم ہو کہ پاک ہو گئی ہو تو تیئس یا چوبیس دن رات نماز پڑھو اور روزے رکھو یہ تمہارے لئے کافی ہے۔ اور ان خواتین کی طرح کرو جنہیں ہر ماہ مقررہ وقت پر حیض آتا ہے اور مقررہ وقت پر پاک ہو جاتی ہیں اور اگر تم میں اہلیت ہو کہ ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدّم کر سکو تو غسل کرے ظہر اور عصر کی دونوں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھ لو۔ اسی طرح مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم کرو اور غسل کر کے دونوں نمازیں جمع کرو پھر فجر کی نماز کے لئے بھی غسل کرو۔ اگر اس پر عمل کی قدرت ہو تو اسی طرح کرو اور روزے رکھو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صورت میں دونوں صورتوں میں سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے محمد (امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ) سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا "یہ حدیث حسن صحیح ہے"۔ (جامع ترمذی جلد اوّل)

۴۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک عورت کو خون آتا تھا (یعنی حیض کی مقررہ عادت کے بعد بھی خون جاری رہتا تھا) ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس بیماری سے پہلے مہینے میں جتنے رات دن اسے حیض آیا کرتا تھا انہیں شمار کر کے ان کے مطابق نماز ترک کر دے۔ اس کے بعد وہ غسل کرے اور کپڑا باندھے اور پھر نماز پڑھے۔

(مؤطا امام مالک + ابوداؤد + دارمی + ابن ماجہ + نسائی)

۵۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا

سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مستحاضہ ہو جاتی تھیں۔ اُن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب حیض کا خون ہو تو سیاہ ہوتا ہے اور شناخت کر لیا جاتا ہے جب تک ایسا ہو نماز سے رُکی رہو اور دوسری طرح کا ہو تو وضو کرو اور نماز پڑھو کیوں کہ وہ رگ کا خون ہے۔" (ابو داؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان۔ دار قطنی)

استحاضہ کے احکام

۱۔ مستحاضہ پر ایک غسل ضروری ہے اور وہ بھی اس وقت جب اس کے حیض کے ایام ختم ہوں اور استحاضہ کے شروع ہوں البتہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو ضروری ہے۔ اس کا استدلال حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ان احادیث سے ہے جو باب "مستحاضہ روزہ رکھے" میں گزری ہیں۔

۲۔ مستحاضہ کے لئے روزہ، نماز اور جماع منع نہیں۔ (شرح التنویر)

مُستحاضہ روزہ رکھے" کے باب میں مذکورہ احادیث میں واضح احکام ہیں کہ مستحاضہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔ اس بارے میں سب کا اتفاق ہے۔ مستحاضہ کے لئے وہ سب کچھ کرنا جائز ہے جو اسے حیض کی حالت میں کرنا ممنوع ہے مثلاً نماز، روزہ، تلاوت قرآن جماع وغیرہ۔ (اوجز المسالک)

۳۔ عادت والی عورت جسے اپنے حیض کے ایام کی گنتی معلوم ہو لیکن استحاضہ کی صورت میں اپنے حیض کے خون کی شناخت نہ کر سکتی ہو تو وہ حیض کے وہی عادت والے ایام شمار کرے گی اور باقی استحاضہ کے۔ اس کا استدلال حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث سے ہے جو سابقہ باب میں بیان کی جا چکی ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور عام محدثین کا یہی مذہب ہے۔ (اوجز المسالک)

۴۔ اگر کوئی عورت اپنے حیض کے خون کو پہچانتی ہو لیکن حیض کی مدت مقرر نہ ہو تو بھی پہچان کا اعتبار نہیں اس صورت میں وہ حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت جو دس دن رات ہے نکال کر باقی دن استحاضہ کے شمار کرے گی۔ ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک بھی یہی ہے۔

(اوجز المسالک)

۵۔ ایسی عورت جسے اپنے حیض کی مدت معلوم ہو اور خون کے رنگ سے اپنے حیض کی آمدورفت بھی پہچانتی ہو تو اگر حیض کی مدت اور اس کی پہچان ایک دوسرے کے مطابق ہو تو شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ اگر پہچان اور عادت دونوں مختلف ہوں تو عادت کا اعتبار ہے پہچان کا نہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے۔

(اوجز المسالک)

۶۔ اگر کسی کو اپنی عادت معلوم نہیں اور نہ ہی حیض کے خون کی پہچان ہے اس صورت کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کسی لڑکی کو پہلے پہل خون آنا شروع ہوا اور پھر لگاتار آتا ہی رہا۔ ایسی صورت میں وہ حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت (دس دن رات) گزار کر باقی دن استحاضہ کے شمار کرے گی۔

(اوجز المسالک۔ شرح البدایۃ۔ ردالمحتار)

حیض میں استحاضہ کی صورتیں

۱۔ حیض کی مدت سے کم یا زیادہ دن خون آئے تو وہ استحاضہ ہے حیض کی

مدت مختلف خواتین میں مختلف ہو سکتی ہے جو کم سے کم تین دن رات اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات ہے۔

حیض کی کم از کم مدت تین دن رات اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات ہے اگر تین دن رات سے کم یا دس دن رات سے زیادہ خون آیا تو وہ استحاضہ ہے۔ (شرح البدایہ)

امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، امام محمد، سفیان ثوری، اور عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہی ہے۔

۲۔ آدھا سورج نکلا تھا کہ خون آنا شروع ہوا اور چوتھے دن ایک چوتھائی سورج نکلنے پر بند ہو گیا تو یہ استحاضہ ہے اور اگر آدھا سورج طلوع ہونے پر بند ہوا تو حیض ہے۔ (ردالمحتار)

ایک چوتھائی سورج سے نصف سورج نکلنے تک معمولی سا وقت صرف ہوتا ہے اور اتنے قلیل وقت کی تفریق بھی تین دن رات کی مدت کی تعریف پر پوری نہیں اترتی جو حیض کی کم از کم مدت ہے۔

۲۔ عادت کے دن گزر جانے کے بعد بھی خون آتا رہا۔ اگر دس دن تک آیا تو حیض ہے اور اگر دس دن سے متجاوز ہو گیا تو صرف عادت کے دن حیض کے ہیں اور باقی استحاضہ کے۔ (شرح البدایہ)

مثال کے طور پر کسی کی عادت سات دن ہے۔ اگر کسی مہینہ عادت سے ہٹ کر آٹھ، نو یا دس دن خون آیا تو حیض ہے۔ اگر بارہ دن آیا تو صرف عادت کے سات دن حیض کے اور باقی پانچ دن استحاضہ کے شمار ہوں گے۔ اب ان پانچ دنوں کے نماز اور روزوں کی قضا لازم ہے۔

دن سے مراد دن رات ہے۔ جیسے ہم عام زندگی میں دس دن کا لفظ استعمال

کرتے ہیں مگر ہماری مراد چوبیس گھنٹے ہوتی ہے اور ہفتہ میں سات دن شمار کرتے ہیں مگر دن کے ساتھ رات کا ذکر تک نہیں کرتے اس طرح حیض، نفاس اور استحاضہ کے ابواب میں جہاں کہیں صرف دن کا لفظ استعمال ہوا ہے تو اس سے مراد دن رات ہے۔

۴۔ کسی کی عادت بدلتی رہتی ہے یعنی کبھی چار دن خون آتا ہے کبھی پانچ دن یا عادت چھ دن کی تھی لیکن کبھی سات آٹھ دن خون آیا تو سمجھ لو کہ عادت بدل گئی یہ عادت دس دن رات جا سکتی ہے اور دس دن رات تک یہ حیض ہی کا خون شمار ہوگا اگر اس سے بھی بڑھتا ہے تو استحاضہ ہے۔ اس صورت میں حیض کے دن وہی شمار ہوں گے جو کہ اس سے پہلے والے مہینے میں تھے یعنی اس سے پہلے والے مہینے میں اگر سات دن حیض آیا تھا تو موجودہ مہینے میں بھی سات دن حیض کے شمار کر کے باقی استحاضہ کے ہوں گے۔
(ردالمختار + شرح التنویر + عالمگیری + الفقہ المذاہب الاربعہ)

۵۔ حیض کے ایام میں ایک بار تبدیلی ہو جانے سے عادت بدل جاتی ہے۔ مثلاً کسی کی عادت چھ دن کی ہے اگر اسے سات دن یا کبھی پانچ دن خون آیا تو اس کا مطلب ہے عادت بدل گئی۔ حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ کا مسلک یہی ہے۔ (اوجز المسالک۔ ردالمختار۔ شرح التنویر)

عادت بدلنے کا اعتبار تین دن رات سے دس دن رات کے اندر اندر ہے۔ اس سے کم یا زیادہ ہر صورت میں استحاضہ ہے۔ (شرح الہدایہ)

۶۔ کسی لڑکی کو پہلے پہل خون آنا شروع ہوا پھر لگاتار آتا ہی رہا کبھی بند نہیں ہوا تو اس صورت میں دس دن حیض کے ہیں اور باقی دن استحاضہ کے۔ (شرح الہدایہ۔ ردالمختار)

۷۔ دو حیض کے درمیان میں طہارت کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہے اور زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں اس لئے اگر کسی کو کسی وجہ سے سال دو سال ہی خون نہ آیا تو وہ اس دوران میں پاک رہے گی حتیٰ کہ دوبارہ خون آنا شروع ہو جائے۔ (شرح البدایۃ)

نفاس میں استحاضہ کی صورتیں

۱۔ ولادت کے بعد آنے والا خون نفاس کہلاتا ہے۔ اس کی مدت عام طور پر چالیس دن ہے اور کم سے کم کی کوئی حد نہیں۔ (مراقی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں نفاس کے لئے چالیس دن تک بیٹھتی تھیں۔

(احمد۔ ابو داؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور ان کے بعد کے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ نفاس والی عورتیں چالیس دن تک نماز چھوڑیں۔ اگر اس سے پہلے خون بند ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دیں اور اگر چالیس دن کے بعد بھی خون آتا رہے تو نماز ترک نہ کریں۔ اکثر علماء اور اکثر فقہاء کا یہی قول ہے جن میں امام شافعی امام احمد امام اسحاق سفیان ثوری اور عبد اللہ بن مبارک رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ شامل ہیں۔ (امام ترمذی)

اگر خون چالیس دن کے بعد بھی آتا رہا تو پہلے بچے کی صورت میں اگر چالیس دن آکر بند ہو گیا تو نفاس ہے اور اگر چالیس دن سے تجاوز کر گیا تو صرف عادت کے دن نفاس کے ہیں باقی استحاضہ ہے۔ (ردالمحتار)

مثلاً پہلے بچے کی ولادت پر تیس دن خون آیا تھا تو دوسرے بچے کی پیدائش

کے بعد اگر تیس دن خون آیا تو غسل کر کے نماز اور روزہ شروع کر دیا جائے۔ اگر خلافِ عادت تیس دن کے بجائے چالیس دن خون آیا تو یہ بھی نفاس ہے اور اگر چالیس دن سے بھی متجاوز ہو گیا تو صرف تیس دن نفاس کے شمار ہوں گے اور باقی دن استحاضہ کے اور استحاضہ میں شمار ہونے والے دنوں کی نماز اور روزہ کی قضا مستحاضہ پر لازم ہے۔ جو عورت استحاضہ میں مبتلا ہو وہ مستحاضہ کہلاتی ہے۔

۳۔ کسی کی عادت بدلتی رہتی ہے یعنی کبھی تیس دن خون آتا ہے تو کبھی چالیس دن اگر یہ مدت چالیس دن یا اس سے کم رہے تو یہ نفاس ہی شمار ہوگا اگر چالیس دن سے تجاوز کرتا ہے تو استحاضہ ہے۔ (ردالمختار، شرح التنویر)

اس صورت میں نفاس کی مدت وہی شمار ہو گی جو کہ اس سے پہلے والی پیدائش کی تھی یعنی اگر اس سے پہلے والی پیدائش میں پینتیس ۳۵ دن نفاس جاری رہا اور اس دفعہ پچاس دن آیا تو استحاضہ کے پندرہ دن ہیں اور اگر چالیس دن آیا تھا تو استحاضہ کے دس دن ہیں۔

۴۔ نفاس کی مدت ایک بار تبدیل ہو جانے سے بدل جاتی ہے یعنی کسی کو تیس دن خون آتا تھا اگر اس بار چالیس دن آیا تو اس کا مطلب ہے اس کی عادت بدل کر چالیس دن ہو گئی۔ (شرح التنویر۔ ردالمختار)

عادت کا بدلنا چالیس دن سے کم یا چالیس دن تک محدود ہے۔ اس سے زیادہ استحاضہ ہے نفاس نہیں۔

۵۔ حمل کے زمانہ میں ولادت سے پہلے تک اگر خون آئے تو وہ استحاضہ ہے (شرح التنویر)

رمضان المبارک کا احترام

۱۔ مذاہب اربعہ یعنی حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کے فقہاء کا اس پر اتفاق ہوا ہے کہ اگر رمضان میں کسی شخص کا روزہ کسی وجہ سے فاسد ہو جائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ رمضان المبارک کے احترام میں کھانے پینے سے رُکا رہے۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ)

۲۔ اگر کسی وجہ سے کسی کا روزہ ٹوٹ جائے تو باقی دن کھانا پینا مناسب نہیں بلکہ روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔

(مراقی الفلاح علی حاشیہ الطحطاوی)

یہ دن روزہ میں نہیں گنا جائے گا بلکہ بعد میں اس کی قضا بھی رکھنی پڑے گی اور کھانے پینے سے رُکے رہنا صرف اس بابرکت مہینے کے احترام کے لئے ہوگا۔

۳۔ دن کے وقت کوئی مسافر گھر واپس آگیا یا دن کے وقت کوئی عورت حیض سے طاہر ہوگئی تو بقیہ دن روزہ داروں کی طرح گزارنا واجب ہے۔ (شرح البدایہ)

۴۔ حیض یا نفاس والی عورت طلوع فجر کے بعد پاک ہوئی تو اب وہ روزہ نہیں رکھ سکتی۔ (درمختار)

البتہ مسافر زوال کے وقت سے پہلے گھر آگیا یا مریض زوال کے وقت سے قبل روزہ رکھنے کے قابل ہوگیا تو وہ زوال کے وقت سے پہلے پہلے اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو روزہ کی نیت کرکے روزہ رکھ سکتا ہے۔ (درمختار، شرح البدایہ)

مریض یا مسافر کا یہ روزہ شمار ہوگا۔

روزہ فاسد ہونے کے ضوابط

۱۔ منہ کے راستے سے پیٹ میں کوئی چیز روزہ دار کے فعل سے یا کسی دوسرے کے فعل سے اُتر جائے وہ چیز نافع بدن ہو جیسے غذا اور دوا یا غیر نافع بدن ہو جیسے کنکر پتھر وغیرہ ہر صورت میں روزہ فاسد کر دیتی ہے مگر ایسی صورت جس سے بچنا ممکن نہیں جیسے کھلے منہ سے مکھی پیٹ میں اُتر جائے مفسدِ صوم نہیں۔

۲۔ پیٹ یا دماغ میں عام راستوں یعنی کان ناک، مقعد اور عورت کی شرمگاہ یا غیر عادی راستے جیسے زخم کی راہ سے کوئی چیز روزہ دار اپنے فعل سے داخل کرے اور وہ چیز نافع بدن ہو یا نہ ہو دونوں ہی صورتوں میں روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اگر کوئی چیز کسی دوسرے کے فعل سے داخل ہوئی تو نافع بدن ہونے کی صورت میں روزہ فاسد ہو گا اور اگر غیر نافع بدن ہے تو روزہ فاسد نہیں ہو گا لیکن روزہ دار نے خود ایسا کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۳۔ جان بوجھ کر منہ بھر قے کرنا مفسد صوم ہے۔

۴۔ صوری جماع اور معنوی جماع بھی مفسد صوم ہے (عامۃ الکتب)

مفسد صوم امور

کھانا پینا یا نگلنا :۔ ۱۔ جان بوجھ کر کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (عامۃ الکتب)

۲۔ تمباکو نوشی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (شرح التنویر)

دانتوں میں اٹکی ہوئی کھانے کی چیز اپنے آپ نکلی یا خود نکال کر منہ سے باہر نکالے بغیر نگل لی تو اگر یہ مقدار میں چنے کے دانے سے کم تھی تو روزہ نہیں ٹوٹا اگر چنے کے مساوی یا اس سے زیادہ تھی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اگر منہ سے باہر نکال کر نگلی تو دونوں ہی صورتوں میں روزہ ٹوٹ گیا۔ (شرح التنویر۔ در مختار)

۴۔ اگر کسی نے کنکری یا لوہے کا ٹکڑا یا اسی طرح کی کوئی چیز کھالی جو بطور دوا یا غذا مستعمل نہیں تو روزہ فاسد ہو گیا۔ (المغنی شرح البدایہ۔ حیات الصائمین۔ فتاوٰی قاضی خان)

۵۔ کلی کرتے ہوئے پانی حلق سے اتر گیا یا وضو کرتے ہوئے پانی ناک میں چڑھایا اور دماغ کو چڑھ گیا تو دونوں صورتوں میں روزہ اگر یاد تھا تو فاسد ہو گیا اگر یاد نہیں تھا تو روزہ نہیں گیا۔ (عالمگیری۔ نور الایضاح)

روزہ دار کو وضو کرتے ہوئے غرغرہ سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اگر پانی حلق سے نیچے اتر گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۶۔ چینی یا کوئی چیز جو منہ میں رکھنے سے حل ہو جاتی ہے منہ میں رکھی اور پھر محلول نگل لیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ (در مختار)

۷۔ دانتوں سے نکلا ہوا خون نگل لیا۔ اگر خون لعاب دہن پر غالب تھا یا مساوی تھا یا کم مقدار میں تھا مگر اس کا مزا حلق میں محسوس ہوا تو ان تینوں صورتوں میں روزہ فاسد ہو گیا۔ اگر لعاب دہن غالب تھا اور خون اتنا کم کہ اس کا مزا محسوس نہ ہوا تو روزہ نہیں گیا۔

(فتاوٰی ہندیہ۔ شرح التنویر۔ در مختار)

۸۔ اگر کسی نے سوتے ہوئے پانی پی لیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

(شرح التنویر۔ رد المختار۔ عالمگیری۔ جوہرہ)

آنسو منہ میں چلے گئے اور حلق سے نیچے اُتر گئے۔ اگر قطرہ دو قطرہ ہوں تو
روزہ نہیں گیا اگر زیادہ ہوں کہ ان کی نمکینی پورے منہ میں محسوس ہو تو
روزہ فاسد ہو گیا۔ پسینے کا بھی یہی حکم ہے۔ (عالمگیری)
تل یا تل کے مساوی کوئی چیز منہ میں ڈال کر بغیر چبائے نگل لی تو روزہ
فاسد ہو جائے گا۔ (درمختار)
۔ اگر تل یا تل کے مساوی کوئی چیز منہ میں ڈال کر چبائی تو یہ منہ میں فنا ہو کر
رہ جائے گی اور حلق تک نہیں پہنچے گی اس لئے روزہ نہیں ٹوٹے گا اس
کے باوجود اگر اتنی قلیل مقدار کا مزا حلق میں محسوس ہوا تو روزہ ٹوٹ
جائے گا اور ہر قلیل چیز کے چبانے کے بارے میں اسی کا اعتبار ہے۔
(عالمگیری)
۔ بارش کی بوندیں یا ژالہ منہ میں چلا گیا جیسے کسی نے جمائی لینے کے لئے
منہ کھولا تو ایسا ہو گیا اور بوندیں یا ژالہ حلق سے نیچے اُتر گیا یا اسی طرح کسی
نے کوئی چیز پھینکی جو حلق سے پیٹ میں اتر گئی تو ان صورتوں میں اگر روزہ
یاد تھا تو فاسد ہو گیا اگر یاد نہیں تھا تو فاسد نہیں ہوا۔ (درمختار۔ عالمگیری)
۱۱۔ منہ میں رنگین دھاگہ رکھا جس سے لعاب دہن رنگین ہو گیا پھر اس
لعاب کو نگل لیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ (عالمگیری)
سونگھنا۔ کسی بھی چیز کا دھواں جان بوجھ کر سونگھنے سے روزہ فاسد ہو
جاتا ہے۔ اس میں سگریٹ سگار، حقہ لکڑی وغیرہ کا دھواں شامل ہے
ان کے علاوہ ایسی خوشبو دار چیزیں جو سلگ کر خوشبو دیتی ہیں ان کا
دھواں قصداً سونگھنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے مثلاً اگر بتی عود
لوبان صندل وغیرہ۔ اگر ان سب چیزوں کو بغیر سلگائے سونگھا جائے تو

روزہ نہیں جاتا کیونکہ دھواں مفسدِ صوم ہے خوشبو یا بدبو نہیں۔
(درمختار۔ رد محتار۔ شرح التنویر۔ نورالایضاح۔ مراقی الفلاح)

اگر جان بوجھ کر دھواں نہیں سونگھا بلکہ اتفاقاً ایسا ہوگیا تو روزہ نہیں
گیا۔ اگر ایسی صورت ہو کہ دھوئیں سے بچنے کا امکان نہ ہو تو بھی روزہ نہیں
جاتا جیسے کھانا پکاتے ہوئے دھوئیں سے محفوظ نہیں رہا جا سکتا۔
(شرح التنویر۔ درمختار۔ ردمحتار۔ نورالایضاح۔ مراقی الفلاح)

۲۔ کسی نے ناس کی یعنی نسوار ناک میں چڑھائی تو روزہ فاسد ہوگیا۔
(شرح الہدایہ)

۳۔ گرد و غبار جان بوجھ کر سونگھنے یا حلق میں پہنچانے سے روزہ ٹوٹ جاتا
ہے۔ (شرح التنویر)

<u>علاج معالجہ</u>:۔ ۱۔ کسی بھی راستے سے یا کسی زخم میں سے کوئی دوا معدہ یا دماغ
تک پہنچ گئی تو روزہ فاسد ہوگیا۔ (درمختار۔ ہدایہ)
قریب قریب تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے۔
(الفقہ علی المذاہب الاربعہ)

۲۔ کسی نے کان میں دوا ڈالی یا تیل ڈالا تو روزہ جاتا رہا۔ یہ عمل خود کیا یا کسی
دوسرے سے کرایا بہرحال روزہ فاسد ہوگیا۔ (شرح الہدایہ۔ عالمگیری۔ درمختار)
کسی نے اپنے کان میں پانی ڈالا تو روزہ ٹوٹ گیا اگر خود بخود داخل ہوگیا جیسے
کسی نے پانی میں غوطہ لگایا تو کان میں پانی چلا گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوا۔
(فتاویٰ قاضی خان)

۳۔ دماغ یا شکم کی جھلی تک زخم ہے اس میں ایسی دوا ڈالی جو دماغ یا شکم تک
پہنچ گئی تو روزہ فاسد ہوگیا۔ (عالمگیری)

۔ کسی نے حقنہ (جلاب لینے کا عمل جو بذریعہ مقعد ہوتا ہے) کرایا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (شرح البدایۃ۔ درمختار۔ مراقی۔ ہدایہ)

۔ ناک میں دوا چڑھائی یا پانی چڑھایا جو دماغ تک جا پہنچا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (عالمگیری۔ ہدایہ۔ مراقی)

۔ عورت نے شرمگاہ میں دوا ٹپکائی یا لگائی یا کسی ڈاکٹر سے یہ عمل کرایا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ کسی ضرورت کے تحت اگر گیلی انگلی بھی اندر داخل کر دی تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اس پر اجماع ہے۔

(درمختار۔ ردالمختار۔ شرح التنویر۔ عالم گیری۔ فتاویٰ ہندیہ)

۔ مقعد کے اندر دوا لگانے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ (درمختار۔ عالمگیری)

ے کرنا :۔ ا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ م نے فرمایا "جسے قے مغلوب کر لے وہ روزہ دار ہے اور اس پر قضا نہیں اور جو ی عمداً قے کرے تو اسے چاہیئے کہ قضا کرے"۔

(احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

علماء کا اس حدیث پر عمل ہے کہ اپنے آپ قے آجانے سے روزہ دار پر قضا نہیں یعنی اس کا روزہ بدستور قائم ہے اور قصداً قے کرنے سے قضا ہے یعنی وزہ فاسد ہو جاتا ہے اور اس کے بدلے میں بعد میں ایک روزہ قضا کے طور پر ضا ہو گا۔ (امام ترمذیؒ بحوالہ امام شافعیؒ۔ امام احمدؒ۔ امام سفیان ثوریؒ اور امام اسحاقؒ)

حنفیہ کے نزدیک قصداً منہ بھر قے کرنے سے روزہ ٹوٹتا ہے۔ اگر قے منہ بھر سے کم ہو تو روزہ فاسد نہیں ہوتا چاہے عمداً کی جائے یا خود بخود آجائے۔

(شرح التنویر۔ ہدایہ۔ فتح القدیر۔ شامیؒ۔ امام یوسفؒ)

۔ منہ بھر قے جو خود بخود آئی اس کا چنے برابر حصہ واپس لوٹ گیا یا عمداً لوٹایا تو

دونوں صورتوں میں روزہ فاسد ہوگیا۔ خارج سے داخل ہونے والی چیز مفسد صوم ہے۔ منہ بھرقے سے مراد وہ قے ہے جو بمشکل منہ میں رُک سکے اور یہ بھی خارج کے حکم میں ہے اس لئے بے اختیار لوٹی یا اپنے اختیار سے لوٹائی دونوں ہی صورتوں میں روزہ فاسد ہوگیا۔ اگر جان بوجھ کر منہ بھرقے کی تو روزہ فاسد ہوگیا اس میں لوٹنے یا لوٹانے کا سوال ہی نہیں۔

(درمختار۔ ہدایہ۔ فتح القدیر۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

بدن چھونے سے انزال :- ۱۔ بیوی کا بوسہ لینے ہاتھ لگنے بدن سے بدن ملانے یا معانقہ کرلے سے اگر انزال ہوگیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

(طحطاوی۔ عالمگیری۔ نورالایضاح)

۲۔ جماع میں مبتلا ہوتے یا انزال کا خدشہ ہونے کی صورت میں جمہور آئمہ اور علماء کے نزدیک ایسا کرنا مکروہ ہے لیکن جو شخص اپنے نفس پہ قابو رکھنے کی اہلیت رکھتا ہو اس کے لئے ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ کی حالت میں بیوی سے مباشرت (بدن سے بدن ملانے) کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت دے دی۔ پھر ایک دوسرے شخص نے آکر یہی دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع فرما دیا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی وہ بوڑھا تھا اور جسے منع کیا تھا وہ جوان تھا۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

جماع :- ۱۔ قریب قریب تمام آئمہ اور علماء کا اس امر پہ اتفاق ہے کہ جان بوجھ کر جماع کرنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ روزہ دار پہ عورت کی شرمگاہ حرام ہے۔ (بخاری)

۲۔ کسی نے جان بوجھ کر جماع کیا، انزال ہوا یا نہیں ہوا بہر صورت روزہ فاسد ہوگیا۔ (درمختار۔ شرح الہدایۃ۔ شرح التنویر)

۳۔ غیر سبیلین میں جماع کیا تو انزال ہونے کی صورت میں روزہ فاسد ہوگا ورنہ نہیں۔ (درمختار۔ طحطاوی۔ نور الایضاح)

۴۔ اگر کسی نے ہاتھ سے جماع کیا یعنی جلق لگائی تو روزہ فاسد ہوگیا۔ (درمختار)

حیض اور نفاس :۔ روزہ کی حالت میں اگر عورت کو حیض یا نفاس آگیا تو بالاتفاق روزہ فاسد ہوگیا۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ۔ عالمگیری)

طہارت میں مبالغہ :۔ اگر استنجا کرتے ہوئے پانی حقنہ کے مقام تک پہنچ گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (درمختار۔ عالم گیری)

۲۔ اگر کانچ نکل آئے یعنی رفع حاجت کے وقت مقعد کا اندرونی حصہ باہر نکل آئے تو استنجا کرنے کے بعد کسی کپڑے سے پانی خشک کرکے اٹھنا چاہیئے اگر پانی خشک نہیں کیا اور اٹھنے سے پانی اندر چلا گیا تو روزہ فاسد ہوجائے گا اور اسی وجہ سے فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ روزہ دار استنجا کرنے کے دوران میں سانس نہ کھینچے۔ (عالمگیری)

قبل الغروب افطار اور طلوع فجر کے بعد کھانا پینا :۔ "تم کھاؤ اور پیو جب تک کہ سیاہ دھاگے میں سے سفید دھاگا نمایاں نہ ہوجائے۔ پھر رات تک اپنا روزہ مکمل کرو" (البقرہ: ۱۸۷)

اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ سحری کا وقت ختم ہونے سے کر غروب آفتاب تک کھانا پینا منع ہے۔ بھول جانے والے کا معاملہ مختلف ہے کیونکہ بھول کر کھانے پینے والا افطار کی نیت سے نہیں کھاتا پیتا لیکن جو شخص سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد صرف یہ سوچ کر کھاتا پیتا رہتا ہے کہ ابھی سحری کا

وقت باقی ہے یا اس گمان پر غروب آفتاب سے قبل روزہ افطار کرلیتا ہے کہ سورج ڈوب چکا تو ایسا شخص خود کو کھانے پینے سے روک رکھنے پر قادر ہے یہاں تک کہ اسے سورج غروب ہونے یا سحری کا وقت تمام ہونے کا یقین ہو جائے اس لیئے ایسے شخص کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے نیز دونوں صورتوں میں روزہ دار اپنے ارادہ سے کھاتا پیتا ہے جبکہ بھول کر کھانے پینے میں ارادہ کا عمل دخل نہیں ہوتا۔ (فتح الباری۔ الفتح الربانی وزیادہ)

۲۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک دن جبکہ بادل چھائے ہوئے تھے ہم نے روزہ افطار کرلیا پھر سورج نظر آگیا۔ (بخاری۔ احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ بیہقی)

اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جن اصحاب وصحابیات رضی اللہ عنہم نے سورج غروب ہوجانے کے خیال سے قبل از وقت روزہ افطار کرلیا تھا انہیں اس روزہ کی قضا کا حکم دیا گیا یا نہیں۔ لیکن مذکورہ حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے جب دریافت کیا گیا کہ پھر قضا کا حکم ہوا تو انھوں نے فرمایا "کیا قضا سے چھٹکارا تھا"؟۔ (صحیح بخاری وغیرہ)

۳۔ اگر کوئی یہ خیال کرکے کھاتا پیتا رہے کہ ابھی صبح نہیں ہوئی یعنی سحری کا وقت ختم نہیں ہوا اور بعد میں معلوم ہو کہ سحری ہوچکی تھی یا کوئی یہ خیال کرکے افطار کرلے کہ سورج ڈوب چکا اور بعد میں پتہ چلے کہ سورج غروب نہیں ہوا تھا تو اس کا روزہ فاسد ہوجائے گا۔ (درمختار۔ نورالایضاح۔ مراقی الفلاح)

امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام احمد، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دوسرے آئمہ وعلماء کا مسلک یہی ہے۔

غیر مفسدِ صوم امور

ایسے امور و عوامل جن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا یا جن کا روزہ کی حالت میں کرنا جائز ہے مندرجہ ذیل ہیں :-

بھول کر کھانا پینا :- ۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بھول کر کھایا پیا وہ روزہ دار ہے (اس کا روزہ فاسد نہیں ہوا) اسے روزہ پورا کرنا چاہیئے اس لئے کہ اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔" (بخاری، مسلم، ابوداؤد، احمد، نسائی، ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بھول کر کھایا پیا وہ روزہ نہ توڑے اس لئے کہ یہ رزق ہے جو اللہ نے اسے عطا فرمایا۔" (ترمذی بسند حسن صحیح)

۲۔ سوائے امام مالک رحمۃ اللہ کے تمام فقہاء کے مابین اتفاق ہے کہ بھول کر کھانے پینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (ابن عربی)

۳۔ بھول کر کھانا اور پینا مفسدِ صوم نہیں۔

(درمختار، ردمختار، مراقی الفلاح، نورالایضاح
شرح الہدایۃ، شرح التنویر، فتاویٰ ہندیہ)

۴۔ کوئی شخص بھول کر کھا پی رہا ہو تو اگر وہ قوی ہے تو اسے یاد دلا دینا واجب ہے اور اگر کمزور ہے تو یاد نہیں دلانا چاہئے تاکہ روزہ اس کے لئے دشوار نہ رہے اور نماز اور روزمرہ کے امور بخیر و خوبی انجام پا جائیں۔

(عالمگیری، فتاویٰ ہندیہ، شرح التنویر، ردالمحتار، البحر)

۵۔ بھول کر کھا رہا تھا اور لقمہ ابھی منہ میں تھا کہ روزہ ہونا یاد آگیا اگر لقمہ اگل دیا

تو روزہ نہیں گیا اگر نگل لیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ (عالمگیری)

نگلنا:- ۱۔ اگر کسی نے منہ میں تھوک جمع کیا اور پھر نگل لیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (طحطاوی)

۲۔ کسی کی رال ٹپکی مگر تار ٹوٹنے سے پہلے کھینچ کر نگل لی تو روزہ نہیں گیا۔ (عالمگیری۔ درمختار)

۳۔ ناک میں رطوبت اُتری اور اندر سُڑک کر نگل لی تو روزہ فاسد نہیں ہوا۔ (مراقی الفلاح علی حاشیہ الطحطاوی۔ نورالایضاح۔ عالمگیری۔ درمختار۔ ردالمحتار)

۴۔ کھانسنے کھنکارنے سے بلغم منہ میں آئی اور نگل لی تو روزہ نہیں گیا لیکن یہ فعل کریہہ اور ضرر رساں ہے اس لئے بہتر ہے کہ تھوک دی جائے۔ (عالمگیری۔ درمختار۔ ردمختار)

۵۔ دانتوں میں اٹکی ہوئی کھانے کی کوئی چیز اپنے آپ نکلی یا خود نکال کر منہ سے باہر لائے بغیر نگل لی اگر یہ قلیل تھی تو روزہ نہیں گیا اور اگر کثیر تھی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ قلیل وہ ہے جو چنے کے دانے سے کم ہو اور کثیر وہ ہے جو چنے کے دانے کے برابر یا زیادہ ہو۔ (شرح التنویر۔ درمختار)

قلیل اور کثیر کی ایک اور تعریف یہ ہے کہ اگر حلق میں مزا محسوس ہو تو کثیر اگر مزا محسوس نہ ہو تو قلیل۔ (فتح القدیر)

۶۔ کلی کر کے پانی گرا دیا لیکن منہ میں تری باقی رہ گئی تھی اسے لعاب دہن کی مدد سے نگل لیا تو روزہ نہیں گیا۔ (درمختار۔ فتاوی بزازیہ)

۷۔ دانتوں سے نکلا ہوا خون نگل لیا۔ اگر لعاب دہن غالب تھا اور حلق میں خون کا مزا محسوس نہیں ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ اگر حلق میں خون کا مزا محسوس ہوا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ (فتاوی ہندیہ۔ شرح التنویر۔ درمختار)

۸۔ مکھی حلق کے اندر چلی گئی تو روزہ فاسد نہیں ہوا کیونکہ ایسی چیز سے احتراز ممکن نہیں۔ (شرح التنویر۔ عالمگیری)
اگر مکھی حلق میں چلی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (صحیح بخاری بحوالہ امام حسن بصریؒ)
اگر جماہی آئے تو منہ کے آگے ہاتھ رکھ لینا چاہیئے تاکہ اس قسم کے کراہت آمیز اتفاقات سے محفوظ رہا جا سکے۔

سونگھنا :۔ ۱۔ پھول، عطر اور خوشبودار اشیاء سونگھنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا لیکن خوشبودار چیزوں کا دھواں (جیسے اگربتی، عود و لوبان صندل وغیرہ) سونگھنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اس کے سگریٹ حقہ لکڑی وغیرہ کا دھواں قصداً سونگھنا مفسد صوم ہے اگر دھواں جان بوجھ کر نہیں سونگھا بلکہ اتفاقاً ایسا ہو گیا تو روزہ نہیں گیا۔ اگر دھوئیں سے احتراز کا امکان نہ ہو تو بھی روزہ نہیں جاتا جیسے کھانا پکاتے ہوئے اس سے محفوظ نہیں رہا جا سکتا۔
(شرح التنویر۔ درمختار۔ ردالمختار۔ نورالایضاح۔ مراقی الفلاح)

۲۔ گرد و غبار، غلے کا غبار، آٹا پیسنے یا چھانتے وقت اڑتے ہوئے ذرات وغیرہ ناک یا منہ کے راستے حلق میں داخل ہو جائیں تو روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ ان سے احتراز ممکن نہیں۔ (درمختار۔ ردمختار۔ شرح التنویر۔ عالمگیری)

مسواک کرنا :۔ ۱۔ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شمار نہیں کر سکتا کہ میں نے کتنی بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ کی حالت میں مسواک کرتے دیکھا ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ احمد)
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ روزہ کی حالت میں مسواک کیا کرتے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ دن کے شروع اور آخر میں مسواک کیا کرتے تھے ابن سیرین نے کہا کہ گیلی مسواک کرتے ہیں کوئی مضائقہ نہیں لوگوں نے کہا اس میں

تو مزا ہوتا ہے تو انہوں نے کہا کہ مزا تو پانی میں بھی ہوتا ہے حالاں کہ تم روزہ کی حالت میں کلی کرتے ہو۔ (صحیح بخاری)

روزہ کی حالت میں مسواک کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں چاہے خشک ہو یا تر اور دن کے شروع میں کی جائے یا آخر میں۔ (امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ وغیرہ)

۲۔ عام دنوں کی طرح روزہ کی حالت میں بھی مسواک مسنون ہے اور اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں ہے خشک مسواک خشک ہو یا تر اور اس کا ذائقہ محسوس ہوتا ہو۔ (فتاویٰ ہندیہ وغیرہ)

۳۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک روزہ کی حالت میں مسواک کرنا مکروہ ہے بلکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زوال آفتاب سے قبل مسواک کرنا درست ہے لیکن زوال آفتاب کے بعد مکروہ ہے۔ ان کا استدلال حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے (بخاری و مسلم) اور دوسرا استدلال حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت جناب رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم روزہ رکھو تو صبح کے وقت مسواک کر لو لیکن شام کو مسواک نہ کرو اس لئے کہ کوئی روزہ دار ایسا نہیں کہ شام کے وقت جس کے ہونٹ خشک نہ ہوتے ہوں لیکن اس کے ہونٹوں کی یہ خشکی قیامت کے دن اس کے سامنے نور ہوگی۔ (طبرانی)

پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ روزہ دار کے منہ میں بو معدہ کے خالی ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جو مسواک کرنے سے ختم نہیں ہو جاتی اور دوسری دلیل جس حدیث سے لی گئی ہے وہ سند کے لحاظ سے ضعیف ہے اس لئے یہ حدیث اکثر

آئمہ کرام اور علماء کے نزدیک نا قابل حجت ہے۔ (الفتح الربانی۔ ترمذی وغیرہ)

ناک میں پانی چڑھانا۔ روزہ دار اگر وضو کرتے وقت ناک میں پانی چڑھائے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ یعنی حد سے بڑھ جانا اور زیادتی کرنا درست نہیں اس لئے کہ پانی اگر دماغ کو چڑھ گیا یا حلق میں اتر کر معدے میں چلا گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اس لئے احتیاط لازم ہے۔

حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مکمل وضو کرو اور انگلیوں میں خلال کرو اور اگر روزہ نہ ہو تو ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرو" (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن خزیمہ۔ حاکم)

غسل کرنا اور جسم بھگونا۔ ا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب سے روایت ہے کہ انہوں نے عرج کے مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ کی حالت میں پیاس یا گرمی کی وجہ سے سر پر پانی ڈالتے دیکھا ہے۔ (مالک۔ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کپڑا بھگو کر اپنے جسم پر ڈال لیا جبکہ وہ روزہ سے تھے۔ (بخاری)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا ایک حوض ہے جس میں روزہ کی حالت میں میں غوطے لگاتا ہوں۔ (بخاری)

۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں کبھی جنابت کی حالت میں صبح کرتے جو احتلام کی وجہ سے نہیں ہوتی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرماتے اور روزہ رکھ لیتے تھے۔ (بخاری مسلم)

۵۔ اس پر اجماع ہے کہ روزہ کی حالت میں غسل کرنا اور گرمی یا پیاس کی شدت کی وجہ سے سر پر پانی ڈالنا درست ہے اور اس سے روزہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا بدن پر گیلا کپڑا لپیٹنا بھی درست ہے۔ (ردالمحتار۔ درمختار۔ فتح القدیر۔ الفتح الربانی۔ عالمگیری)

سرمہ لگانا :- ا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت انسؓ، حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن اوفیؓ کے نزدیک روزہ کی حالت میں سرمہ لگانے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ جمہور تابعین اور آئمہ بھی یہی مسلک رکھتے ہیں جن میں امام ابو حنیفہ، امام شافعی، ابراہیم نخعی حضرت حسن بصری داؤد ظاہری، اور امام ابو ثور رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔ اس کے علاوہ احادیث سے بھی اس کا جواز ثابت ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری آنکھیں دکھتی ہیں کیا میں سرمہ لگا سکتا ہوں جبکہ میں روزے سے ہوں آپ نے فرمایا "ہاں"۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں سرمہ لگایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ سے تھے۔ (ابن ماجہ)

۲۔ روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا درست ہے اس سے روزہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اگر سرمہ کا رنگ تھوک میں یا ناک کی ریزش میں بھی دکھائی دے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا اور نہ ہی روزہ مکروہ ہوتا ہے۔ (مراقی۔ جوہرہ۔ نیرہ)

۳۔ امام احمد بن حنبل امام اسحاق امام سفیان ثوری اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا مکروہ ہے حالاں کہ روزہ کی حالت میں سرمہ کی کراہت کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ (امام ترمذی مع زیادہ)

فصد کھلوانا :- ا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام میں روزہ کی حالت میں فصد کھلوایا۔

(صحیح بخاری۔ ترمذی بسند حسن صحیح)

ترمذی کی روایت میں "مکہ اور مدینہ کے درمیان" کے الفاظ زیادہ ہیں۔

۲۔ حضرت بکیر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ام علقمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس فصد کھلواتے تو وہ منع نہ فرماتیں

(بخاری)

۳۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین چیزیں مفسد صوم نہیں فصد، قے اور احتلام۔ (ترمذی)

۴۔ امام ابو حنیفہ امام مالک امام شافعی امام سفیان ثوری امام داؤد ظاہری رحمۃ اللہ علیہم اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے نزدیک روزہ کی حالت میں فصد کھلوانا جائز ہے۔ (امام ترمذی وغیرہ)

۵۔ روزہ کی حالت میں فصد کھلوانا جائز ہے۔ (عالمگیری۔ ردالمختار۔ تنویر)

۶۔ فصد کھلوانا درد وغیرہ کے علاج کا ایک قدیم طریقہ ہے۔ احادیث میں اصل لفظ "حجامت" آیا ہے جو صرف سر کے فصد کھلوانے کے لئے مخصوص ہے لیکن اس مخصوص فصد کے جواز سے یہ راہ بھی ملتی ہے کہ علاج کے لئے جسم کے کسی دوسرے حصے کا فصد بھی کھلوایا جا سکتا ہے اور کسی دوسرے طریقے سے بھی خون نکلوایا جا سکتا ہے۔ (مؤلف)

<u>بوسہ اور اظہار محبت</u>:۔ ۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں بوسہ لیتے تھے اور لپٹا کرتے تھے اور آپ اپنی خواہش پر تم سب سے زیادہ قابو رکھنے والے تھے۔

(بخاری، مسلم۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ ترمذی بسند حسن صحیح)

۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لیا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم۔ ابوداؤد)

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بعض ازواج کا بوسہ لیتے تھے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ سے ہوتے تھے۔ یہ کہنے کے بعد آپ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) ہنس دیں۔ (بخاری)

۴۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی امام احمد بن حنبل اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لینا اور اس سے لپٹنا جائز ہے اور اگر انزال ہو جانے یا جماع میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو محبت کا یہ اظہار مکروہ ہے۔ (ترمذی وغیرہ)

۵۔ بوسہ لینا، ہاتھ سے چھونا، بغلگیر ہونا اور مباشرت فاحشہ مفسد صوم نہیں لیکن جماع میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(نور الایضاح۔ شرح التنویر۔ طحطاوی۔ درمختار۔ ہدایہ۔)

<u>انزال بدون جماع ولمس</u>:۔ ۱۔ حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر روزہ دار نے شہوت کی نظر ڈالی اور انزال ہو گیا تو وہ روزہ پورا کرلے۔ (بخاری)

۲۔ بیوی کو دیکھنے، اس کے جسم کا کوئی حصہ دیکھنے یا شہوانی خیالات سے اگر انزال ہو جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (مراقی الفلاح۔ شرح الہدایہ۔ درمختار۔ جوہرہ)

۳۔ اس طرح اگر مذی خارج ہو جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا اگرچہ بدن سے بدن ملانے سے ہو۔ (طحطاوی)

۴۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ مذی سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، یہ چھونے سے خارج ہو یا دیکھنے اور خیال کرنے سے۔ لیکن بیوی کا جسم چھونے یا بوسہ لینے سے اگر انزال ہوا تو روزہ فاسد ہو گیا اور اگر صرف دیکھنے یا سوچنے سے انزال ہوا تو روزہ نہیں گیا۔ (عالمگیری۔ درمختار)

۵۔ اگر بیوی نے شوہر کو چھوا اور شوہر کو انزال ہو گیا تو شوہر کا روزہ فاسد نہیں ہوا۔ (عالمگیری)

احتلام :- ۱۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں مفسد صوم نہیں فصد۔ قے اور احتلام۔
(ترمذی۔ مشکوٰۃ)

۲۔ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ روزہ کی حالت میں احتلام ہو جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (شرح الہدایہ۔ درمختار۔ ہدایہ)

جماع سے جنابت :- ۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں کبھی جنابت کی حالت میں صبح کرتے جو احتلام کی وجہ سے نہیں ہوتی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرماتے اور روزہ رکھ لیتے تھے۔ (بخاری مسلم۔ مالک۔ ابوداؤد۔ ترمذی بسند حسن صحیح)

۲۔ اکثر صحابہ کرام اور تابعین کے نزدیک جنابت کی حالت میں صبح کرنا جائز ہے آئمہ میں سے امام سفیان ثوری امام شافعی امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہم کا اس پر عمل ہے۔ (ترمذی)

احتلام کی جنابت انسان کے اختیار میں نہیں اس لئے جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ روزہ کی حالت میں احتلام ہو جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا لیکن جماع ایک اختیاری امر ہے یہ طلوع فجر سے پہلے تک تو جائز ہے لیکن طلوع فجر کے وقت جب روزہ کا وقت شروع ہوتا ہے سے روزہ افطار کرنے تک جائز نہیں کیونکہ یہ مفسد صوم ہے اور اس پر تقریباً سب علماء کا اتفاق ہے کہ روزہ کی حالت میں جماع سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ جماع سے جنابت کی حالت میں صبح کرنے کی یہی ایک صورت ہے کہ سحری کا وقت ختم ہونے سے پہلے کیا جائے اور غسل کئے بغیر سحری کا کھانا کھا کر صبح کر لی جائے۔ البتہ اس طرح ایک بڑا خسارہ یہ ہوگا کہ فجر کی نماز قضا ہو جائے گی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن سے مذکورہ بالا حدیث مروی ہے کا قول ہے کہ

روزہ دار پر عورت کی شرمگاہ حرام ہے"۔ (بخاری)

۳۔ امام طاؤس اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مندرجہ بالا روایت کے متعلق کہتے تھے کہ اس میں (جماع سے) جنابت کی حالت میں صبح کرنے کا جو جواز ہے وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا دوسروں کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں۔ (الفتح الربانی)

۴۔ جنابت کی حالت میں صبح کی تو روزہ ہو گیا اگرچہ سارا دن اسی حالت میں رہا۔ (شرح التنویر۔ درمختار)

حیض و نفاس سے جنابت :۔ ۱۔ اگر حیض یا نفاس والی عورت کے حیض یا نفاس کا اختتام رات کو ہو جائے تو وہ غسل کو صبح پر ڈال کر روزہ رکھ سکتی ہے۔ (الفتح الربانی)

۲۔ اگر عورت حیض سے پورے دس دن رات میں پاک ہوئی تو وہ صبح کا روزہ رکھے اگرچہ غسل کرنے کا وقت نہ ملے اور طہارت اور سحری کا وقت ختم ہونے کے درمیان صرف تحریمہ (اللہ اکبر) کہہ سکنے کے مساوی ہو۔ (عالمگیری شرح التنویر)

۳۔ اگر دس دن رات سے کم حیض آیا ہے تو حیض کے اختتام اور سحری کا وقت ختم ہونے کے درمیان کم از کم نہانے اور ایک بار اللہ اکبر کہہ سکنے کے مساوی وقفہ ہونا چاہیئے ورنہ صبح کا روزہ رکھنا جائز نہ ہو گا۔ اگر غسل عین سحری کے وقت کے ساتھ ہی ختم ہوا اور تحریمہ کہنے کا وقت نہیں بچا یا پھر سحری کے وقت کے اختتام کے بعد تک غسل جاری رہا تو صبح کا روزہ رکھنا جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں غسل کی مدت بھی حیض ہی میں شامل ہے۔ اگر اتنا وقت ہے کہ غسل کیا جا سکے اور بعد میں اللہ اکبر بھی کہا جا سکے مگر وقت ملنے کے باوجود غسل نہیں کیا تو بھی صبح کا روزہ رکھنا ضروری ہے اور جائز ہے، اب غسل صبح کر لیا جائے۔

(عالمگیری۔ شرح التنویر)

"نفاس کا حکم بھی ہر طرح سے حیض جیسا ہے۔" (شرح التنویر)

روزہ توڑنے کی نیّت، جس طرح نماز کی حالت میں کسی نے بات کرنے کی نیّت کی مگر بات نہیں کی تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اسی طرح روزہ کی حالت میں روزہ توڑ لینے کی نیّت سے روزہ نہیں ٹوٹے گا جب تک کہ روزہ کے منافی کوئی عمل نہ کیا جائے گا جیسے کھانا پینا۔ (عالمگیری۔ جوہرہ)

لیکن امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ روزہ کے لئے نیّت کا ہونا ضروری ہے اور جب نیّت نہ رہی تو روزہ بھی گیا۔ (المغنی)

اس بارے میں بعض آئمہ و علماء کے مابین اختلاف ہوا ہے اس لئے احتیاط کا تقاضا ہے کہ اس غیر ضروری اور لاحاصل عمل سے اجتناب کیا جائے تاکہ روزہ بالاتفاق درست رہے۔

بھول کر جماع کرنا۔ ۱۔ اگر کسی نے بھول کر جماع کیا تو روزہ نہیں گیا۔ (بخاری)

۲۔ بھول کر جماع شروع کیا اور روزہ یاد آتے ہی الگ ہو گیا یا قصداً جماع شروع کیا تھا کہ سحری کا وقت ختم ہو گیا اور الگ ہو گیا۔ ان دونوں صورتوں میں الگ ہونے کے بعد اگرچہ انزال ہو گیا تو پھر بھی روزہ فاسد نہیں ہوا۔ یہ انزال احتلام کے حکم میں ہوگا۔ (شرح التنویر۔ بحر۔ درمختار۔ ردالمختار)

۳۔ بھول کر جماع کرنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (درمختار۔ ردالمختار۔ شرح البدایہ۔ شرح التنویر۔ فتاویٰ ہندیہ)

اگر کوئی روزہ یاد آنے پر فوراً الگ نہیں ہوا اگرچہ رک گیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ (درمختار۔ ردالمختار)

متفرق:۔ ۱۔ اگر مرد نے اپنے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ٹپکایا تو روزہ

نہیں گیا اگرچہ مثانہ تک پہنچ گیا۔ اگر عورت نے ایسا کیا تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (درمختار۔ عالمگیری۔ شرح البدایہ)

۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کا روزہ ہو تو وہ صبح تیل لگائے اور کنگھی کرے۔ (بخاری)

اگر جسم پر یا بالوں میں تیل لگایا تو روزہ فاسد نہیں ہوا۔

(مراقی۔ ہدایہ۔ جوہرہ۔ نیرہ۔)

۳۔ اگر کان میں پانی خود بخود چلا گیا جیسے کسی نے غوطہ لگایا اور کان میں پانی داخل ہو گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوا۔ (فتاویٰ قاضی خان)

۴۔ تنکے سے کان کھجایا اور اس پر میل لگ گیا پھر وہی آلودہ تنکا کان میں داخل کر دیا یا کان کا میل تنکے سے کئی بار نکالا تو روزہ فاسد نہیں ہوا۔

(درمختار۔ مراقی الفلاح۔ نورالایضاح)

۵۔ فتویٰ ہے کہ آنکھ میں دوا لگانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ ایسی دوا جس کا ذائقہ حلق میں محسوس نہ ہو اس کا استدلال حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث سے ہے ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری آنکھیں دکھتی ہیں کیا میں سرمہ لگا سکتا ہوں جبکہ میں روزے سے ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں"۔ (ترمذی)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ سرمہ دوا کے طور پر لگانے کی اجازت مرحمت فرمائی گئی اس طرح آنکھوں میں دوا لگانے کا جواز بھی ثابت ہو گیا۔

۶۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں کلی کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ (بخاری)

گلی کرنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (درمختار)

۷۔ کسی نے پان کھانے کے بعد کلی اور غرغرہ کر کے منہ کو اچھی طرح صاف کر لیا تھا لیکن روزہ رکھنے کے بعد بھی تھوک میں سُرخی پائی گئی تو روزہ فاسد نہیں ہوا

اس کا استدلال اس فتویٰ سے ہے کہ کلی کرنے کے بعد بھی اگر کھانے کا اثر یا دوا کے اثرات منہ میں باقی ہوں اور انہیں لعاب دہن کے ساتھ نگل لیا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا، چینی کو چھوڑ کر۔ (شرح التنویر)

پان کے رنگ اور کھانے پینے کی عام چیزوں میں ذائقہ باقی نہیں رہتا جو قلیل مقدار میں منہ میں باقی رہ جاتی ہیں اس لئے ان کو منہ سے نکالے بغیر نگل لینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ اس کے برخلاف چینی یا شکر اگر قلیل مقدار میں بھی دانتوں وغیرہ میں اٹکی رہ گئی تو اس کے نگل لینے سے روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ اس کی مٹھاس محسوس کی جا سکتی ہے اور جس چیز کا مزا محسوس ہو قلیل مقدار میں ہونے کے باوجود کثیر کے حکم میں ہے۔

"اگر کسی چیز کو نگلنے سے حلق میں مزا محسوس ہو تو وہ کثیر ہے اور اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔" (فتح القدیر)

۱۰۔ اگر قے خود بخود آئی جو منہ بھر سے کم ہے اور اندر لوٹ گئی یا اپنی مرضی سے لوٹائی تو دونوں صورتوں میں روزہ فاسد نہیں ہوا۔ (فتح القدیر)

منہ بھر قے سے مراد ایسی قے ہے جسے روکنے پر قدرت نہ ہو یا جو بمشکل منہ میں رُک سکے۔ اگر جان بوجھ کر منہ بھر قے کی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اگر منہ بھر قے خود بخود آئی اور اس میں سے کچھ واپس نہیں گئی تو روزہ فاسد نہیں ہوا۔ اگر تھوڑی

سی لوٹ گئی یا خود لوٹائی تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

اگر تھوڑا سا پانی یا ڈکار میں کچھ کھانے کے ذرات منہ میں آجائیں تو انہیں لوٹا لینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (درمختار۔ ہدایہ۔ فتح القدیر)

روزہ کے مکروہات

یہاں ان افعال کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا روزہ کی حالت میں کرنا مکروہ ہے۔ ان سے روزہ فاسد نہیں ہوتا لیکن روزہ کے اجر و ثواب میں کمی ضرور ہو جاتی ہے۔ ان کی کراہت کی بنیاد یہ ہے کہ بیشتر افعال میں روزہ توڑنے کے اسباب اور اندیشے پوشیدہ ہیں اس لئے ان سے اجتناب ہی روزہ دار کے حق میں بہتر ہے۔

چکھنا :- ۱۔ چکھنے سے مراد زبان سے کسی چیز کا ذائقہ معلوم کرنا ہے اور ذائقہ معلوم کرکے تھوک دینا ہے نگلنا نہیں اگر تل کے برابر بھی کوئی چیز نگل لی تو روزہ ٹوٹ جائے گا عام طور پر چکھنے کا مطلب کسی چیز میں سے تھوڑا سا کھا لینا ہے۔ یہ روزہ کی حالت میں جائز نہیں اس لئے چکھنے کی وضاحت ضروری سمجھی گئی کہ نادانی میں کوئی اپنا روزہ فاسد نہ کرلے۔ بغیر کسی عذر کے چکھنا بھی مکروہ ہے مثلاً کسی کا خاوند سخت گیر اور بدمزاج ہے جو سالن میں نمک کی کمی بیشی پر سخت ناراض ہوتا ہو تو بیوی سالن وغیرہ چکھ سکتی ہے۔

بغیر عذر کے کسی چیز کو چکھنا مکروہ ہے البتہ کسی عورت کا خاوند بدخلق ہو تو وہ اس کی ناراضگی کے اندیشے کے پیش نظر سالن کا ذائقہ زبان سے چکھ کر معلوم کر سکتی ہے اور اس وجہ سے چکھنا مکروہ نہیں۔ (درمختار۔ ردالمختار۔ شرح التنویر۔ مراقی الفلاح۔ طحطاوی)

۲۔ کوئی ایسی چیز خریدی کہ اس کا چکھنا ضروری ہے اور نہ چکھنے کی صورت میں

نقصان کا اندیشہ ہے تو زبان سے چکھ لینا درست ہے لیکن بلا ضرورت چکھنا
مکروہ ہے۔ (درمختار۔ عالمگیری)

۳۔ اگر ذائقہ چکھ کر تھوک دیا اور حلق میں کچھ نہیں گیا تو افطار کے معنی یا افطار کی
صورت نہ ہونے کی وجہ سے روزہ فاسد نہیں ہوا۔ (ہدایہ)

چبانا:۔ ۱۔ بچہ اتنا چھوٹا ہے کہ روٹی وغیرہ نہیں کھا سکتا اور دودھ دہی جیسی نرم
غذا بھی موجود نہیں جو بھوکے بچے کو کھلائی جا سکے اور نہ ہی کوئی ایسی عورت ہے جس
نے حیض یا نفاس کے عذر سے روزہ نہ رکھا ہو اور کوئی ایسا فرد نہیں جس نے کسی
وجہ سے روزہ نہ رکھا ہو جو ثقیل کھانے کو چبا کر نرم کر دے تو اس صورت میں ماں
غذا چبا کر بچہ کو کھلا سکتی ہے۔ بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(درمختار۔ ردالمحتار۔ شرح التنویر۔ فتاویٰ ہندیہ۔ مراقی الفلاح۔ طحطاوی۔ ہدایہ)

۲۔ ربڑ یا اسی طرح کی کوئی چیز چبانا جس کے اجزاء جدا ہو کر حلق میں اتر جانے کا
کوئی اندیشہ نہ ہو بھی مکروہ ہے۔ (ہدایہ)

اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں نکلتا کہ چیونگم چبانا جائز ہے۔ چیونگم چبانے
سے روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ اس میں مٹھاس ہوتی ہے جو فتاویٰ کی رو سے
مفسد صوم ہے۔

فصد کھلوانا:۔ ۱۔ روزہ کی حالت میں فصد کھلوانا جائز ہے لیکن ضعف کا اندیشہ
ہو تو مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

۲۔ حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت انس رضی اللہ
عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں
فصد کھلوانا مکروہ جانتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا "نہیں" لیکن کمزوری کے
اندیشے سے مکروہ جانتے تھے۔ (بخاری)

۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روزہ کی حالت میں فصد کھلوایا کرتے تھے پھر انہوں نے اسے ترک کر دیا اور رات کو فصد کھلوانے لگے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بھی رات کو فصد کھلوایا۔ (بخاری)

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ (امام ترمذی)

مذکورہ بالا روایات اور فتویٰ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اگر ضعف کا اندیشہ ہو تو فصد کھلوانا مکروہ ہے ورنہ نہیں مگر کمزوری کے سبب روزہ اتنا دشوار بھی ہو سکتا ہے کہ توڑنا پڑے اور یہ کوئی اچھی بات نہ ہوگی۔

<u>بوسہ اور اظہارِ محبت</u>:۔ ۱۔ روزہ کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینا بدن چھونا، گلے لگانا یا مباشرت فاحشہ (بے لباس ہو کر لپٹنا) مکروہ ہے کیونکہ اس طرح جماع میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اور اگر انزال ہو گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (درمختار۔ ردالمختار۔ شرح التنویر۔ ہدایہ۔ نورالایضاح۔ مراقی الفلاح۔ طحطاوی)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ کی حالت میں بیوی سے مباشرت (بدن سے بدن ملانا) کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت دیدی پھر ایک اور شخص نے آکر بھی یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع فرما دیا جسے اجازت دی گئی تھی وہ بوڑھا تھا اور جسے منع فرمایا تھا وہ جوان تھا۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

جوان کو اس لئے اجازت نہ دی گئی کہ اگر وہ جماع میں مبتلا ہو جاتا یا اسے انزال ہو جاتا تو دونوں ہی صورتوں میں روزہ جاتا رہتا۔

۳۔ روزہ کی حالت میں بوسہ لینا یا لپٹنا مطلقاً مکروہ ہے۔ (مؤطا امام مالک)

۴۔ حضرت عروہ جو مشہور صحابی زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں ان کی رائے میں روزہ دار کو بوسہ کسی اچھائی کی طرف نہیں بلاتا۔ (مؤطا امام مالک)

۵۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ، آئمہ اور علماء نے بوسہ اور مباشرت کو روزہ کی حالت میں جائز رکھا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اگر انزال ہو جانے یا جماع میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو ورنہ ان سب کے نزدیک بھی مکروہ ہے۔

(درمختار۔ ہدایہ۔ شرح التنویر۔ طحطاوی)

بدکلامی اور بد اعمالی :- ۱۔ گالی گلوچ، فحش گوئی، غیبت، بہتان جھوٹ، لڑائی جھگڑا وغیرہ نہایت بُری باتیں اور بُرے کام ہیں جو خدا تعالیٰ جل شانہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بہت ناپسندیدہ ہیں اور روزہ کی حالت میں تو یہ کام اور بھی زیادہ بُرے ہیں۔ یہ روزہ کی روح کے منافی اور اس کے اجر میں کمی کا باعث ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ان سے پرہیز کیا جائے اور روزہ کے اجر و ثواب کا پورا پورا مستحق بنا جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص بُری بات کہنا اور بُرا کام کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

(بخاری۔ ترمذی۔ بسند حسن صحیح۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو اپنے روزہ سے سوائے پیاس کے کچھ حاصل نہیں اور بہت سے رات کو تہجد میں قیام کرنے والے ہیں جنہیں جاگنے کے سوا کچھ حاصل نہیں۔

(نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن خزیمہ۔ حاکم۔ بیہقی۔ دارمی)

طبرانی میں اسی طرح کی حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

۳۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ ڈھال ہے جب تک اسے پھاڑا نہ جائے۔

(نسائی۔ بیہقی۔ ابن خزیمہ۔ ترغیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ڈھال ہے جب تک اسے پھاڑا نہ جائے۔ عرض کیا گیا کہ یہ کسی چیز سے پھٹ جاتا ہے تو ارشاد فرمایا۔ جھوٹ اور غیبت سے۔

(طبرانی فی الاوسط۔ ترغیب)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ کھانے پینے سے رُکے رہنے کا ہی نام نہیں بلکہ لغو اور بیہودہ باتوں سے بچنے کا نام روزہ ہے۔ (ابن خزیمہ۔ ابن حبان۔ حاکم)

۵۔ عام طور پر گالی کھا کر چُپ نہیں رہا جاتا بہت غصہ آتا ہے اور گالی کے بدلے گالی دی جاتی ہے اکثر اوقات لڑائی جھگڑا ہو جاتا ہے لیکن روزہ دار کو اگر کوئی گالی دے تو اسے برداشت کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ گالی دینا روزہ کے لئے سخت نقصان دہ ہے اسی لئے ایک کی بے وقوفی پر دوسرے کو خبردار کر دیا گیا کہیں دوسرا بھی اپنا روزہ داغدار نہ کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی روزہ سے ہو تو وہ فحش باتیں نہ کرے اور نہ شور مچائے۔ اگر کوئی اسے گالی دے۔ یا جھگڑے تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ)

متفرق :۔ ا۔ منہ میں تھوک جمع کر کے نگل جانا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

۲۔ روزہ کی حالت میں کلی کرنے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے یہاں مبالغہ سے مراد یہ ہے کہ منہ میں جتنی گنجائش ہو اتنا ہی پانی بھر لینا۔ (عالمگیری)

۳۔ روزہ کی حالت میں وضو کرتے وقت ناک میں پانی چڑھاتے ہوئے مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ مبالغہ کا مطلب زیادتی ہے۔ یعنی ناک میں بہت دور تک پانی پہنچانا۔ (عالمگیری)

۴۔ وضو اور غسل کے علاوہ گرمی اور پیاس کی وجہ سے کلی کرنا، ناک میں پانی دینا نہانا یا ٹھنڈک حاصل کرنے کی غرض سے بدن پر کپڑا بھگو کر لپیٹنا مکروہ نہیں لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس صورت میں مکروہ فرماتے ہیں جبکہ ان سے تنگ دلی کا مظاہرہ ہو۔ (در مختار۔ رد المختار۔ عالمگیری)

۵۔ استنجا کرنے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

۶۔ کوئی ایسا سخت کام جس سے اتنی کمزوری ہو کہ روزہ پورا نہ کر سکنے کا اندیشہ ہو، روزہ کی حالت میں کرنا مکروہ ہے۔ (در مختار)

۷۔ منجن سے یا کوئلہ چبا کر دانت صاف کرنا مکروہ ہے وہ اس لئے کہ اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (شرح التنویر)

دانت صاف کرنے والے پاؤڈر بھی اس میں شامل ہیں اس لئے بہتر ہے کہ روزہ کی حالت میں مسواک کی جائے جس میں کسی قسم کی کراہت نہیں بے شک تازہ ہو اور سارا منہ کڑوا کر دے۔ یہ عام دنوں کی طرح روزہ کی حالت میں بھی مسنون ہے اور صبح یا شام کسی بھی وقت مسواک کرنا مکروہ نہیں۔ (عامۂ کتب)

قضا لازم آنے کے ضوابط

ایسی مفسد صوم صورتیں جن میں روزہ توڑنے کا جرم کامل نہ ہو قضا لازم آنے

کی وجہ بنتی ہیں۔ جیسے روزہ توڑنے کے عمل میں صرف روزہ توڑنے کی صورت ہو اور معنی نہ پائے جائیں یا صرف روزہ توڑنے کے معنی پائے جائیں اور صورت نہ پائی جائے صرف صوری یا صرف معنوی افطار سے جرم ناقص رہتا ہے کامل نہیں بنتا اس لئے جرم ناقص ہونے کی وجہ سے صرف قضا لازم آتی ہے کفارہ نہیں۔

کامل جرم کے اثبات کے لئے ضروری ہے کہ افطار کی صورت اور افطار کے معنی دونوں ہی پائے جائیں۔ جیسے کسی نے غذا منہ کے راستے سے معدہ میں پہنچائی۔ غذا کھانے میں "افطار کی صورت" بھی ہے اور "افطار کے معنی" بھی۔ اس طرح یہ جرم کامل ہے جو قضا اور کفارہ دونوں کو لازم کرتا ہے۔ "افطار کی صورت" یہ ہے کہ منہ کے راستے سے کوئی چیز معدہ میں پہنچانا اور "افطار کے معنی" یہ ہیں کہ پیٹ یا دماغ میں کسی ایسی چیز کا پہنچانا جو فائدہ مند ہو جیسے غذا اور دوا۔

اس لئے اگر کسی نے منہ کے راستے سے کنکر یا کوئی ایسی چیز نگل لی جو دوا یا غذا کے طور پر استعمال نہیں ہوتی تو یہ افطار کی صورت ہو گئی۔ افطار کے معنوی پہلو کی عدم موجودگی میں یہ جرم ناقص رہ گیا۔ اس طرح صرف قضا لازم آئے گی "افطار کے معنی" پائے جانے کی وجہ سے جرم ناقص رہ گیا اس لئے یہاں بھی صرف قضا ہے۔

جرم ناقص رہنے کی اور بھی صورتیں ہیں جیسے کسی شرعی عذر مثلاً مرض سفر وغیرہ کی وجہ سے ایسا روزہ جس کی نیت رات کی بجائے دن میں کی ہو اور افطار کو جائز کرنے والا کوئی عذر جیسے حیض و نفاس۔ (شرح التنویر۔ شامی۔ طحطاوی۔ ہدایہ وغیرہ)

قضا لازم آنے کی صورتیں

<u>کھانا پینا نگلنا</u> :- ۱۔ کسی نے بھول کر کھایا پیا اور سمجھ لیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر جان بوجھ کر کھایا پیا تو روزہ فاسد ہو گیا اور قضا لازم آئے گی۔

(فتاویٰ ہندیہ۔ درمختار۔ فتاویٰ قاضی خان)

۲۔ کسی نے بھول کر کھایا پیا اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ روزہ فاسد نہیں ہوا پھر کھایا پیا تو اس صورت میں بھی صرف قضا لازم آئے گی۔ (درمختار)

۳۔ کلی کرتے وقت اگر پانی حلق میں چلا گیا تو اور پانی حلق میں جاتے وقت روزہ یاد تھا تو فاسد ہو گیا اور قضا لازم آئے گی۔

(عالمگیری۔ شرح التنویر۔ ردالمختار۔ نورالایضاح)

۴۔ نیند کی حالت میں پانی پی لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ قضا لازم ہے۔

(جوہرہ۔ شرح التنویر۔ ردالمختار۔ عالمگیری)

۵۔ یہ سوچ کر کھایا پیا کہ ابھی سحری کا وقت ختم نہیں ہوا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ سحری کا وقت ختم ہو چکا تھا تو روزہ نہیں رہا۔ اب اس کے بدلے میں قضا لازم ہے

(درمختار۔ مراقی الفلاح۔ نورالایضاح)

۶۔ سورج ڈوبنے کے گمان پر روزہ افطار کر لیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ سورج غروب نہیں ہوا تھا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ اس کے بدلے میں قضا لازم ہے۔

(درمختار۔ نورالایضاح۔ مراقی الفلاح۔ طحطاوی)

۷۔ کنکر، مٹی، لوہے کا ٹکڑا کاغذ یا کوئی ایسی چیز جو کھائی نہیں جاتی، کھائی یا نگل لی تو روزہ فاسد ہو گیا۔ اور قضا لازم ہے۔

(ہدایہ۔ درمختار۔ شرح الہدایہ۔ عالم گیری)

۸۔ منہ کھلا تھا کہ ژالہ یا بارش کا پانی حلق میں چلا گیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ اس کے بدلے قضا لازم ہے۔ (درمختار۔ عالم گیری)

۹۔ پسینہ منہ میں چلا گیا اور نگل لیا یا آنسوؤں کے اتنے قطرے منہ میں چلے گئے کہ منہ نمکین ہو گیا اور ان کو نگل لیا تو روزہ فاسد ہو گیا اور قضا لازم ہے۔

(درمختار۔ عالم گیری)

۱۰۔ جماہی لیتے وقت کسی نے کوئی چیز پھینکی جو حلق میں اُتر گئی تو روزہ ٹوٹ گیا اس کے بدلے میں ایک روزہ قضا کے طور پر رکھے۔ (عالم گیری)

۱۱۔ دانتوں سے خون نکلتا ہے اس قدر کہ تھوک پر غالب ہے۔ اگر اس کو نگل لیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اگر خون تھوک کے مساوی تھا یا کم تھا مگر اس کا مزا حلق میں محسوس ہوا تو بھی روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اگر تھوک غالب تھا اور خون اتنا کم کہ اس کا ذائقہ محسوس نہ ہوا تو روزہ نہیں گیا۔ مذکورہ صورتوں میں روزہ فاسد ہوگا تو قضا لازم آئے گی۔ (درمختار شرح التنویر۔ فتاویٰ ہندیہ)

۱۲۔ منہ میں رنگین دھاگا رکھا جس سے لعاب دہن رنگین ہو گیا پھر اسے نگل لیا تو روزہ فاسد ہو گیا اور قضا ہے۔ (عالم گیری)

۱۳۔ کسی نے بھول کر جماع کیا اور یہ سمجھ لیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر اس کے بعد عمداً کھایا پیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ اس صورت میں صرف قضا لازم آئے گی۔ (درمختار)

۱۴۔ کسی کو بے اختیار قے ہو گئی، احتلام ہو گیا یا عورت کو دیکھنے سے انزال ہو گیا اور لاعلمی سے یہ گمان کر لیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر اس کے بعد جان بوجھ کر کھایا پیا تو روزہ جاتا رہا۔ ان سب صورتوں میں قضا لازم آئے گی۔ (درمختار۔ عالمگیری)

۱۵۔ کچی حالت میں چاول، جو، باجرہ اور مسور کھانے سے قضا لازم آئے گی۔

(عالم گیری۔ مراقی الفلاح)

۱۶۔ بادام یا پستہ چھلکے سمیت نگل لینے سے صرف قضا لازم آتی ہے۔

(عالم گیری۔ فتاویٰ قاضی خان)

سونگھنا:۔ ۱۔ کسی بھی چیز کا دھواں دماغ یا پیٹ میں قصداً پہنچانے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ اس میں سگریٹ، سگار، حقہ، لکڑی وغیرہ سب کا دھواں شامل ہے۔ اگر تمباکو نوشی کی عادت نہ ہو یا اس کے پینے یا سونگھنے میں کسی قسم

کا نفع مقصود نہ ہو تو قضا لازم آئے گی۔ (درمختار۔ ردالمختار۔ مراقی۔ نورالایضاح)

۲۔ کسی نے نسوار لی یعنی نسوار ناک میں چڑھائی تو روزہ فاسد ہو گیا اور قضا لازم ہے۔ (شرح الہدایہ)

۳۔ گرد و غبار جان بوجھ کر سونگھنے یا حلق میں پہنچانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم آتی ہے۔ (شرح التنویر۔ درمختار)

جماع اور بدن چھونے سے انزال: ۱۔ غیر سبیلین میں جماع کیا تو انزال ہونے کی صورت میں روزہ فاسد ہوگا ورنہ نہیں۔ اس طرح روزہ فاسد ہونے کی صورت میں صرف قضا لازم ہوگی۔ (مراقی الفلاح۔ طحاوی، درمختار۔ ہدایہ)

۲۔ بیوی کا بدن چھوا، بوسہ لیا یا لپٹایا تو انزال ہونے کی صورت میں صرف قضا ہے۔ (درمختار۔ ہدایہ)

اگر صرف مذی خارج ہوئی اور انزال نہیں ہوا تو روزہ فاسد نہیں ہوا اس لئے قضا بھی نہیں۔ (طحطاوی)

۳۔ سبیلین میں جماع کی صورت میں مرد اور عورت دونوں کا عاقل ہونا شرط نہیں اگر ایک عاقل اور دوسرا مجنون ہو تو عاقل پر کفارہ اور مجنون پر قضا ہوگی۔ (درمختار)

۴۔ روزہ دار عورت پاگل تھی یا سو رہی تھی۔ اس حالت میں اس سے جماع کیا تو دونوں کا روزہ فاسد ہو گیا۔ عورت پر صرف قضا ہے اور مرد پر قضا اور کفارہ لازم آئے گا۔ (درمختار۔ ردالمختار، ہدایہ۔ شرح التنویر۔ مراقی الفلاح۔ نورالایضاح)

۵۔ اس گمان پر جماع کیا کہ ابھی سحری کا وقت ختم نہیں ہوا لیکن بعد کو معلوم ہوا کہ سحری کا وقت ختم ہو چکا تھا تو روزہ نہیں رہا۔ اب قضا لازم ہے۔

(درمختار، مراقی الفلاح۔ نورالایضاح)

علاج معالجہ: ۱۔ کان یا کسی زخم کے راستے سے کوئی دوا دماغ یا معدہ تک پہنچ گئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور قضا لازم آئے گی۔ (درمختار۔ ہدایہ)

۲۔ کسی نے کان میں دوا ڈالی یا تیل ڈالا تو روزہ جاتا رہا۔ یہ عمل خود کیا یا کسی دوسرے سے کرایا بہر حال قضا لازم ہے۔ (شرح البدایہ۔ عالمگیری۔ درمختار)

۳۔ کسی نے اپنے کان میں پانی ڈالا تو روزہ ٹوٹ گیا اگر خود بخود داخل ہو گیا جیسے کسی نے پانی میں غوطہ لگایا تو کان میں پانی چلا گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوا۔ پہلی صورت میں قضا لازم ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان)

۴۔ دماغ یا شکم کی جھلی تک زخم ہے اس میں کوئی ایسی دوا ڈالی جو دماغ یا شکم تک پہنچ گئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور قضا لازم آئے گی۔ (عالمگیری)

۵۔ کسی نے حقنہ کرایا تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا لازم ہے۔
(شرح البدایہ۔ درمختار۔ مراقی۔ ہدایہ)

۶۔ ناک میں پانی چڑھایا جو دماغ تک پہنچ گیا یا دوا چڑھائی جو دماغ تک چلی گئی تو روزہ فاسد ہو گیا اور قضا لازم ہے۔ (عالم گیری۔ ہدایہ۔ مراقی)

۷۔ عورت نے شرمگاہ میں دوا ٹپکائی یا لگائی یا کسی دوسرے سے یہ عمل کرایا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ اس پر اجماع ہے کہ اگر کسی ضرورت کے تحت گیلی انگلی بھی اندر داخل کر دی تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور قضا لازم آئے گی۔
(درمختار۔ ردالمختار۔ شرح التنویر۔ عالم گیری۔ فتاویٰ ہندیہ۔)

اگر مرد اپنے پیشاب کے سوراخ میں پانی تیل یا دوا ڈالے تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (درمختار۔ شرح البدایہ۔ عالم گیری)

۸۔ عورت یا مرد میں سے کوئی بھی اگر مقعد کے اندر دوا لگائے گا تو روزہ جاتا رہے گا اور قضا لازم آئے گی۔ (درمختار۔ عالم گیری)

...ن کی نیت والا روزہ توڑنا۔ ا۔مسافر زوال سے پہلے گھر آ گیا اور روزہ کی نیت کر

...روزہ توڑ دیا تو اس پر صرف قضا ہے۔ (عالم گیری)

کیونکہ کفارہ لازم آنے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ روزہ کی نیت رات سے ہو اس لئے دن میں نیت کرکے روزہ توڑ دینے کی صورت میں صرف قضا ہے۔

(شرح الہدایہ۔ مراقی الفلاح۔ جوہرہ)

...۔ اگر مجنون کو زوال سے پہلے ہوش آ گیا اور اس نے روزہ کی نیت کر لی اور پھر جان بوجھ کر روزہ توڑ لیا تو اس پر صرف قضا لازم ہوگی۔ (عالم گیری)

...قے کرکے روزہ توڑنا:- ا۔جان بوجھ کر قے کرنے سے قضا ہے یعنی روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور اس کے بدلے میں ایک روزہ قضا کے طور پر رکھنا ہوگا۔

(امام ترمذیؒ بحوالہ امام شافعیؒ امام احمدؒ امام سفیان ثوریؒ اور امام اسحاقؒ)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جسے قے مغلوب کرلے وہ روزہ دار ہے اور اس پر قضا نہیں اور جو کوئی عمداً قے کرے تو اسے چاہئیے کہ قضا کرے۔" (ابن ماجہ، احمد، ترمذی۔ ابوداؤد، دارمی)

۳۔ منہ بھر قے جو خود بخود آئی اس کا چنے برابر حصہ واپس لوٹ گیا یا عمداً لوٹایا تو دونوں ہی صورتوں میں روزہ فاسد ہو گیا۔خارج سے داخل ہونے والی چیز مفسد صوم ہے۔منہ بھر قے سے مراد وہ قے ہے جو بمشکل منہ میں رُک سکے اور یہ بھی خارج کے حکم میں ہے اس لئے بے اختیار لوٹی یا اپنے اختیار سے لوٹائی دونوں ہی صورتوں میں روزہ فاسد ہو گیا۔ اگر جان بوجھ کر منہ بھر قے کی تو روزہ فاسد ہو گیا اس میں لوٹنے یا لوٹانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(درمختار، ہدایہ۔ فتح القدیر۔ امام ابو یوسفؒ)

۴۔ حنفی مسلک میں قصداً منہ بھر قے کرنے سے روزہ ٹوٹتا ہے۔ اگر قے منہ بھر

سے کم ہو تو روزہ فاسد نہیں ہوتا چاہے عمداً کی جائے یا خود بخود آجائے۔

(الفقہ علی المذاہب الاربعہ۔ شرح التنویر۔ ہدایہ
فتح القدیر۔ شامی۔ امام ابو یوسفؒ)

۵۔ قے سے روزہ فاسد ہونے کی صورت میں صرف قضا ہے۔

(ہدایہ۔ فتح القدیر۔ فتاویٰ قاضی خان)

متفرق ۱۔ کوئی منہ میں پان دبا کر سو گیا صبح آنکھ کھلی تو روزہ نہیں ہوا اور قضا لازم
گئی۔ (شرح التنویر۔ ردالمختار)

۲۔ کسی کو باری سے بخار آتا تھا اور باری کے دن بخار آنے کے خیال سے روزہ تو
دیا لیکن بخار نہیں آیا۔ اسی طرح حیض آنے کا دن تھا۔ اس لئے جان بوجھ کر روزہ
دیا لیکن حیض نہیں آیا۔ یا دشمن سے جنگ کا یقین تھا اور قصداً روزہ افطا
کر لیا لیکن جنگ نہیں ہوئی تو ان تینوں صورتوں میں صرف قضا لازم ہوگی۔

(درمختار۔ طحطاوی۔ شرح التنویر)

۳۔ ایسا روزہ جس کی نیت دن کے وقت کی ہو (جیسے رات کو سحری کے وقت
کسی کی آنکھ نہ کھلی اور صبح ہوگئی اور اس نے صبح کو روزہ کی نیت کر لی) توڑنے
سے صرف قضا لازم آتی ہے۔ (مراقی الفلاح۔ عالم گیری)

۴۔ جبر و اکراہ سے کسی نے روزہ توڑنے پر مجبور کیا اور روزہ توڑ لیا تو صرف قضا
لازم آئے گی۔ جبر و اکراہ سے مراد قتل کوئی عضو قطع کرنے یا شدید چوٹ لگانے
کی دھمکی ہے جس میں روزہ دار یہی سمجھے کہ اگر روزہ نہ توڑا تو دھمکانے والا جو کہتا
ہے کہ کر گزرے گا۔ (درمختار۔ مراقی الفلاح)

۵۔ اگر استنجا کرتے ہوئے پانی حقنہ کے مقام تک پہنچ گیا تو روزہ فاسد ہو گیا اور
قضا لازم ہے۔ (درمختار۔ عالم گیری)

۶۔ اگر کانچ نکل آیا یعنی رفع حاجت کے وقت مقعد کا اندرونی حصہ باہر نکل آیا اور پانی خشک کئے بغیر اُٹھ جانے سے پانی اندر چلے جانے کی صورت میں روزہ فاسد ہو جائے گا اور قضا لازم آئے گی۔ (عالم گیری)

۷۔ حیض و نفاس کی وجہ سے چھوڑے گئے روزوں کی قضا لازم ہے۔

(الفقہ علی المذاہب الاربعہ۔ عالمگیری)

۸۔ رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کے بعد سفر کیا اور روزہ توڑ دیا تو صرف قضا لازم آئے گی۔ (عالمگیری)

رمضان کے روزوں کی قضا

رمضان کے روزے جو کسی شرعی عذر مثلاً مرض، سفر، حمل، رضاعت (دودھ پلانا) بے ہوشی، حیض و نفاس وغیرہ کی وجہ سے چھوٹ گئے ہوں یا اس طرح توڑے ہوں کہ قضا لازم آگئی ہو تو ان کی قضا کی ادائیگی فرض ہے۔ قضا کی ادائیگی کی اوّلین صورت تو یہ ہے کہ ہر روزہ کے بدلے میں ایک روزہ رکھ لیا جائے اور اگر کوئی روزہ رکھنے سے بڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے عاجز ہو تو پھر دوسری صورت یہ ہے کہ ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ ادا کرے۔ ایک روزہ کا فدیہ یہ ہے کہ ایک مسکین کو ایک دن دوپہر اور رات کا کھانا پیٹ بھر کر کھلایا جائے یا پھر پونے دو کلوگرام گندم آٹا یا اس کی قیمت دے دی جائے۔ روزہ کے فدیہ کی مقدار صدقہ فطر کے مساوی ہے۔

ان روزوں کے رکھنے کا کوئی دن یا مہینہ مقرر نہیں اس لئے زوال عذر کے بعد جب بھی روزہ رکھنے کی اہلیت ہو انہیں رکھ کر یہ فرض ادا کر دینا چاہیئے۔ کار خیر میں دیر کیوں۔ (عامۃ الکتب)

صوم قضائے رمضان

۱۔ یہ روزہ فرض ہے اور اس کی فرضیت قرآن پاک سے ثابت ہے۔
فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ترجمہ:۔ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے۔(البقرہ)

۲۔ نیت اس طرح کرنی چاہیئے کہ "میں نے فلاں رمضان کے فلاں قضا روزہ کی نیت کی" اصل نیت تو دل میں روزہ رکھنے کا پختہ ارادہ ہے پھر بھی کوئی استحباب کے لئے زبان سے مذکورہ الفاظ دہرائے تو مناسب ہے۔
اگر کسی کے کئی روزے قضا ہو گئے ہوں تو نیت اس طرح ہونی چاہیئے کہ رمضان کے پہلے روزے کی قضا (یعنی جو روزہ سب سے پہلے قضا ہوا) پھر دوسرے کی اور پھر اسی ترتیب سے جتنے روزے قضا ہوئے ہوں نیت کی جائے۔
اگر دو تین سالوں کے کچھ روزے قضا ہو گئے ہوں تو نیت اس طرح ہونی چاہیئے کہ پہلے سال کے روزوں کی قضا پھر دوسرے سال کے روزوں کی قضا اور اسی ترتیب سے سب کی نیت کریں۔ اگر دن اور سال کا تعین نہ کیا تو روزے پھر بھی ہو جائیں گے۔ (عالمگیری)

صحیح یہ ہے کہ دن اور سال کا تعین کیا جائے۔ (شرح التنویر)

۳۔ یہ فرض غیر معین ہے یعنی اس کی ادائیگی کے لئے کوئی تاریخ یا دن مقرر نہیں اس لئے اس روزے کی نیت کا وقت رات ہے طلوع فجر سے قبل تک۔

(شرح البدایہ۔ درمختار۔ ہدایہ۔ نورالایضاح)

۴۔ اگر نیت طلوع فجر کے بعد کی تو روزہ نفل ہو جائے گا اور قضا روزہ پھر سے رکھنا ہوگا۔ (طحطاوی۔ شرح البدایہ)

۵۔ قضا روزوں کا لگاتار رکھنا ضروری نہیں بلکہ انہیں الگ الگ بھی رکھا جا

سکتا ہے یعنی ان روزوں کے درمیان میں ناغہ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ قضا روزے الگ الگ کر کے رکھے جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَر

(صحیح بخاری)

جمہور کا مسلک یہی ہے کہ مقصود گنتی پوری کرنا ہے اس لئے ان کا لگاتار یا الگ الگ رکھنا دونوں ہی طرح درست ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کی قضا (دونوں طرح درست ہے) کوئی چاہے تو لگاتار روزے رکھ لے اور کوئی چاہے تو انہیں جُدا جُدا کر کے رکھ لے۔" (دارقطنی)

رمضان کے قضا روزوں کا جُدا جُدا رکھنا یا لگاتار رکھنا دونوں طرح صحیح ہے مگر لگاتار رکھنا مستحب ہے۔ (شرح البدایہ۔ مراقی الفلاح)

۵۔ قضا روزوں کے رکھنے میں اتنی تاخیر مناسب نہیں کہ دوسرا رمضان آجائے اور قضا روزے باقی ہوں بلکہ زوالِ عذر کے فوراً بعد اس فرض کو ادا کر دینا چاہیئے۔

رمضان کے قضا روزے ابھی نہیں رکھے تھے کہ دوسرا رمضان آگیا تو دوسرے رمضان کے روزے ادا کرنے کے بعد قضا روزے رکھے جائیں۔

(مراقی الفلاح۔ نور الایضاح بشرح البدایہ)

۶۔ اگر پہلے رمضان کی قضا باقی ہو اور دوسرا رمضان آگیا تو دونوں کے روزے رکھے۔

(صحیح بخاری بحوالہ ابراہیم نخعی)

یعنی دوسرے رمضان کے آجانے سے پہلے رمضان کے قضا روزے معاف نہیں ہو جائیں گے انہیں ہر صورت میں رکھنا ہی پڑے گا۔ قضا روزے موجود رمضان کے روزے رکھنے کے بعد رکھے جائیں۔

قضا روزوں سے پہلے نفل روزے رکھنا

اگر کسی کے ذمے رمضان کے قضا روزے باقی ہے کہ اس نے نفل روزے رکھ لئے تو نفل روزے ہو جائیں گے۔ رمضان کے قضا روزے بھی فرض ہیں اور فرض چھوڑ کر نفل میں مشغول ہونا مناسب معلوم نہیں ہوتا اس لئے افضل یہ ہے کہ پہلے قضا روزوں کا لازمی قرض اتار لیا جائے اور بعد میں جب توفیق ہو نفل روزے رکھے جائیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ زوال عذر کے فوراً بعد قضا روزے رکھ کر فارغ ہو جانا چاہیئے۔ پھر بھی اگر کوئی روزہ رکھنے کی اہلیت حاصل ہونے پر قضا روزوں کے بجائے نفلی روزے رکھتا ہے تو نفلی روزے درست ہیں۔

۱۔ اگر کسی نے قضا روزوں سے پہلے نفل روزے رکھے تو نفل روزے درست ہیں۔

(در مختار)

۲۔ حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ دس روزے (ذوالحجہ کے دس نفل روزے) اس کے لئے مناسب نہیں جو رمضان کے قضا روزے نہ رکھ چکا ہو۔

(صحیح بخاری)

فدیہ لازم آنے کی صورتیں

اگر رمضان کے چند روزے یا تمام روزے کسی شرعی عذر کی وجہ سے چھوٹ گئے ہوں یا روزہ توڑنے کی وجہ سے صرف قضا لازم آئی ہو تو رمضان کے بعد یہ قضا روزے رکھنے لازمی ہیں۔ اگر کوئی بوڑھا گرمی میں روزہ رکھنے کا اہل نہیں تو سردی کے موسم میں رکھے۔ اگر رمضان میں متواتر پورے ماہ کے روزے رکھنے سے قاصر ہے تو بیچ میں ناغے کرے اور پھر رمضان کے بعد گنتی پوری کر لے۔ قضا روزوں میں یہ

...وات بھی ہے کہ انہیں لگاتار نہیں رکھنا پڑتا بلکہ ایک روزہ رکھنے کے بعد کئی دنوں
...قفہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی اتنا ہی بوڑھا ہو گیا ہے کہ ان سہولتوں کے ساتھ بھی
...روزہ رکھنے کے قابل نہیں اور عمر بھر روزہ رکھنے کی قابلیت پیدا ہونے کا امکان نہیں
...ئی ایسا بیمار ہے کہ صحت یابی کی امید نہیں تو پھر فدیہ دینے کا جواز پیدا ہوتا ہے
...نہیں۔

۔ اگر کوئی اتنا بوڑھا ہو گیا ہے کہ روزہ رکھنے سے قاصر ہے تو وہ روزہ رکھنے کے بجائے فدیہ دے سکتا ہے۔

(شرح التنویر ۔ حیات الصائمین)

۔ اگر کوئی ایسا مریض ہے کہ صحت یابی کی امید نہیں تو وہ روزوں کے بدلے میں فدیہ دے سکتا ہے۔ (شرح التنویر)

۔ اگر کوئی شخص بیمار ہے اور روزہ رکھنے سے قاصر ہے لیکن امید ہے کہ صحت یاب ہو جائے گا اور روزہ رکھنے کے قابل ہو جائے گا تو ایسا شخص فدیہ نہیں دے سکتا۔ اس پر لازم ہے کہ روزہ رکھنے کی قابلیت پیدا ہونے پر روزہ ہی رکھے۔ (مراقی الفلاح)

۔ اگر فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے کی طاقت آ گئی تو فدیہ باطل ہو گیا اور قضا روزہ رکھنا لازمی ہو گیا۔ (فتاویٰ ہندیہ ۔ ہدایہ)

۔ اگر کوئی گرمی میں روزہ نہیں رکھ سکتا تو سردی میں رکھے یعنی فدیہ دے کر نجات نہیں پا سکتا۔ (طحطاوی)

روزہ کا فدیہ

۔ ایک روزہ کا فدیہ یہ ہے کہ ایک مسکین کو دوپہر اور رات کا کھانا پیٹ بھر

کر کھلایا جائے یا صدقہ فطر کے مساوی اناج دیا جائے یا اس اناج کی نقد قیمت
دے دی جائے۔ (شرح التنویر۔ درمختار۔ مراقی الفلاح)

۲۔ اگر فدیہ کا غلہ کئی مسکینوں میں بانٹ دیا یا اس غلہ کی قیمت کئی مسکینوں
میں تقسیم کر دی تو بھی درست ہے۔ (درمختار۔ ردالمختار)

۳۔ فدیہ دینے والے کو اختیار ہے کہ فدیہ رمضان کے شروع میں ادا کر دے یا
آخر میں تمام روزوں کا فدیہ ایک ہی دفعہ دیا جا سکتا ہے اور مجموعی فدیہ
ایک ہی مسکین کو دے دینا یا متعدد مسکینوں میں تقسیم کر دینا ہر طرح سے
درست ہے۔ (درمختار۔ ردالمختار)

۴۔ اگر کسی کے ذمّے قضا روزے باقی ہوں اور جس کی وجہ سے روزے قضا کئے
تھے وہ بھی ختم ہو چکا ہو اور روزہ رکھنے پر قدرت حاصل ہو گئی ہو پھر روزے
رکھنے سے پہلے ہی موت کے آثار ظاہر ہو گئے تو روزوں کے بدلے فدیہ دے
دینے کی وصیت کر جانا واجب ہے۔ وصیّت کے بعد وارثوں پر لازم
ہے کہ تجہیز و تکفین اور میّت کے ذمّہ قرض کی ادائیگی کے بعد باقی بچنے والے
مال کے ایک تہائی میں سے فدیہ ادا کریں۔ اگر فدیہ کی قیمت ایک تہائی
مال کے مساوی ہے تو وارثوں پر واجب ہے کہ ادا کر دیں اور اگر فدیہ اس سے
زیادہ نکلتا ہو تو پھر بھی ایک تہائی ادا کرنا واجب ہے اور اس سے زیادہ
جو بنتا ہو اس کی ادائیگی واجب نہیں البتہ وارث اپنی خوشی سے ادا کر دیں
تو مناسب ہے۔ اگر کوئی وارث ہی نہ ہو تو پھر سارے مال میں سے فدیہ ادا
کرنا ہوگا۔ (شرح التنویر۔ درمختار۔ شامی)

۵۔ اگر کوئی وصیّت کئے بغیر انتقال کر گیا پھر بھی وارث نے اس کے روزوں
کا فدیہ ادا کر دیا تو یہ بھی جائز ہے اور ان شاء اللہ قبول ہوگا۔ (شرح التنویر۔
درمختار)

۶۔ اگر کوئی محتاج فدیہ دینے سے قاصر ہو تو توبہ استغفار کرے۔ (در مختار)

قضائے رمضان سے معافی

کسی شرعی عذر کی وجہ سے کسی نے رمضان کے روزے قضا کئے اور عذر ہی کی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا تو قبل از موت روزوں کے بدلے میں فدیہ کی وصیت کرنا اس پر واجب نہیں تھا کیونکہ اسے قضا روزے رکھنے کی مہلت یا اہلیت حاصل نہ ہو سکی۔ البتہ اگر کسی کے دس روزے قضا ہوئے تھے اور وفات سے قبل اسے پانچ دن ایسے مل گئے جن میں وہ روزے رکھنے کا اہل تھا مگر نہیں رکھے تو اس صورت میں پانچ روزوں کے فدیہ کی وصیت اس پر واجب تھی اور باقی پانچ بربنائے عذر قابل مؤاخذہ نہیں۔ اس مسئلہ کی جزئیات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ کوئی ایسا شخص جو شرعی لحاظ سے مسافر ہے سفر ہی کی حالت میں انتقال کر جائے تو اس پر فدیہ دینے کی وصیت واجب نہیں۔

۲۔ رمضان کے مہینے میں حیض یا نفاس کی وجہ سے کوئی عورت روزے چھوڑ رہی تھی پھر طاہر ہونے سے پہلے ہی فوت ہو گئی تو اس پر ان روزوں کی قضا نہیں۔

۳۔ حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت جو خود کو یا اپنے بچہ کو نقصان پہنچنے کے اندیشے کی وجہ سے روزے چھوڑ رہی ہو اس حالت میں وفات پا جائے تو اس پر ان روزوں کی قضا نہیں۔

۴۔ کسی نے بیماری کی وجہ سے روزے چھوڑ دیئے اور پھر بیماری ہی میں چل بسا اور روزے رکھنے کی مہلت نہ ملی تو اس پر قضا نہیں۔

۵۔ محاذ پر جنگ کی وجہ سے روزے چھوڑ دیئے اور پھر شہادت کا عظیم مرتبہ پایا تو اس شہید پر قضا نہیں۔

۶۔ جبر و اکراہ کی وجہ سے اگر روزہ افطار کیا ہو اور اس کے بعد اس کے بدلے میں روزہ رکھنے کی مہلت ملے بغیر موت آجائے تو قضا نہیں۔

۷۔ کسی پاگل یا بے ہوش کا انتقال اسی حالت میں ہو جائے تو پاگل پن یا بیہوشی کے سبب جتنے روزے چھوٹے ہوں ان کی قضا اس پر نہیں۔

(بحر الرائق۔ شرح التنویر۔ فتاویٰ ہندیہ۔ حیات الصائمین۔ شامی)

میّت کے روزوں کی قضا

اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمّے روزوں کی قضا باقی ہو تو اس کا وارث اس کے قضا روزوں کے بدلے میں مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے روزے نہیں رکھ سکتا۔ کھانا کھلانے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر روزہ کے بدلے میں ایک مسکین کو دونوں وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھلایا جائے یا صدقہ فطر کے مساوی اناج یا اناج کی قیمت ادا کر دی جائے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور آئمہ کا مسلک یہی ہے۔

۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص مر جائے اور اس کے ذمّے ایک ماہ (یعنی رمضان) کے روزے ہوں تو ہر دن کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے"۔ (ترمذی)

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا اور نہ ہی روزہ رکھ سکتا ہے۔ (نسائی)

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ اپنے مردوں کی طرف سے روزے نہ رکھو بلکہ کھانا کھلاؤ۔ (بیہقی)

۴۔ حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جب

دریافت کیا جاتا کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھے یا نماز پڑھے تو آپ جواب دیتے کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور نہ ہی کسی کی طرف سے کوئی نماز پڑھے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ مؤطا امام مالکؒ)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ شریف میں انہوں نے کسی صحابی یا تابعی کا یہ فرمان نہیں سنا کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے یا نماز پڑھ سکتا ہے۔ (مؤطا امام مالکؒ)

۵۔ امام مالک امام سفیان اور امام شافعی رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے روزہ نہ رکھے۔ (ترمذی)

۶۔ امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ میت کے ذمے رمضان کے قضا روزوں کے بدلے میں کھانا کھلایا جائے۔ (ترمذی)

کفارہ لازم آنے کے ضوابط

۱۔ اگر روزہ توڑنے کا جرم ناقص ہو تو قضا لازم آتی ہے اور اگر جرم کامل ہو تو کفارہ۔ کامل جرم یہ ہے کہ روزہ توڑنے کے عمل میں "افطار کی صورت" اور "افطار کے معنی" دونوں ہی پائے جائیں۔ مثال کے طور پر کسی نے غذا منہ کے راستے سے معدہ میں پہنچائی اس میں "افطار کی صورت" اور "افطار کے معنی" دونوں ہی موجود ہیں اس طرح یہ جرم کامل ہے جو کفارہ لازم کرتا ہے۔ "افطار کی صورت" یہ ہے کہ منہ کے راستے سے کوئی چیز معدہ میں پہنچائی جائے اور "افطار کے معنی" یہ کہ پیٹ یا دماغ میں کوئی ایسی چیز پہنچائی جائے جو بدن کے لئے فائدہ مند ہو جیسے غذا اور دوا۔ غذا اور دوا جسم کے لئے فائدہ مند ہیں اس لئے غذا یا دوا منہ کے ذریعے پیٹ میں پہنچانے سے کفارہ لازم آئے گا کیونکہ اس میں افطار کی صورت بھی ہے اور معنی بھی۔ اگر کسی نے کنکر یا

پتھر نگل لیا تو یہ صرف "افطار کی صورت" ہو گی کیونکہ کنکر یا پتھر بدن کے لئے مصلح نہیں۔ اسی طرح کسی نے منہ کے علاوہ کسی راستے سے دوا پیٹ میں پہنچائی جیسے کسی زخم وغیرہ سے تو اس میں افطار کے معنی تو ہیں افطار کی صورت نہیں اس لئے کفارہ لازم نہیں آئے گا۔

جماع میں بھی کامل اور ناقص جرم کی کیفیات ہیں "صوری جماع" اور "معنوی جماع"۔ پہلی صورت یعنی "صوری جماع" شرمگاہ میں شرمگاہ کا دخول ہے اس میں مقعد بھی شامل ہے۔ شرمگاہ اور مقعد سبیلین کہلاتے ہیں۔ یعنی سبیلین میں جماع "صوری جماع" ہے۔ یہ اپنی جگہ پر کامل جرم ہے اگرچہ انزال نہ ہو اس لئے اس میں کفارہ ہے۔

"معنوی جماع" سے مراد غیر سبیلین یعنی شرمگاہ اور مقعد کے علاوہ کسی مقام پر جماع سے شہوت کے ساتھ انزال ہے جیسے ران شکم وغیرہ اور حلق۔ یہ ناقص جرم کی صورتیں ہیں اس لئے ان میں صرف قضا ہے۔

(فتح القدیر۔ مراقی الفلاح۔ طحطاوی)

۲۔ جن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفارہ نہیں ان میں شرط ہے کہ ایک ہی بار ایسا ہوا ہو اور معصیت کا ارادہ نہ ہو ورنہ ان میں بھی کفارہ لازم آئے گا۔

(در مختار)

۳۔ کفارہ لازم آنے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ توڑا جانے والا روزہ رمضان کا ہو اور اس کی نیت رات سے کی گئی ہو۔ اگر نیّت دن کے وقت کی ہو یا روزہ رمضان کا نہ ہو تو کفارہ نہیں۔ (جوہرہ۔ مراقی الفلاح۔ شرح الہدایہ)

۴۔ وہ شخص جس میں وہ تمام شرائط پائی جاتی ہوں جن سے روزہ فرض ہو جاتا ہے اگر رمضان المبارک میں روزہ کی حالت میں جس کی نیت وہ رات سے کر

کر چکا ہو جان بوجھ کر منہ کے ذریعہ کوئی ایسی چیز پیٹ میں پہنچائے جو دوا یا غذا کے طور پر استعمال ہوتی ہو یعنی اس کے استعمال سے کسی قسم کا جسمانی نفع یا لذت درکار ہو اور اس کے استعمال سے سلیم الطبع انسان کی طبیعت نفرت نہ کرتی ہو اگرچہ تِل کی مقدار کے برابر۔ یا جماع کرے یا کرائے (اغلام بھی اسی حکم میں ہے) جماع میں حشفہ چھپ جانا ہی کافی ہے انزال شرط نہیں۔ ان سب صورتوں میں کفارہ لازم آئے گا۔ جماع میں شرط یہ ہے کہ عورت میں جماع کی قابلیت بھی پائی جائے کمسن یا مردہ نہ ہو۔ (شرح التنویر۔ ہدایہ)

۵۔ کفارہ لازم آنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد روزہ کے منافی کوئی ایسا عذر پیش نہ آجائے جس کی وجہ سے افطار کرنے کی اجازت ہے یا حیض نفاس جو بذاتِ خود مفسدِ صوم ہیں۔ لیکن اس صورت میں سفر کی وجہ سے کفارہ ساقط نہ ہوگا یہ ایک اختیاری امر ہے۔ (جوہرہ۔ نورالایضاح۔ شامی)

کفارہ کے ساتھ قضا بھی ہے

رمضان کا روزہ توڑنے سے ایک صورت میں صرف قضا لازم آتی ہے اور دوسری صورت میں کفارہ و دونوں۔ صرف قضا کی صورت میں ایک کے بدلے ایک روزہ رکھنا لازم ہے لیکن قضا و کفارہ لازم آنے کی صورت میں اکٹھ روزے رکھنا ہوں گے ایک قضا کا اور ساٹھ کفارہ کے۔ رمضان کا روزہ توڑنے سے جہاں کفارہ لازم آئے گا قضا بھی ساتھ ہی ہوگی اس لئے باب "قضا و کفارہ لازم آنے کی صورتیں" میں جہاں کہیں کفارہ لازم آنے کا ذکر ہے قضا کو بھی اس سے جُدا نہ سمجھا جائے۔

روزہ کسی عذر کے باعث یا بلا عذر افطار کیا ہو اس کی قضا دونوں ہی صورتوں میں لازم ہے یعنی ایک کے بدلے ایک روزہ۔ البتہ بغیر کسی عذر کے روزہ توڑنے پر

پر اس مبارک اور عظیم الشان مہینے کی بے حرمتی ہوتی ہے اور اس سنگین گناہ کی پاداش میں کفارہ لازم آتا ہے۔ یہ کفارہ ازالۂ گناہ کے لئے ہے بلا عذر توڑے جانے والے روزہ کا بدل نہیں اس لئے روزہ کے بدلے میں روزہ تو رکھنا ہی ہوگا صرف کفارہ کافی نہیں۔ اس ضمن میں یہ دلائل دیئے جاسکتے ہیں۔

۱۔ رمضان کا روزہ جان بوجھ کر توڑنے سے روزہ کی قضا لازم آتی ہے اور ساٹھ روزے کفارہ کے یعنی اکسٹھ روزے۔ (عالم گیری)

۲۔ جان بوجھ کر کھانے پینے سے روزہ دار پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوجاتے ہیں۔ (امام ابوحنیفہ امام مالک امام اسحاق امام سفیان ثوری عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ)

۳۔ سبیلین میں جان بوجھ کر جماع کرنے سے قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں۔

(در مختار، مراقی الفلاح۔ شرح البدایہ۔ شرح التنویر)

قضا و کفارہ لازم آنے کی صورتیں

کھانا پینا یا نگلنا۔ ۱۔ جان بوجھ کر کھانے پینے سے روزہ دار پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوجاتے ہیں۔ (امام ابوحنیفہ۔ امام مالک۔ امام سفیان ثوری۔ امام اسحاق۔ عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ)

۲۔ کوئی ایسی چیز کھائی جو عام طور پہ کھائی نہیں جاتی لیکن ضرورت پڑنے پر دوا کے طور پر کھائی جاتی ہے تو اس کے کھانے سے بھی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

(شرح البدایہ)

۳۔ اگر سرمہ لگایا فصد کھلوایا یا بالوں میں تیل لگایا اور یہ گمان کرلیا کہ روزہ فاسد ہوگیا پھر اس کے بعد جان بوجھ کر کھایا پیا تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

(فتاویٰ ہندیہ۔ در مختار)

کوئی ایسا فعل جس کے کرنے سے افطار کا گمان نہ ہوتا ہو لیکن کوئی افطار کا گمان کرکے قصداً کھائے پئے تو قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں۔ (درمختار)

۴۔ کسی کو بے اختیار قے ہوگئی احتلام ہوگیا یا عورت کو دیکھنے سے انزال ہوگیا اور پھر یہ معلوم ہونے کے باوجود کھایا پیا کہ روزہ فاسد نہیں ہوا تو ان سب صورتوں میں قضا اور کفارہ لازم آئے گا۔ (درمختار۔ عالم گیری)

۵۔ مٹی کھانے میں کفارہ نہیں لیکن مٹی کھانے کی عادت والا اگر کھائے گا تو اس پر کفارہ بھی ہے۔ (عالمگیری۔ مراقی الفلاح۔ نورالایضاح۔ فتاویٰ قاضی خان۔ جوہرہ)

۶۔ کچا گوشت یا چربی کھانے میں بھی کفارہ ہے۔ (ردالمختار۔ نورالایضاح)

۷۔ کچے چاول، کچے جَو، باجرا، مسور یا مونگ کھانے سے کفارہ لازم نہیں آتا لیکن بھنے ہوئے ہوں تو کفارہ لازم آئے گا۔ (عالم گیری۔ مراقی الفلاح)

۸۔ کفارہ واجب ہونے کے لئے ضروری نہیں کہ پیٹ بھر کر کھایا جائے۔ صرف تل یا تل کے مساوی کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر نگل لی تو کفارہ آجائے گا (جوہرہ۔ درمختار۔ عالم گیری)

۹۔ ایسے پودے یا درخت کے پتے جو کھائے جاتے ہوں ان کے کھانے سے کفارہ لازم آئے گا۔ (عالم گیری)

۱۰۔ اگر خشک بادام یا خشک پستہ ثابت وسالم نگل لیا جائے تو صرف قضا ہے۔ اگر خشک بادام یا خشک پستہ چباکر کھایا اور اندر مغز بھی تھا تو کفارہ ہے اور اگر تر بادام ثابت وسالم نگل لیا تو بھی کفارہ ہے کیونکہ یہ کھایا جاتا ہے بخلاف تر پستہ کے کیونکہ یہ کھایا نہیں جاتا۔ (عالم گیری۔ فتاویٰ قاضی خان)

۱۱۔ مشک، زعفران کافور یا سرکہ کھایا تو کفارہ لازم ہے (عالم گیری)

۱۲- خربوزہ، تربوز، کھیرا یا پھلیاں کھائیں تو کفارہ لازم ہے۔ تربوز کا پانی پینے میں بھی کفارہ ہے۔ (عالم گیری)

۱۳- خربوزہ یا تربوز کا چھلکا کھایا۔ اگر خشک ہو یا اس حالت میں ہو کر کھانے سے گھن آتی ہو تو قضا ہے۔ ورنہ کفارہ لازم ہے۔ (عالم گیری)

۱۴- روزہ دار کو قتل کرنے یا پھانسی دینے کے لئے لایا گیا اس کے پانی مانگنے پر کسی نے اسے پانی پلا دیا۔ اس کے بعد اسے آزاد کر دیا گیا تو روزہ توڑنے کی وجہ سے اس پر کفارہ لازم ہے۔ (عالم گیری)

۱۵- غیبت کی اور گمان کر لیا کہ روزہ فاسد ہو گیا پھر اس کے بعد کھایا پیا تو کفارہ لازم ہو گیا۔ (در مختار)

۱۶- مسواک کرنے پر روزہ فاسد ہونے کا گمان کر لیا اور پھر جان بوجھ کر کھا پی لیا تو کفارہ لازم ہے۔ (عالمگیری)

۱۷- اگر نمک تھوڑا سا کھایا تو کفارہ لازم ہے اگر زیادہ کھایا تو صرف قضا ہے۔ (جوہرہ۔ عالم گیری۔ مراقی الفلاح۔ نور الایضاح)

اس کی وجہ یہ ہے کہ تھوڑا نمک کھانے میں لذت ہے لیکن زیادہ کھانے میں لذت نہیں۔

۱۸- دوا کھانے یا پینے سے کفارہ لازم آتا ہے۔ (در مختار۔ مراقی الفلاح)

جماع: ۱- سبیلین میں جان بوجھ کر جماع کیا انزال ہوا یا نہیں ہوا بہر صورت روزہ فاسد ہو گیا اور قضا و کفارہ دونوں ہی خاوند اور بیوی پر لازم ہو گئے۔ (در مختار۔ مراقی الفلاح۔ شرح الہدایہ۔ شرح التنویر)

۲- سبیلین میں جماع کی صورت میں مرد اور عورت دونوں کا عاقل ہونا شرط نہیں اگر دوسرا مجنون ہو تو عاقل پر کفارہ اور مجنون پر قضا ہو گی۔ (در مختار)

۳۔ روزہ دار عورت مجنون تھی یا سو رہی تھی۔ اس حالت میں اس سے جماع کیا تو دونوں کا روزہ فاسد ہو گیا۔ عورت پر صرف قضا ہے جبکہ مرد پر قضا د کفارہ دونوں لازم ہیں۔

(درمختار۔ ردالمختار۔ ہدایہ۔ شرح التنویر۔ مراقی الفلاح۔ نورالایضاح)

۴۔ اگر بھول کر جماع کیا اور معلوم تھا کہ روزہ فاسد نہیں ہوا۔ اس کے باوجود دوبارہ جماع کیا تو کفارہ لازم آئے گا۔ (درمختار)

متفرق :۔ ۱۔ رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کے بعد سفر شروع کیا لیکن تھوڑی ہی دور جا کر بھولی ہوئی چیز لینے واپس گھر آگیا اور روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازم ہے گا کیونکہ گھر واپس پہنچنے پر وہ مسافر نہیں رہا اور اس پر مقیم کا اطلاق ہو گیا اگرچہ ٹھہرنے کی نیت سے نہ گیا تھا اور نہ ہی ٹھہرا۔ (فتاوی ہندیہ۔ عالمگیری)

۲۔ اگر روزہ توڑنے کے بعد سفر شروع کیا تو کفارہ لازم آئے گا۔ سفر کی بنا پر کفارہ ساقط نہ ہوگا اگر سفر کسی کے مجبور کرنے پر کیا ہو۔

(مراقی الفلاح۔ طحطاوی۔ عالمگیری۔ جوہرہ)

۳۔ اگر کسی نے خود کو جان بوجھ کر زخمی کر لیا اور حالت یہ ہو گئی کہ روزہ رکھنے کے قابل نہ رہا اور روزہ توڑنا پڑا تو اس صورت میں بھی کفارہ لازم آئے گا کیونکہ یہ امر اختیاری ہے جس کی وجہ سے روزہ توڑنا پڑا اس لئے کفارہ ساقط نہ ہوگا۔

(جوہرہ۔ مراقی الفلاح)

۴۔ روزہ کی حالت میں اگر تمباکو پینے کا عادی تمباکو پئے گا تو اس پر کفارہ لازم آئے گا۔ اور اگر کوئی تمباکو نوشی کا عادی نہیں لیکن کسی نفع کے پیش نظر تمباکو نوشی کرے گا تو اس پر بھی کفارہ ہے۔ (درمختار۔ ردالمختار۔ مراقی الفلاح)

اسی طرح اگر کسی نے کسی دوسری چیز مثلاً عود و لوبان کا دھواں کسی فائدہ کے

حصول کے لئے ناک کے ذریعے دماغ میں یا منہ کے ذریعے پیٹ میں پہنچایا تو بعید نہیں کہ کفارہ لازم آئے۔

روزہ توڑنے کا کفارہ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "تم کیسے ہلاک ہو گئے" وہ کہنے لگا "میں رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم ایک غلام آزاد کر سکتے ہو"؟ اس نے جواب دیا "نہیں" فرمایا "کیا دو ماہ کے روزے متواتر رکھ سکتے ہو"؟ عرض کیا "نہیں" فرمایا "ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو" اس نے جواب دیا "نہیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھنے کا حکم دیا اور وہ بیٹھ گیا۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چھوہاروں کی ایک ٹوکرا پیش کی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا "اسے لے جا کر صدقہ کر دو" اس نے عرض کیا "صدقہ تو اسے دوں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو۔ قسم خدا کی مدینہ کے دونوں سنگلاخ کناروں کے درمیان کوئی گھر میرے اہل خانہ سے زیادہ محتاج نہیں" اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک نظر آنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لے جاؤ اور اپنے اہل خانہ کو کھلا دو"

(بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

اس باب میں حضرت ابن عمر حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایات آئی ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن صحیح ہے۔ (ترمذی)

۲۔ رمضان کا روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ غلام یا باندی کو آزاد کیا جائے یہ

ممکن نہ ہو تو متواتر دو ماہ کے روزے رکھے جائیں اور اس بات کا خیال رہے کہ درمیان میں عید یا ایام تشریق یعنی گیارہ بارہ اور تیرہ ذوالحجہ نہ آئے۔ اگر کسی عذر کی بنا پر دو ماہ کے روزے رکھنے کی استطاعت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔

(مراقی۔ طحطاوی۔ نور الایضاح)

۳۔ اکثر آئمہ کرام کے نزدیک کفارہ کی ادائیگی میں وہی ترتیب ضروری ہے جو مندرجہ بالا حدیث میں ہے یعنی ایک غلام یا باندی آزاد کی جائے اگر یہ ممکن نہ ہو تو متواتر ساٹھ روزے رکھے جائیں اور اگر روزے رکھنے کی بھی استطاعت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔ (الفتح الربانی وغیرہ)

۴۔ اگر ایک ہی رمضان کا ایک یا ایک سے زیادہ روزے بلا کسی عذر کے جان بوجھ کر توڑے ہوں تو اگر پہلے توڑے ہوئے روزہ کا کفارہ ابھی تک ادا نہ کیا ہو تو ان سب روزوں کے لئے ایک ہی کفارہ کافی ہے۔

شرح التنویر۔ درمختار۔ ردالمختار۔ جوہرہ)

مثال کے طور پر کسی ایسے شخص کی جسمانی حالت ایسی ہے کہ بمشکل رمضان کے تیس روزے رکھ پاتا ہے اور ساٹھ روزے متواتر رکھنے کی اس میں واقعی اہلیت نہیں جس کا اسے خود بھی اندازہ ہے۔ اس نااہلی کی وجہ بڑھاپا بھی ہو سکتی ہے۔ ایسے شخص نے اس طرح روزہ توڑا کہ اس پر کفارہ لازم ہو گیا اور اس نے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا کر اس روزے کا کفارہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد اس نے دوبارہ اسی رمضان کا روزہ ان حالات میں توڑا کہ اس پر کفارہ لازم آ گیا تو دوسرے روزے کا کفارہ بھی اسے ادا کرنا ہوگا۔ اگر پہلے روزے کا کفارہ ادا نہ کیا ہوتا تو دونوں روزوں کے لئے ایک ہی کفارہ کافی ہو جاتا جیسا کہ مندرجہ بالا فتویٰ سے ظاہر ہے۔

۵۔ اگر رمضان کے دو مہینوں میں ہر رمضان کا ایک ایک روزہ توڑا ہو تو دو کفارے

لازم آئیں گے۔ (شامی)

صیام کفارۂ رمضان

رمضان کا روزہ بغیر کسی عذر کے جان بوجھ کر توڑنا رمضان المبارک کی بے حرمتی ہے جس کی پاداش میں کفارہ لازم آتا ہے۔ اس کفارہ کی ادائیگی کی اولین صورت یہ ہے کہ ایک غلام یا باندی آزاد کی جائے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو جیسا کہ عصر حاضر میں غلام اور باندی کا تصور نہیں تو پھر دوسری صورت یہ ہے کہ دو ماہ کے روزے پے در پے رکھے جائیں۔

۱۔ کفارہ کے روزے فرض ہیں۔ (طحطاوی۔ بحرالرائق)

۲۔ یہ فرض غیر معین ہے یعنی ان روزوں کو رکھنے کے لئے دن یا مہینے مخصوص نہیں اس لئے ان کی نیت کا وقت رات ہے، طلوع فجر سے پہلے تک یا دوسرے لفظوں میں سحری کا وقت ختم ہونے سے پہلے پہلے۔ (درمختار)

روزہ کی حقیقی نیت یہی ہے کہ دل میں روزہ رکھنے کا ارادہ ہو اور یہ شرط نہیں کہ نیت کے الفاظ زبان سے بھی دہرائے جائیں۔ البتہ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا مستحب ہے۔ زبان سے نیت اس طرح کی جائے "میں نے فلاں رمضان کے روزہ کے کفارہ کے لئے صبح کا روزہ رکھنے کی نیت کی"۔

۳۔ کفارہ کے روزے اگر کسی مہینے کی پہلی تاریخ سے رکھنے شروع کئے تو اس سے اگلے مہینے کی آخری تاریخ کے روزے کے ساتھ ہی کفارہ کے روزے پورے ہو گئے اگرچہ دونوں مہینے انتیس کے ہوں اور مجموعی طور پر اٹھاون[۵۸] روزے ہوئے ہوں۔ اگر پہلی تاریخ سے روزے رکھنے کی ابتدا نہ کی ہو تو پھر ساٹھ روزے شمار کرنے ہوں گے۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

۴۔ کفارہ کے ساتھ قضا بھی لازم آتی ہے۔ اگر کسی نے اکسٹھ (۶۱) روزے قضا کا دن مقرر کئے بغیر رکھ لیئے تو قضا اور کفارہ دونوں ہی ادا ہو گئے۔ (عالمگیری)

۵۔ دو ماہ کے ان روزوں کا لگاتار رکھنا ضروری ہے اور یہ بھی خیال رہے کہ اس دوران میں عیسیا ایام تشریق یعنی ذوالحجہ کی گیارہ بارہ اور تیرہ تاریخ نہ آئے۔ کیونکہ ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ اگر کسی نے بیچ میں کوئی روزہ چھوڑ دیا تو پھر دو ماہ کے روزے نئے سرے سے رکھنے ہوں گے۔ اگرچہ انسٹھ ۵۹ روزے رکھ لئے ہوں۔ البتہ حیض آجانے کی صورت میں کفارہ درست رہے گا اور اس وجہ سے جتنے ناغے ہوں گے وہ شمار نہیں کئے جائیں گے لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ ظاہر ہوتے ہی روزے رکھنے شروع کر دیے جائیں اور کوئی ناغہ نہ کیا جائے۔ اس طرح ساٹھ روزوں کی گنتی پوری ہونے پر کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (مراقی الفلاح۔ طحطاوی۔ بحرالرائق)

۶ اگر کفارہ کے روزوں کے دوران میں کسی خاتون کے ہاں ولادت ہو گئی تو کفارہ فاسد ہو گیا۔ اب طاہر ہونے کے بعد جب بھی اہلیت ہو شروع سے دو ماہ کے روزے رکھے جائیں۔ (درمختار۔ ردالمختار۔ شرح التنویر)

۷۔ کفارہ کا روزہ کسی شرعی عذر مثلاً مرض کی وجہ سے یا بغیر کسی عذر کے توڑ دیا تو نئے سرے سے دو ماہ کے روزے رکھنے پڑیں گے۔ (درمختار۔ ردالمختار۔ شرح التنویر)

۸۔ اگر کفارہ کامل ہونے سے پہلے رمضان کا مہینہ آگیا یا ایسے دنوں میں سے کوئی دن جن میں روزہ رکھنا منع ہے مثلاً عید تو کفارہ درست نہیں ہوا۔ اب پھر سے دو ماہ کے روزے رکھے جائیں۔

(شرح التنویر۔ جوہرہ۔ درمختار)

طعام کفارہ رمضان

اگر کسی میں کفارہ کے دو ماہ کے روزے رکھنے کی اہلیت نہ ہو جیسے کوئی بہت بڑا بوڑھا ضعیف ہو گیا ہو یا ایسا بیمار ہو کہ صحتیابی کی اُمید نہیں تو اسے چاہیے کہ ساٹھ مسکینوں کو دوپہر اور رات کا کھانا پیٹ بھر کر کھلائے۔ کھانا کھلانے کے بجائے کچا اناج یا آٹا بھی دیا جا سکتا ہے یا اناج کی قیمت دے کر بھی کفارہ ادا کیا جا سکتا ہے متعلقہ مسائل و تفاصیل ذیل میں ہیں۔

کھانا کھلانا :- ۱- اگر کوئی روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا پیٹ بھر کر کھلائے۔ (شرح التنویر۔ درمختار۔ ردالمختار)

۲- کمسن بچوں کو کھانا کھلا دینے سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔ کھانا کھانے والے مساکین کم از کم بالغ ہونے کے قریب یا بالغ ہو چاہئیں۔

یہ شرط ہے کہ کھانا کھانے والے مساکین میں کوئی اتنا چھوٹا نہ ہو کہ بالغ ہونے کے قریب بھی نہ پہنچا ہو البتہ جوان کی پوری خوراک کا اسے مالک بنا دیا ہو تو درست ہے۔ (درمختار۔ ردالمختار)

۳- اگر ایک ہی شخص کو ساٹھ دن دوپہر اور رات کا کھانا کھلا دیا تو یہ بھی درست ہے۔ (مراقی الفلاح۔ شرح التنویر۔ فتاویٰ ہندیہ۔ عالمگیری)

۴- اگر ساٹھ دن تک لگاتار کھانا نہیں کھلایا اور درمیان میں کچھ ناغے ہو گئے تو یہ بھی درست ہے۔ (مراقی۔ شرح التنویر)

۵- اگر ایک وقت میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا اور دوسرے وقت دوسرے ساٹھ کو کھانا کھلایا تو کفارہ ادا نہیں ہوا۔ اب ان دونوں میں سے ساٹھ کو پھر کھانا کھلانا ہوگا۔ (درمختار۔ ردالمختار۔ عالمگیری)

یہ شرط ہے کہ دوسرے وقت بھی کھانے والے وہی ہوں جنہوں نے پہلے وقت کھایا تھا ورنہ کفارہ ادا نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح)

۶۔ اگر ایک سو بیس مساکین کو ایک وقت کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا نہیں ہوُا بلکہ لازم ہے کہ ان میں سے ساٹھ کو ایک وقت پھر اسی دن یا کسی دوسرے دن کھانا کھلایا جائے اگر وہ دستیاب نہ ہوں تو پھر دوسرے ساٹھ مساکین کو دو وقت کھانا کھلایا جائے۔ (درمختار)

۷۔ اگر کسی دوسرے سے کہہ دیا کہ میری طرف سے کفارہ کا کھانا کھلا دو تو اس کے کھانا کھلا دینے سے کفارہ ادا ہو جائے گا لیکن کسی نے بغیر کہنے کے کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔ (درمختار۔ ردالمختار۔ شرح التنویر)

۸۔ کفارہ ادا کئے بغیر کسی کا انتقال ہو گیا۔ وارث نے اس کی طرف سے کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا ہو گیا۔ (ردالمختار)

۹۔ اگر ایک مسکین کو دو دن صرف ایک ایک وقت کا کھانا کھلا دیا تو اس طرح بھی دو وقت شمار ہو جائیں گے جیسے ایک مسکین نے ایک دن میں دو وقت کا کھانا کھالیا۔ (نورالایضاح۔ درمختار)

اناج یا اس کی قیمت دینا۔ ۱۔ کھانا کھلانے کے بجائے اگر کوئی ساٹھ مساکین میں سے ہر مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا جَو دے دیتا ہے تو یہ بھی درست ہے اور اگر ان میں سے کسی جنس کی قیمت ادا کر دے تو بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔

(درمختار۔ ردالمختار۔ فتاویٰ ہندیہ)

نصف صاع پونے دو کلوگرام ($1\frac{3}{4}$) کے مساوی ہے۔ اگر کوئی ساٹھ مساکین میں سے ہر مسکین کو پونے دو کلوگرام آٹا یا اس کی قیمت، یا ساڑھے تین کلوگرام ($3\frac{1}{2}$) کھجور یا جَو یا پھر ان کی قیمت دیدیتا ہے تو اس کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

یہ وہی مقدار ہے جو کہ صدقۂ فطر کی ہے اس لئے یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ سا
مسکینوں میں سے ہر مسکین کو بقدر صدقۂ فطر اناج یا اس کی قیمت دے کر کفا
ادا کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک صدقۂ فطر کے مساوی اناج یا اس کی قیمت دیتے
رہنے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ۔ شرح التنویر۔ عالمگیری)

۳۔ اگر ساٹھ دن تک لگاتار اناج یا اس کی قیمت ادا نہیں کی بلکہ درمیان میں کچھ ناغے
ہو گئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ بہر حال ساٹھ دن پورے کرنے ہیں۔ (مراقی شرح
۴۔ اگر ساٹھ دنوں کا حساب کرکے اناج یا اس کی قیمت ایک مسکین کو ایک ہی دفع
دیدی تو اس طرح کفارہ ادا نہ ہوگا اور یہ صرف ایک دن کی ادائیگی شمار ہوگی۔
(شرح التنویر۔ فتاویٰ ہندیہ)

اسی طرح اگر ایک مسکین کو ساٹھ دن کا حساب ایک دن میں ساٹھ مرتبہ جُدا جد
کرکے دے دیا تو اس طرح بھی ایک ہی دن شمار ہوگا یا تیس مساکین کو دو دو
دن کا حساب دے دیا تو پھر بھی تیس ہی دن شمار ہوں گے اور کفارہ ادا نہ ہوگا
درست طریقہ یہی ہے کہ ایک دن میں ایک مسکین کو صرف ایک دن کا اناج
اس کی قیمت ادا کی جائے۔ (فتاویٰ ہندیہ۔ شرح التنویر۔ عالمگیری)

۵۔ اگر کسی مسکین کو مذکورہ مقدار سے کم اناج یا اس کی قیمت سے کم پیسے دیئے
تو کفارہ درست نہیں ہوا۔ (بحر الرائق)

۶۔ خود کفارہ ادا نہیں کیا بلکہ کسی دوسرے سے کہہ کر کفارے کا اناج یا قیمت اد
کروادی تو کفارہ ادا ہو گیا۔ اگر بغیر کہنے کے کسی نے ایسا کر دیا تو کفارہ ادا نہیں
ہوا۔ (درمختار۔ ردالمختار۔ شرح التنویر)

فرض روزے

جو فضیلت و فوقیت رمضان المبارک کے روزوں کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے فرض روزے کے حصے میں نہیں آئی۔ رمضان کے ادا روزے قضا روزے اور رمضان کے کفارہ کے روزے کا تفصیلی ذکر اس باب سے پہلے گزر چکا ہے اس لئے اس باب میں ان تین فرض روزوں کا ذکر نہیں کیا جائے گا۔ رمضان کے ان فرض روزوں کے علاوہ جو فرض روزے ہیں انہیں اس باب میں جمع کیا گیا ہے۔

اس باب میں چند ایسے روزے بھی ہیں جنہیں واجب روزوں کے باب میں آنا چاہیے تھا لیکن ان روزوں کے وجوب کے دلائل اتنے قوی ہیں کہ احقر ان کو فرض روزوں سے الگ نہیں کر سکا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ نہایت اعلیٰ وارفع قسم کے واجب روزے ہیں۔ مفتی شاہ محمد محمود الوری صاحب نے اپنی تالیف "کتاب الصیام" میں بحوالہ بحرالرائق و درمختار، ان سب واجب روزوں کو فرض لکھا ہے جنہیں احقر نے اس باب میں جمع کیا ہے۔

کفارۂ ظہار کے روزے

۱۔ جماع نہ کرنے کی نیت سے اپنی بیوی کو کسی ایسی خاتون کے برابر کہنا جس سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے یا بیوی کو خود پر کسی ایسی خاتون کی طرح حرام کہنا ظہار کہلاتا ہے۔ اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی مگر ظہار کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے بیوی سے جماع، لمس اور عمل اظہار محبت حرام ہو جاتے ہیں۔ کفارہ ادا کرنے کے بعد بیوی پھر حلال ہو جاتی ہے دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔
(شرح البدایہ۔ شرح التنویر۔ عالم گیری۔ فتاویٰ ہندیہ۔ جوہرہ۔ درمختار)

۲۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات کی تلافی کرنا چاہیں تو ان پر جماع سے پہلے ایک لونڈی یا غلام آزاد کرنا لازمی ہے اس بات کی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ پھر جو (لونڈی یا غلام آزاد کرنے کی) طاقت نہ رکھتا ہو تو جماع سے پہلے لگاتار دو ماہ کے روزے رکھے۔ پھر جسے اس کی استطاعت بھی نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

(القرآن سورہ مجادلہ: ۳-۴)

اس سے کفارۂ ظہار کا وجوب بھی ثابت ہوگیا۔ اس کفارہ کی ادائیگی کے لئے علماء نے بھی یہی ترتیب اختیار کی ہے جو اوپر سورۂ مجادلہ میں تعلیم دی گئی ہے۔ کفارہ کی ادائیگی کی اول صورت یہ ہے کہ ایک غلام یا باندی کو آزاد کیا جائے اگر اس سے قاصر ہو تو پھر دو ماہ کے روزے لگاتار رکھے جائیں اور اس بات کا خیال رہے کہ درمیان میں عید، رمضان یا ایام تشریق (ذوالحجہ کی گیارہ بارہ اور تیرہ تاریخیں) نہ آئیں ورنہ کفارہ درست نہ ہوگا پھر اس کے بعد اگر کوئی کسی وجہ سے دو ماہ کے روزے رکھنے کی اہلیت بھی نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ (عالمگیری۔ شرح الہدایہ۔ مراقی۔ طحطاوی۔ نور الایضاح)

۳۔ کفارۂ ظہار کے روزے رکھنے کا وقت مقرر نہیں انہیں کسی بھی وقت رکھا جا سکتا ہے یعنی یہ فرض غیر معین ہیں اس لئے ان روزوں کی نیت کا وقت رات ہے جو طلوع فجر پہ ختم ہو جاتا ہے۔ (درمختار)

نیت کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے ظہار کے کفارہ کے لئے صبح کے روزہ کی نیت کی۔

۴۔ اس کفارہ کے روزے رکھنے کے دوران میں بیوی سے جماع کرنا منع ہے اگر (ایسا) کیا تو کفارہ کے روزے پھر شروع سے رکھنے پڑیں گے اگر بھولے سے

جماع کرلیا تو پھر بھی یہ روزے شروع سے رکھنے ہوں گے۔
(فتاویٰ عالم گیری۔ شرح الہدایہ۔ درمختار۔ ردالمختار)

۵۔ یہ شرط ہے کہ جماع سے قبل دو ماہ کے روزے لگاتار رکھے جائیں اور ان میں ایک بھی ناغہ نہ ہو۔ ناغہ کرنے کی صورت میں کفارہ دہرانا پڑے گا۔
(درمختار۔ ردالمختار)

اگر کوئی روزے سے عاجز ہونے کی صورت میں مسکینوں کو کھانا کھلا رہا تھا تو ناغہ ہونے کی صورت میں کفارہ دہرانے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر کھانا کھلانے کی صورت میں ابھی پورے ساٹھ مسکینوں کو نہیں کھلایا تھا کہ جماع کرلیا تو کفارہ دہرانا نہیں پڑے گا مگر گناہ ہوگا۔ (شرح الہدایہ۔ جوہرہ)

۶۔ ظہار کرنے والا اگر کفارہ کی ادائیگی سے قبل بیوی سے قربت کرلے تو اس پر دوسرا کفارہ واجب نہیں ہوتا صرف ایک ہی کفارہ کافی ہے۔ امام سفیان ثوری، امام مالک امام شافعی امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ کا مسلک یہی ہے اور اکثر علماء کا اس پر عمل ہے۔

حضرت سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ظہار کرنے والے شخص کے متعلق جو کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کرے فرمایا "ایک کفارہ ہے"۔ (ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے ظہار کرنے کے بعد کفارہ کی ادائیگی سے پہلے جماع کیا اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اور کفارہ کی ادائیگی سے قبل جماع بھی کرلیا اب کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تم پر رحم فرمائے تونے ایسا کیوں کیا؟" عرض کی کہ میں نے

چاندنی میں اس کی پازیب دیکھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اب اللہ کا حکم پورا کرنے سے پہلے اس کے پاس مت جانا" (ترمذی)

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی بیاضہ کے ایک فرد سلمان بن صخر انصاری رضی اللہ عنہ نے رمضان گزرنے تک اپنی بیوی سے ظہار کیا اور ابھی آدھا رمضان گزرا تھا کہ ایک رات انہوں نے جماع کر لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایک غلام آزاد کرو" عرض کی کہ مجھے میسّر نہیں فرمایا "دو ماہ کے روزے لگاتار رکھو" عرض کی کہ مجھے استطاعت نہیں۔ فرمایا "ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ" عرض کی کہ یہ بھی میسّر نہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فروہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ عرق اسے دے دو۔ عرق ایک ٹوکرا ہوتا ہے جس میں پندرہ یا سولہ صاع کھجوریں آتی ہیں۔ یہ ساٹھ مسکینوں کا کھانا ہوا۔ حضرت سلمان بن صخر رضی اللہ عنہ کو سلمہ بن صخر البیاضی بھی کہا جاتا ہے۔

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

۷۔ ظہار کرنے والا اگر جماع کا ارادہ رکھے تو کفارہ واجب ہے۔ اگر چاہے کہ بیوی اس پر حرام ہی رہے تو کفارہ واجب نہیں اور اگر جماع کا ارادہ تو تھا مگر بیوی فوت ہو گئی تو کفارہ لازم نہ رہا۔ (عالمگیری)

۸۔ اگر ظہار کی مدت مقرر کر لی جیسے ایک ماہ یا ایک سال تو یہ مدّت گزر جانے پر بیوی حلال ہو جائے گی اور کفارہ کی ضرورت نہ رہے گی اور اگر اس مدت کے گزرنے سے قبل جماع کرنا چاہے تو پہلے کفارہ ادا کرنا ہو گا۔ (عالمگیری)

۹۔ اگر کفارہ کا روزہ توڑ دیا تو نئے سرے سے پورے دو ماہ کے روزے لگاتار رکھنے ہوں گے اگرچہ کسی عذر کی وجہ سے توڑا ہو۔ (درمختار۔ ردالمختار)

۱۰۔ کفارۂ ظہار کے روزوں یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے سے باقی مسائل واحکام سب کے سب وہی ہیں جو بابؒ صیام کفارۂ رمضان" اور "طعام کفارۂ رمضان" میں گزر چکے ہیں۔ (عامۃ الکتب)

کفارۂ قتل کے روزے

۱۔ یہ کفارہ کسی انسان کو غلطی سے قتل کر دینے پر لازم آتا ہے۔ جیسے شکار سمجھ کر کسی آدمی کو گولی ماردی یا نشانہ شکار پر تھا مگر گولی کسی آدمی کو لگ گئی جس سے وہ مر گیا۔ ان صورتوں میں کسی کو قتل کرنے کا ارادہ نہ تھا اس لئے قتل کا مجرم نہ ٹھہرا اور گناہ نہ ہوا مگر بے احتیاطی برتنے پر کفارہ لازم آئے گا۔ (درمختار۔ شامی)

۲۔ اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو وہ ایک مسلمان لونڈی یا غلام کو آزاد کرے" (النساء: ۹۲)

"پھر جسے (لونڈی یا غلام) میسر نہ ہو تو وہ دو ماہ کے روزے لگاتار رکھے توبہ کے طور پر جو اللہ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے" (النساء: ۹۲)

کفارۂ قتل کے یہ طریقے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے گئے ہیں۔ اس دور میں لونڈی اور غلام کا تصور نہیں اس لئے ایسی صورت میں دو ماہ کے روزے کوئی ناغہ کئے بغیر اس طرح رکھے جائیں گے کہ درمیان میں رمضان، عید الفطر، عید الاضحیٰ یا ایام تشریق نہ آئیں۔ اس کفارہ کے روزوں کے باقی مسائل واحکام بھی وہی ہیں جو "صیام کفارۂ رمضان" کے باب میں گزر چکے ہیں۔ (عامۃ الکتب)

۳۔ یہ روزے فرض غیر معین ہیں اس لئے ان کی نیت کا وقت رات سے طلوع فجر سے پہلے تک۔ (درمختار)

نیت کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے اللہ کے لئے قتل کے کفارہ کے لئے صبح کا روزہ

رکھنے کی نیت کی۔

کفارۂ حلق کے روزے

۱۔ ان روزوں کا تعلق احرام سے ہے۔ جب حج کے لئے احرام باندھا جاتا ہے تو اس حالت میں حلق یعنی سر منڈانا منع ہے لیکن کسی تکلیف یا عذر کی وجہ سے کوئی اپنا سر منڈوا لیتا ہے تو یہ جائز ہے مگر فدیہ دینا پڑے گا۔ یہی فدیہ کفارۂ حلق کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ' فرماتا ہے۔

"تم میں سے جو مریض ہو یا جس کے سر میں کوئی تکلیف ہو (وہ اس بنا پر اپنا سر منڈوا لے) تو لبطور فدیہ روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے"۔

(البقرہ : ۱۹۶)

قرآن مجید میں کفارۂ حلق کے روزوں، صدقہ اور قربانی کا حکم آیا ہے لیکن روزوں کی تعداد، صدقہ کی مقدار اور قربانی کے جانور کی وضاحت نہیں آئی۔ ان احکام کی مکمل تشریح مندرجہ ذیل حدیث میں ہے جو کئی طریقوں سے مروی ہے۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہونے سے پہلے حدیبیہ کے مقام پر ان کے پاس سے گزرے جب کہ وہ احرام کی حالت میں ہنڈیہ کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور جوئیں ان کے منہ پر گر رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا جوئیں تجھے تکلیف دے رہی ہیں" عرض کی "جی ہاں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنا سر منڈوا لو اور تین دن کے روزے رکھو یا ایک فرق (تین صاع) اناج چھ مسکینوں میں خیرات کر دو یا ایک بکری کی قربانی دو"۔

(بخاری مسلم)

بخاری شریف کی ایک حدیث میں صدقہ کے طور پر اناج خیرات کرنے کی جگہ چھ

مسکینوں کو کھانا کھلانے کا ذکر ہے۔ اس حدیث کے راوی حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سورۂ بقرہ کی مذکورہ بالا آیت انہی کے واقعے پر نازل ہوئی۔ (بخاری)

۲۔ کفارۂ حلق کی ادائیگی کے لئے اگر روزوں کا انتخاب کیا تو تین روزے فرض ہو گئے (در مختار)

۳۔ ان تین روزوں کا لگاتار رکھنا ضروری نہیں۔ ان کے رکھنے میں ناغہ کیا جا سکتا ہے اور کوئی چاہے تو لگاتار رکھنے میں بھی مضائقہ نہیں۔ (در مختار)

۴۔ ان روزوں کے رکھنے کا وقت مقرر نہیں کسی وقت بھی رکھے جا سکتے ہیں اس لئے ان کی نیت کا وقت رات سے طلوع فجر سے پہلے تک۔ (در مختار)

۵۔ اگر قارن (حج اور عمرہ کا احرام ایک ساتھ باندھنے والا) نے سر منڈوایا تو اس پر مفرد اور متمتع کی نسبت دگنا فدیہ ہے یعنی چھ روزے یا بارہ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا دو قربانیاں کرنا۔ (ہدایہ)

حج کی تین اقسام ہیں افراد، تمتع اور قران۔ افراد میں صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے اور تمتع میں حج کے ساتھ عمرہ بھی کیا جاتا ہے لیکن حج و عمرہ کا احرام الگ الگ باندھا جاتا ہے۔ قران میں بھی حج کے ساتھ عمرہ کیا جاتا ہے لیکن حج و عمرہ کا ایک ہی احرام باندھا جاتا ہے۔ اس طرح مفرد (حج افراد کرنے والا) یا متمتع (حج تمتع کرنے والا) ایک وقت میں ایک احرام میں صرف ایک عبادت یعنی حج یا عمرہ کر رہے ہوتے ہیں اس لئے جُرم کی صورت میں ان دونوں پر صرف ایک ہی کفارہ لازم آتا ہے جبکہ قارن (حج قران کرنے والا) ایک احرام میں دو عبادتیں حج اور عمرہ کر رہا ہوتا ہے اس طرح درحقیقت ایک جُرم کر کے وہ دو جرموں کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے اس پر کفارہ بھی دگنا لازم آتا ہے۔

تمتع کے روزے

۱۔ تمتع یہ ہے کہ آدمی حج کے مہینے میں عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ میں داخل ہو اور عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول کر دوبارہ حج کا احرام باندھ کر حج ادا کرے۔ حج کی اس قسم میں آدمی عمرہ کی سعادت سے بھی فیضیاب ہوتا ہے۔ اس حج کا انتخاب کرنے والے پر قربانی واجب ہے اور اگر قربانی کی استطاعت نہ ہو تو دس روزے لازم آتے ہیں جو تمتع کے روزے کہلاتے ہیں۔ یہ روزے قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں۔

"جو شخص عمرہ کے ذریعہ حج سے فیضیاب ہو تو جو قربانی میسر آئے کرے اور اگر میسر نہ تو پھر تین دن کے روزے حج کے ایام میں اور سات واپس لوٹنے کے بعد ہیں یہ پورے دس ہوئے۔ یہ سہولت ان لوگوں کے لئے ہے جن کے خاندان مسجد حرام کے قریب نہ ہوں" (البقرہ، ۱۹۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اپنی کتاب (قرآن) میں اتارا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جاری کیا اور اہل مکہ کے سوا سب کے لئے جائز قرار دیا۔ (صحیح بخاری)

۲۔ یہ فرض غیر معین ہے اس لئے اس روزہ کی نیت کا وقت رات سحری کا وقت ختم ہونے سے پہلے تک ہے۔ (درمختار)

نیت اس طرح کی جائے کہ میں نے تمتع کا روزہ رکھنے کی نیت کی۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ کسی بھی کفارہ کا روزہ رکھتے ہوئے کفارہ کا تعین ضروری ہے مثلاً اگر کوئی تمتع کے کفارے کا روزہ رکھ رہا ہے تو نیت بھی تمتع کے کفارے کے روزہ کی کرے۔ گو کہ زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں لیکن دل میں نیت اسی کفارہ کے روزہ کی ہونی چاہیے جس کا کر روزہ رکھنا مقصود ہو ورنہ کفارہ ادا نہ ہو گا۔ اگر صرف روزہ رکھنے کی نیت

کی تو پھر بھی کفارہ کا روزہ نہیں ہوگا۔ (مفسک)

۳۔ پہلے تین روزے یکم شوال سے نو ذوالحجہ تک رکھے جا سکتے ہیں۔ ان روزوں کا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد رکھنا جائز ہے احرام باندھنے سے قبل رکھنا جائز نہیں ان روزوں کو متفرق طور پر رکھا جا سکتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ لگاتار رکھے جائیں (عالم گیری۔ درمختار۔ ردالمختار)

ان کا متواتر رکھنا ضروری نہیں لیکن افضل ہے۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ)

اگر یہ روزے ذوالحجہ کی نو تاریخ تک نہ رکھے گئے تو ان کے بدلے میں ایک قربانی واجب ہو گئی کیوں کہ ان روزوں کے رکھنے کا وقت نکل گیا اگر قربانی دینے کی استطاعت نہیں تو قربانی کئے بغیر حلق کے بعد احرام کھول دیں اور اب دو قربانیاں واجب ہیں ایک حج کی اور دوسری قربانی کے بغیر احرام کھولنے کی۔ (درمختار)

اگر قربانی سے عاجز ہونے کی وجہ سے روزے رکھ لئے پھر احرام کھولنے کے لئے حلق یا تقصیر یعنی سر منڈوانے یا بال کٹوانے سے قبل قربانی میسر آگئی تو اب روزے کافی نہیں اس صورت میں قربانی کرنا ضروری ہے اور اگر احرام کھولنے کے بعد قربانی میسر آئی تو قربانی واجب نہیں روزے درست ہیں۔ (درمختار۔ ردالمختار)

۴۔ باقی سات روزوں کا وقت چودھویں ذوالحجہ سے شروع ہوتا ہے یعنی حج کا زمانہ گزرنے کے بعد۔ یہ اس تاریخ سے قبل شروع نہیں کئے جا سکتے۔ ان روزوں میں اختیار ہے کہ گھر واپس آنے سے قبل رکھ لئے جائیں یا گھر واپس آکر مگر افضل یہ ہے کہ گھر پہنچ کر رکھے جائیں۔ ان کا بھی لگاتار رکھنا ضروری نہیں بلکہ متفرق طور پر رکھے جا سکتے ہیں۔ (عالم گیری۔ درمختار۔ ردالمختار)

قران کے روزے

۱۔ یہ بھی حج کی ایک قسم ہے جس میں حج و عمرہ ایک ہی احرام میں ادا کئے جاتے ہیں

حج قران کی مناسبت سے یہ حج کرنے والا قارن کہلاتا ہے۔ متمتع کی طرح قارن پر بھی قربانی واجب ہے اگر کسی کو قربانی کی توفیق نہ ہو تو اس کے بدلے میں دس روزے رکھے ان میں سے تین روزے حج میں دس ذوالحجہ سے پہلے پہلے یعنی نویں ذوالحجہ تک رکھے اور باقی سات حج کا زمانہ گزر جانے کے بعد اور حج کا زمانہ ذوالحجہ کی تیرہ تاریخ تک ہے اس طرح یہ سات روزے ذوالحجہ کی چودہ تاریخ سے شروع کئے جا سکتے ہیں اس سے پیشتر ہرگز نہیں ان سات روزوں کو حج کے بعد وہیں پر یا واپسی میں سفر کے دوران گھر پہنچنے سے قبل بھی رکھا جا سکتا ہے لیکن گھر پہنچ کر رکھنا افضل ہے۔

(درمختار۔ ردالمحتار۔ عالمگیری)

ان روزوں کے باقی مسائل بھی وہی ہیں جو تمتع کے روزوں کے ہیں۔

۲۔ فرض غیر معین ہونے کی وجہ سے ان روزوں کی نیت کا وقت رات سے طلوع فجر سے قبل تک۔ (درمختار)

زبان سے نیت اس طرح کی جا سکتی ہے کہ میں نے نیت کی کہ اللہ کے لئے صبح قران کا روزہ رکھوں۔ اگر نیت میں "اللہ کے لئے" نہیں کہا تو بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ہر روزہ صرف اور صرف اللہ کے لئے ہے۔

کفارۂ صید کے روزے

۱۔ احرام کی حالت میں خشکی کے جانور کا شکار کرنا، شکاری کی رہنمائی کرنا، کسی شکاری کی مدد کرنا یا اشاروں کنایوں میں شکار کے متعلق بتانا حرام ہے۔ اس کے باوجود اگر کسی نے اس جرم کا ارتکاب کیا تو اس پر کفارۂ صید یعنی شکار کا کفارہ لازم ہے۔ (درمختار وغیرہ)

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ فرماتا ہے "اے ایمان لانے والو احرام کی حالت میں شکار نہ کرو پھر تم میں سے جو کوئی جان بوجھ کر ایسا کرے تو مارے ہوئے جانور کی طرح کے جانور

کا نذرانہ دے جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل شخص کریں گے کہ قربانی کعبہ (حرم شریف تک) پہنچادی جائے یا مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے یا اتنے روزے رکھے جائیں تاکہ وہ اپنے فعل کے وبال کا ذائقہ چکھے۔ جو کچھ ہو چکا اللہ نے معاف کیا لیکن کسی نے دوبارہ ایسا کیا تو اللہ اس سے انتقام لے گا اور اللہ زبردست انتقام لینے والا ہے"۔ (المائدہ، ۹۵)

اگر دو عادل شخص قربانی دینے کا فیصلہ سناتے ہیں تو کفارہ کی یہ قربانی مکہ معظمہ ہی میں کی جائے گی اور گوشت وہیں پر مسکینوں میں تقسیم ہوگا، اس گوشت میں سے کفارہ دینے والا نہیں کھا سکتا۔ اگر دو عادل شخص شکار ہونے والے جانور کی قیمت مقرر کرتے ہیں تو اختیار ہے کہ اس قیمت کا جانور خرید کر ذبح کردے اور گوشت مسکینوں میں بانٹ دے یا اس قیمت کا اناج خرید کر اس طرح تقسیم کرے کہ ہر مسکین کے حصہ میں صدقۂ فطر کی مقدار کے مطابق اناج پہنچے جو گندم کی صورت میں پونے دو کلوگرام اور جو یا کھجور کی صورت میں ساڑھے تین کلوگرام ہوگا۔ اور اگر کوئی روزے رکھنا چاہے تو مذکورہ قیمت کے اناج سے جتنے صدقۂ فطر دئیے جا سکتے ہیں اتنے ہی روزے اس پر فرض ہیں مثلاً شکار کی مقررشدہ قیمت میں سے اگر سات صدقۂ فطر ادا ہو سکتے ہیں تو روزوں کے انتخاب کی صورت میں سات ہی روزے رکھنے ہوں گے۔ (درمختار۔ عالمگیری)

۲۔ اگر شکار ہونے والا جانور اتنا چھوٹا ہے کہ اس کی قیمت ایک صدقۂ فطر کے برابر بھی نہیں تو پھر بھی اتنی قیمت کا اناج خرید کر صدقہ کردے یا اس کے عوض ایک روزہ رکھے۔ (درمختار۔ عالم گیری)

۳۔ حرام اور حلال دونوں طرح کے جانوروں کے شکار میں کفارہ ہے لیکن حرام جانور کے شکار میں زیادہ سے زیادہ کفارہ: صرف ایک بکرا ہے اگرچہ اس کی

قیمت ایک بکرے سے کئی گنا زیادہ ہو۔ (درمختار۔ ردالمختار)

۴۔ احرام کی حالت میں کسی کو شکار کے متعلق بتایا تو بھی کفارہ لازم ہے۔ (ردالمختار)

۵۔ احرام کی حالت میں اگر کسی کو شکار کرنے کے لئے کوئی چیز فراہم کی تو کفارہ لازم ہے۔ (عالمگیری)

۶۔ جان بوجھ کر نہیں اگر غلطی سے بھی کسی جانور کو احرام کی حالت میں شکار کر لیا تو کفارہ لازم آئے گا۔ (درمختار)

۷۔ احرام کی حالت میں اگر ایک سے زیادہ آدمیوں نے مل جل کر ایک شکار مارا تو سب پر پورا پورا کفارہ ہے۔ (عالمگیری)

۸۔ یہ فرض غیر معین ہے اس لئے ان روزوں کی نیت کا وقت رات سے طلوع فجر سے پہلے تک۔ (درمختار)

نیت کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے صبح کفارۂ صید کا روزہ رکھنے کی نیت کی۔

۹۔ ان روزوں کا متواتر رکھنا ضروری نہیں بلکہ انہیں متفرق طور پر رکھا جا سکتا ہے۔ (طحطاوی)

کفارۂ یمین کے روزے

۱۔ کفارۂ یمین کے معنی ہیں قسم کا کفارہ۔ اگر کسی نے اپنی قسم توڑ دی تو اس کے بدلے میں کفارہ لازم آئے گا۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:۔

"اللہ تمہاری غیر معقول قسموں پر تم سے باز پرس نہیں کرتا لیکن ان قسموں پر مواخذہ فرماتا ہے جنہیں تم مضبوط کر لو۔ پھر ایسی قسموں کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، اپنے اہل خانہ کو کھلائے جانے والے کھانے کے اوسط درجے کا یا کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا اور جسے یہ استطاعت نہ ہو تو پھر تین

دن کے روزے رکھے یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب کہ تم قسم کھالو۔ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اسی طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے لئے بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو" (المائدہ)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب کسی بات پر قسم کھاؤ پھر اس کے خلاف کرنے میں بہتری دیکھو تو جو بہتر ہے اسے کرو اور اپنی قسم کا کفارہ دو"

(ترمذی بسند حسن صحیح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی قسم جو شخص اپنے اہل خانہ کے بارے میں قسم کھائے اور اس پر قائم رہے تو وہ اللہ کے نزدیک اس کی نسبت زیادہ گناہ گار ہے کہ قسم توڑ کر کفارہ ادا کرے"

(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

۲۔ قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں کو کھانا کھلایا جائے۔ جیسے کھانے گھر میں کھاتا ہو ان میں سے کوئی بہترین کھانا نہ کھلائے تو کمترین بھی نہ دے بلکہ درمیانی راہ اختیار کرتے ہوئے ان میں سے اوسط درجے کا کھانا کھلا دے۔ اس کے باقی مسائل وہی ہیں جو رمضان کے روزہ کے کفارہ کے ہیں۔ اگر کوئی کھانا نہیں کھلاتا تو دس محتاجوں کو کپڑا دے۔ درمیانے درجے کا کپڑا اتنا ہونا چاہیئے کہ جس سے بدن کا زیادہ تر حصہ ڈھانپا جاسکے یا پھر ایک غلام یا لونڈی آزاد کی جائے جس کا ہمارے ہاں کوئی تصور نہیں اس لئے اس پر عمل سے بھی معذوری ہے۔ اگر کوئی ان تینوں صورتوں میں سے کسی بھی صورت میں کفارہ ادا کرنے سے عاجز ہو تو پھر یہی ایک صورت ہے کہ وہ لگاتار تین روزے رکھے۔ اگر کوئی روزہ رکھنے سے قاصر ہو تو وہ ان کے بدلے میں تین مسکینوں کو کھانا کھلا کر کفارہ ادا نہیں کرسکتا بلکہ کھانا کھلانے کی صورت

ہیں دس مسکینوں ہی کو کھلانا پڑے گا چاہے وہ خود کھلا دے یا اس کی طرف سے اس
کی اجازت سے کوئی دوسرا کھلا دے۔ (عالم گیری. جوہرہ. شرح التنویر،
درمختار. ردالمختار)

۳ ۔ ان روزوں کا بلا ناغہ لگاتار رکھنا ضروری ہے اگر کسی مجبوری کی وجہ سے بھی ناغہ
کیا تو ان کو دوبارہ شروع سے رکھنا ہوگا ورنہ کفارہ ادا نہ ہوگا حتیٰ کہ کسی عورت کو
حیض آگیا تو طاہر ہونے کے بعد پھر سے تین روزے رکھنے ہوں گے۔
(شرح الہدایہ۔ درمختار)

رمضان کے کفارہ کے روزوں میں حیض آنے کی وجہ سے کفارہ دہرانا نہیں پڑتا
کیوں کہ دو ماہ کے روزوں میں اس فطری عمل سے اجتناب ممکن نہیں لیکن صرف تین
روزے رکھنے کے لئے پاک دنوں کا انتخاب کیا جا سکتا ہے اس لئے وہ سہولت
یہاں نہیں ہے۔

۴ ۔ روزوں سے کفارہ ادا ہونے میں یہ شرط ہے کہ کفارہ کے آخری یعنی تیسرے
روزے کے افطار تک دس محتاجوں کو کھانا یا کپڑا دینے کی اہلیت و استطاعت نہ ہو
اگر کھانا یا کپڑا دینے کی توفیق ہو گئی تو روزے اس کفارہ کی ادائیگی کے لئے کافی نہیں
اب لازم ہے کہ کھلا کر یا کپڑا دے کر یہ کفارہ ادا کرے۔ اگر تیسرا روزہ افطار کر لیا تھا یا
سورج غروب ہو چکا تھا تو اس صورت میں روزے ہی کافی ہیں۔ (درمختار)

۵ ۔ کفارہ کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ کھانا کھلانے یا کپڑا دینے پر قدرت حاصل ہو گئی
تو اس روزے کا پورا کرنا ضروری نہیں اگر توڑ دیا تو قضا لازم نہ ہوگی لیکن افضل یہی
ہے کہ پورا کر لیا جائے۔ (جوہرہ)

۶ ۔ یہ روزے فرض غیر معین کی تعریف میں آتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ان کی
نیت رات کو کی جائے اور نیت اسی کفارہ کے روزوں کی ہو محض روزہ رکھنے کی

نیت کافی نہیں۔ (مبسوط)

نیت اس طرح کی جاسکتی ہے کہ میں نے کفارۂ یمین کے لئے صبح کا روزہ رکھنے کی نیت کی۔

۷۔ اگر کسی نے کفارہ کا روزہ رکھ کر توڑ دیا تو پھر نئے سرے سے تین روزے رکھے۔ (درمختار)

اس کفارہ کے روزوں اور کھانا کھلانے کے دیگر مسائل وہی ہیں جو رمضان کے روزوں کے کفارہ کے سلسلے میں گزر چکے ہیں۔

قسم غیر معین کا روزہ

۱۔ ایسا روزہ جسے کوئی قسم کھا کر خود پر فرض کر لیتا ہے قسم کا روزہ کہلاتا ہے مثال کے طور پر کسی نے ایک روزہ رکھنے کی قسم کھائی تو اس پر ایک روزہ فرض ہو گیا اگر قسم کھاتے وقت روزہ رکھنے کی تاریخ یا دن مقرر نہ کیا ہو تو یہ قسم غیر معین کا روزہ کہلائے گا جس کا دوسرا نام یمین مطلق بھی ہے۔ (طحطاوی)

اللہ جل شانہٗ کا حکم ہے" اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو"۔ (المائدہ، ۸۹)

۲۔ اگر ایک سے زیادہ روزے رکھنے کی قسم کھائی تو متفرق یا لگاتار رکھنے کا اختیار ہے لیکن قسم کھاتے وقت اگر لگاتار رکھنے کا عہد بھی کیا تھا تو اب انہیں بلا ناغہ لگاتار رکھنے ہی سے قسم پوری ہو گی اور ناغہ کرنے کی صورت میں انہی از سر نو پے در پے رکھنا ہوگا۔ (عالم گیری۔ مراقی الفلاح)

۳۔ اس روزہ کے رکھنے کے لئے رات سے نیت ہونا ضروری ہے، طلوع فجر سے پہلے پہلے۔ (درمختار)

نیت اس طرح کی جائے کہ میں نے صبح قسم غیر معین کا روزہ رکھنے کی نیت کی۔

۴۔ اگر کوئی قسم کے ان روزوں کو ترک کرتا ہے تو ان کے بدلے میں کفارہ دے اور ان کا کفارہ وہی ہے جو قسم توڑنے کا ہے یعنی دس محتاجوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا دینا یا تین روزے لگاتار رکھنا (اگر کھانا کھلانے یا کپڑا دینے پر قدرت نہ رکھتا ہو)۔

فرمانِ الٰہی ہے "اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا کھولنا (کفارہ) مقرر فرمادیا ہے" (التحریم ، ۲)

یہ مقررہ کفارہ وہی ہے جو باب "کفارۂ یمین کے روزے" میں گزر چکا ہے۔

قسم معین کا روزہ

۱۔ یہ وہ روزہ ہے جسے کوئی قسم کھاکر خود پر فرض کرلیتا ہے جیسے کسی نے قسم کھاکر ایک روزہ رکھنے کا عہد کیا تو یہ روزہ رکھنا اس پر فرض ہوگیا۔ اگر قسم کھاتے وقت روزہ رکھنے کی تاریخ یا دن بھی مقرر کرلیا تو تاریخ یا دن کی اس تعین کی وجہ سے یہ قسم معین کا روزہ کہلائے گا۔ (طحطاوی)

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ جل شانہ، نے حکم دیا ہے "اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو" (المائدہ ، ۸۹)

۲۔ اگر ایک مخصوص ہفتہ کے روزے رکھنے کی قسم کھائی تو ان کا لگاتار رکھنا ضروری ہوگیا وہ اس طرح کہ ہفتہ میں سات ہی دن ہوتے ہیں اور لگاتار نہ رکھنے کی صورت میں مقررشدہ ہفتہ میں سات روزے کیسے ممکن ہیں اس لئے یہ تواتر خود بخود پیدا ہوگیا اور ضروری ہوگیا۔ درمیان میں کسی وجہ سے ناغہ ہوجانے کی صورت میں ان کا شروع سے دہرانا بھی ضروری نہیں۔ جو روزہ چھوٹ جائے صرف اس کا کفارہ دینا ہوگا۔ مثال کے طور پر کسی مہینے کی پہلی سے ساتویں تاریخ تک سات روزے رکھنے کی قسم کھائی اور دو روزے رکھنے کے بعد تیسری کو ناغہ کرلیا تو روزے رکھنے کا

سلسلہ منقطع نہ کیا جائے بلکہ چوتھی، پانچویں، چھٹی اور ساتویں تاریخ کا روزہ رکھا جائے اور اس کے بعد تیسری تاریخ کے روزہ کے بدلے میں کفارہ دیا جائے۔ اس روزہ کا کفارہ وہی ہے جو کہ قسم توڑنے کا ہے۔ ان روزوں کا معین تاریخوں یا دنوں ہی میں رکھنا لازم ہے۔ اگر کسی نے کسی مہینہ کی پہلی جمعرات کا روزہ رکھنے کی قسم کھائی تھی مگر نہیں رکھا تو قسم پوری نہیں ہوئی۔ اس کے بدلے میں کسی اور دن روزہ نہیں رکھا جا سکتا یعنی اس کی قضا نہیں ہے اس لئے اب کفارہ دینا ہوگا۔ (عالمگیری وغیرہ)

۳۔ اس روزہ کی نیت کا وقت رات سے لے کر صبح زوال کے وقت سے پہلے تک ہے کیونکہ یہ فرض معین ہے۔ (درمختار)

رات کو نیت کرے تو کہے کہ میں نے نیت کی صبح قسم معین کا روزہ رکھنے کی اور اگر صبح جاگنے پر روزہ رکھنا یاد آیا تو پھر کہے کہ میں نے نیت کی آج قسم معین کا روزہ رکھنے کی۔

نذر غیر معیّن کے روزے

۱۔ کسی نے کچھ روزے رکھنے کی نذر مانی یا عہد کیا کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کے لئے اتنے روزے ہیں اور وہ کام ہو گیا تو اس پر یہ روزے لازم ہو گئے۔ اگر روزے رکھنے کے دن مقرر نہیں کئے تو یہ نذر غیر معیّن ہے۔

(درمختار۔ ردالمحتار)

اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی صفات بیان کرتے ہوئے قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وہ لوگ "اپنی نذر پوری کرتے ہیں۔" (الدھر ۷)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ نذر دو قسم کی ہے۔ جس نے عبادت کی نذر مانی

وہ اللہ کے لئے ہے اور اسے پورا کیا جائے اور جس نے گناہ کرنے کی نذر مانی وہ شیطان کی وجہ سے ہے اور اسے پورا نہ کیا جائے۔ (نسائی)

۲۔ نذر مانتے وقت اگر نذر کے روزے لگاتار رکھنے کا عہد بھی کیا تو ان کا لگاتار رکھنا لازم ہے اگر درمیان میں ناغہ کر لیا تو انہیں از سرِ نو رکھنا ہوگا۔ اگر لگاتار رکھنے کی قید نہیں لگائی تو متفرق طور پر رکھے جا سکتے ہیں اور لگاتار رکھنے میں بھی کوئی قباحت نہیں۔ (بحر۔ عالم گیری)

۳۔ اگر ایک ماہ کے روزے رکھنے کی نذر مانی تو تیس روزے رکھنے ہوں گے اگرچہ جس مہینے میں روزے رکھے جائیں وہ اُنتیس کا ہو۔ (درمختار)

۴۔ اگر ایک ماہ کے روزے لگاتار رکھنے کی نذر مانی تو درمیان میں عیدین اور ایام تشریق نہ آنے چاہیں کیوں کہ ان دنوں کا روزہ رکھنا منع ہے اس لئے ایسے تیس دن منتخب کرنے چاہیئں جن میں عید یا ایام تشریق نہ پڑیں۔ اگر کسی عورت نے ایک ماہ کے مسلسل روزوں کی نذر مانی تو وہ حیضوں کے درمیان اگر اسے ایک ماہ یا اس سے زیادہ عرصہ طہارت کا ملتا ہے تو لازم ہے کہ اس طرح روزے رکھے جو طہارت کے زمانہ ہی میں پورے ہو جائیں اگر ایسا نہیں ہے تو حیض کے دنوں میں روزے چھوڑ دے اور تیس کی گنتی طہر کی حالت میں پوری کرے لیکن ان مخصوص دنوں کے علاوہ کوئی ناغہ نہ ہونے پائے۔ (درمختار۔ ردالمختار)

۵۔ کسی نے روزے رکھنے کی نذر مانی مگر ان کی تعداد مقرر نہیں کی تو اس صورت میں وہ تین روزے رکھے۔ (بحر۔ عالم گیری)

۶۔ اس روزہ کی نیت کا وقت رات ہے اگر صبح ہو جانے پر نیت کی تو یہ روزہ نہیں ہوا۔ بلکہ روزہ نفل ہو گیا اب رات کی نیت سے اسے دوبارہ رکھنا ہوگا۔ (درمختار۔ تنویر)

نیت کرتے وقت اس طرح کہے کہ میں نے اللہ کے لئے صبح نذر کا روزہ رکھنے کی نیت کی۔ (مراقی)

۷۔ نذر ماننے وقت زبان سے نذر ماننا ضروری ہے صرف دل میں ارادہ کر لینا کافی نہیں۔ اگر کوئی ایک دن کے روزے کی نذر ماننا چاہتا تھا لیکن زبان سے ایک مہینہ کہہ دیا تو زبان کے کہے کا اعتبار ہے دل میں ارادے کا نہیں اس طرح ایک ماہ کے روزے رکھنے ضروری ہو گئے۔

(ردالمختار۔ عالم گیری۔ قاضی خان)

۸۔ نذر معلق میں کام پورا ہونے سے قبل روزے نہیں رکھے جا سکتے۔ اگر پہلے روزے رکھ لئے اور کام بعد میں پورا ہوا تو ان کا دوبارہ رکھنا لازم ہے کیونکہ ایسی صورت میں یہ کام ہونے کے بعد لازم آتے ہیں پہلے نہیں۔ (در مختار)

نذر معیّن کے روزے

۱۔ کسی نے کچھ روزے رکھنے کی نذر مانی یا عہد کیا کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو مجھ پر اللہ کے لئے اتنے روزے ہیں اور وہ کام ہو گیا تو یہ روزے لازم ہو گئے۔ اگر روزے رکھنے کے لئے دن بھی مقرر کر لئے یہ نذر معین ہو گئی۔

(در مختار۔ ردالمختار)

اللہ جل شانہٗ نیک لوگوں کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وہ لوگ اپنی نذر پوری کرتے ہیں۔ (الدھر، ۷)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کئی روایات آئی ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نذروں کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔ (صحاح ستہ)

۲۔ نذر معین کے روزوں کا لگاتار رکھنا ضروری ہے۔ (شرح التنویر وغیرہ)

۳۔ اگر کسی معین مہینے مثلاً رجب یا شعبان کے مہینے کے روزے رکھنے کی نذر مانی تو پورے مہینے کے روزے رکھنے ضروری ہیں۔ مہینہ انتیس کا ہو یا تیس کا نذر پوری ہو جائے گی۔ (ردالمحتار۔ فتاوی قاضی خان)

نذر غیر معین کی صورت میں اگر ایک ماہ کے روزوں کی نذر مانی تو پورے تیس روزے رکھنے ہوں گے اگرچہ جس مہینے میں رکھے جائیں وہ انتیس کا ہو۔

(فتاوی قاضی خان۔ درمختار۔ ردالمحتار)

۴۔ عیدالفطر، عیدالاضحیٰ اور ایام تشریق کے روزے رکھنے کی ممانعت آئی ہے اس کے باوجود اگر کسی نے ان دنوں کے روزے رکھنے کی نذر مانی اور پھر روزے رکھ بھی لئے تو نذر پوری ہو گئی مگر گناہ گار بھی ٹھہرا۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

۵۔ اگر کسی نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی اور روزہ رکھتے وقت صرف روزہ کی نیت کر لی لیکن نذر کے روزہ کا تعین نہیں کیا تو پھر بھی نذر معین کا روزہ ادا ہو گیا۔ اگر نفل روزہ کی نیت کر لی تو پھر بھی نذر معین کا روزہ ادا ہو گیا۔

(مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی)

اگر نذر معین کے دن جان بوجھ کر یا بھولے سے رمضان کا قضا روزہ رکھ لیا تو قضا روزہ ہو گیا اور نذر کا روزہ باقی رہا۔ (فتاوی ہندیہ)

۔ نذر معین کا ایسا روزہ جس میں کسی شرط کی قید نہ ہو یعنی ایسا نہ ہو کہ فلاں مریض ٹھیک ہو گیا تو فلاں دن کا روزہ رکھوں گا بالفاظ دیگر نذر معین کا غیر معلق روزہ۔ اس صورت میں اگر کوئی معینہ دن سے پہلے روزہ رکھ لے تو نذر پوری ہو جائے گی۔ مثال کے طور پر کسی نے کوئی کام ہو جانے کی قید لگائے بغیر اللہ کے لئے جمعہ کا روزہ رکھنے کی نذر مانی مگر جمعہ آنے سے پہلے ہی رکھ لیا تو نذر پوری ہو گئی۔

لیکن اگر روزہ رکھنے کے لئے کسی کام کے ہونے کی شرط لگا رکھی تھی مثلاً کسی

مریض کے شفایاب ہونے کی قید لگائی تھی تو اس کی شفایابی سے قبل روزہ رکھنے سے نذر پوری نہ ہوگی اس صورت میں روزہ شفایابی کی شرط پوری ہونے کے بعد ہی رکھنا ہوگا کیونکہ شرط کی صورت میں شرط کا پایا جانا ہی روزہ لازم آنے کا سبب بنتا ہے اور لزوم سے پہلے اس کا رکھنا معتبر نہیں۔ اسی لئے نذر کا ایسا روزہ جسے کسی شرط پر معلق نہ کیا گیا ہو نذر مانتے ہی لازم آجاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسے مقررہ دن سے قبل رکھ لینے سے ہی نذر پوری ہو جاتی ہے۔

اسی طرح کسی نے نذر مانی کہ رجب آنے پر اللہ کے لئے مجھ پر اس کے روزے لازم ہیں تو اس میں بھی رجب آنے کی شرط مقرر ہوگئی اب رجب آنے سے پہلے روزے رکھ لینے سے نذر پوری نہ ہوگی۔ البتہ اس طرح نذر مانی کہ اللہ کے لئے ماہ رجب کے روزے رکھوں گا تو اس صورت میں رجب آنے کی قید نہ ہونے کے باعث رجب آنے سے پہلے ہی ایک ماہ کے روزے رکھ کر نذر پوری کی جاسکتی ہے۔

(شامی۔ بحر الرائق۔ شرح التنویر)

جس صورت میں رجب آنے سے پہلے روزے رکھ لینے کا جواز ہے اگر پہلے روزے رکھے اور مہینہ انتیس کا ہوا اس لئے انتیس روزے رکھے لیکن بعد میں جب رجب آیا تو تیس دن کا ہوا تو اس صورت میں ایک روزہ اور رکھنا ہوگا (شامی)

۷۔ اگر ماہ رواں کے روزے رکھنے کی نذر مانی تو صرف مہینے کے باقی دنوں کے روزے لازم ہوں گے اور گزرے ہوئے دنوں کے روزے لازم نہیں۔

(شامی۔ ردالمختار۔ عالم گیری)

انسان گزرے ہوئے دنوں کو واپس لانے پر قادر نہیں اس لئے ماضی کے کسی دن کی نذر نہیں مانی جاسکتی اور نہ ہی نذر مانتے وقت ماضی کے ایام کو روزے رکھنے کے لئے شامل کیا جاسکتا ہے۔ اگر کسی نے ایسی نذر مانی تو یہ نذر درست نہ ہوئی۔

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بندہ پر کوئی نذر نہیں جس کا کہ وہ مالک نہیں" (ترمذی بسند حسن صحیح)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس نذر کو پورا نہ کرو جو اللہ کی نافرمانی سے تعلق رکھتی ہو اور نہ اس چیز کی جس کا بندہ مالک نہیں" (صحیح مسلم)

۸۔ اس روزہ کی نیت رات میں اور دن میں بھی کی جا سکتی ہے لیکن دن میں نیت زوال سے پہلے پہلے کر لینی چاہیئے ورنہ روزہ نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح۔ علی حاشیہ الطحطاوی)

نیت اس طرح کرے کہ میں نے اللہ کے لئے صبح نذر معیّن کا روزہ رکھنے کی نیت کی۔

قضائے نذر کے روزے

نذر معیّن کے روزے جو مقررہ وقت پر ادا نہ ہو سکیں ان کے بدلے میں رکھے جانے والے روزے "قضائے نذر کے روزے" کہلائیں گے۔ ان روزوں کا سبب کیونکہ نذر معین ہے اس لئے ان کی فرضیت کی دلیل بھی وہی ہے جو نذر معین کی ہے۔

۱۔ اگر کسی نے ایک مقررہ مہینہ کے روزوں کی نذر مانی تو اس پر لازم ہے کہ اس مہینہ کے روزے لگاتار رکھے لیکن کسی نے درمیان میں کوئی روزہ چھوڑ دیا تو بعد میں اس روزہ کی قضا میں ایک روزہ رکھ لے اور اس پر یہ ضروری نہیں کہ شروع سے ایک ماہ کے روزے رکھے۔ (شرح التنویر۔ ردالمختار)

۲۔ ایک مہینہ کے روزوں کی نذر مانی لیکن مرض کے باعث اس مہینہ کے روزے نہ رکھ سکا تو ضروری ہے کہ دوسرے دنوں میں ان کی قضا میں روزے رکھے اور قضا میں اختیار ہے کہ لگاتار رکھے یا متفرق۔ (درمختار۔ عالم گیری)

۳۔ اگر کسی نے ایام تشریق یا عیدین کے روزوں کی نذر مانی تو ان دنوں میں روزے

نہ رکھے اور بعد میں ان کی قضا کرے کیوں کہ ان دونوں کا روزہ رکھنا منع ہے۔

(در مختار۔ رد المختار)

اگر کسی نے شوال یا ذوالحجہ کے مہینہ کے روزوں کی نذر مانی تو عید اور ایام تشریق کے روزے چھوڑ دے اور بعد میں ان کی قضا کرے۔ (در مختار۔ رد المختار)

بہتر ہے کہ مذکورہ مہینوں کے روزوں کی نذر نہ مانی جائے۔

۴۔ کسی عورت نے جمعہ کے دن کی شرط کے ساتھ روزہ رکھنے کی نذر مانی مگر اس دن حیض آگیا تو ہرگز روزہ نہ رکھے اور بعد میں ایک روزہ بطور قضا رکھ لے۔

(قاضی خان)

اگر کسی معین سال یا مہینہ کے روزوں کی نذر مانی ہو تو پھر بھی ایام حیض میں روزے نہ رکھے اور بعد میں ان کی قضا کرے۔ (در مختار۔ رد المختار۔ عالم گیری)

۵۔ اس روزہ کی نیت کا وقت رات سے سحری کا وقت ختم ہونے سے پہلے تک۔

(مراقی الفلاح)

نیت اس طرح کی جائے کہ میں نے اللہ کے لئے صبح نذر کا روزہ رکھنے کی نیت کی۔

۶۔ اگر بڑھاپے کی وجہ سے یہ حالت ہو گئی کہ قضا روزہ نہیں رکھ سکتا تو ہر روزہ کے بدلے میں ایک مسکین کو صدقۂ فطر کے مساوی اناج یا اس کی قیمت دے۔

(عالم گیری۔ فتح القدیر)

۷۔ کسی مریض نے ایک ماہ کے روزے رکھنے کی نذر مانی مگر شفایاب نہ ہوا اور اسی حالت میں وفات پا گیا تو اس پر نذر کی قضا باقی نہ رہی اور وارثوں کو بدلے میں فدیہ دینے کی ضرورت نہیں۔ اگر ایک دن کے لئے بھی شفا ہو گئی تھی اور روزہ نہ رکھا تو پورے مہینے کے روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا واجب ہے۔ اگر اس دن روزہ رکھ لیا تو باقی دنوں کی وصیت کرنی چاہیئے۔ اسی طرح اگر کسی تندرست شخص نے

نے نذر مانی مگر مہینہ پورا ہونے سے قبل فوت ہو گیا تو موت کے آثار پیدا ہونے پر فدیہ دینے کی وصیت کرنا لازم ہے۔ (در مختار۔ رد المختار۔ فتاویٰ قاضی خان)

کفارۂ نذر کے روزے

۱۔ اگر کسی نے کوئی ایسا کام کرنے کی نذر مانی جس کا کرنا گناہ ہے تو یہ نذر پوری نہ کرے اور اس کے بدلے میں کفارہ دیدے۔ (فتاویٰ ہندیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "گناہ میں نذر نہیں اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے"۔
(ترمذی ۔ ابوداؤد ۔ نسائی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو یہ نذر مانے کہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اس کی اطاعت کرے اور جو اس کی نافرمانی کی نذر مانے تو اس کی نافرمانی نہ کرے"۔ (بخاری ۔ احمد ۔ حاکم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اور جس نے گناہ کی منت مانی تو اس کا کفارہ ہے"۔ (ابوداؤد ۔ ابن ماجہ)

۲۔ نذر ہمیشہ اچھے کام کی ماننی چاہیئے جیسے نماز، روزہ خیرات وغیرہ۔ ایسی نذر کا پورا کرنا عبادت اور باعث اجر و ثواب ہے۔ کوئی ایسی نذر نہیں ماننی چاہیئے جسے پورا کرنے سے احکام شریعت کی خلاف ورزی ہوتی ہو جیسے ناچ گانا قطع تعلق ہاتھ پاؤں کاٹنے کی نذر وغیرہ۔ ایسی نذر میں بُرائی پوشیدہ ہے جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کو پسند نہیں اس لئے اگر کسی نے نادانی سے ایسی نذر مان لی تو اسے پورا نہ کرے اور گناہ سے بچ جائے اس کے بدلے میں اس پر کفارہ لازم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق

قسم کے کفارے کے عین مطابق ہے یعنی دس محتاجوں کو کھانا کھلائے یا دس محتاجوں کو کپڑا دے یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرے اور اگر ایسا کرنے سے قاصر ہو تو تین روزے لگاتار رکھے۔

"پھر ایسی قسموں کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اپنے اہل خانہ کو کھلائے جانے والے کھانے کے اوسط درجے کا یا کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا اور جسے یہ استطاعت نہ ہو تو پھر تین دن کے روزے رکھے۔" (المائدہ: ۸۹)

۳۔ کسی نے نذر مانی مگر یہ واضح نہیں کیا کہ اتنے روزے رکھوں گا یا اتنے نفل پڑھوں گا یا خیرات کروں گا تو اس پر کفارہ ہے۔ (بحر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے کوئی نذر مانی اور اسے ذکر نہ کیا تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جس نے گناہ کی نذر مانی تو اس کا کفارہ ہے اور جس نے ایسی نذر مانی جس کی استطاعت رکھتا ہے تو اسے پورا کرے۔" (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

یعنی صرف ایسی نذر کو پورا کرے جو خلاف شرع نہ ہو اور ایسی نذر جس کے پورا کرنے میں برائی ہو اسے پورا کرنے کی استطاعت ہونے پر بھی پورا نہ کرے لیکن بدلے میں کفارہ ادا کردے۔

۴۔ ہر نذر میں کفارہ نہیں بعض نذروں کا پورا کرنا ضروری ہے اور بعض میں کفارہ دینا بھی جائز ہے۔ یہ تفریق سمجھنے کے لئے اس کی مختلف شکلوں سے واقف ہونا ضروری ہے۔ نذر دو طرح سے مانی جاتی ہے۔ ایک تو اس طرح کہ کوئی کسی کام کے پورا ہونے کی قید لگائے بغیر اللہ کے لئے روزہ رکھنے کی نذر مان لے ایسی نذر غیر معلق کہلاتی ہے دوسری اس طرح کہ کوئی کسی کام کے ہونے کی قید لگائے مثلاً اگر فلاں مریض شفا یاب ہوگیا یا میرا فلاں کام ہوگیا تو اللہ کے لئے مجھ پر اتنے روزے ہیں۔ یہ نذر معلق ہوگی۔

معلق کے معنی ہیں لٹکی ہوئی۔ یہ نذر کیوں کہ کام پورا ہونے کی قید لگانے کے باعث کام پورا ہو جانے تک آویزاں رہتی ہے اور اس سے قبل اس کا پورا کرنا لازم نہیں آتا اسی لئے یہ نذر معلق کہلاتی ہے۔

نذر معلق کی دو صورتیں ہیں ایک میں نذر کا پورا کرنا ضروری ہے اور دوسری میں اختیار ہے کہ نذر پوری کی جائے یا کفارہ دیدیا جائے۔ ایک تو یہ کہ کوئی نذر ماننے اور جس کام کے پورا ہونے کی قید لگائے اس کے پورا ہو جانے کی خواہش بھی رکھے مثلاً کسی نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں عزیز شفایاب ہو گیا تو مجھ پر اللہ کے لئے اتنے روزے ہیں اس نذر میں عزیز کی شفایابی کی طلب پائی جاتی ہے اور اس کی شفایابی پر لازم ہے کہ مانے ہوئے روزے رکھے جائیں۔ اس صورت میں کفارہ دے کر نذر پوری نہیں کی جا سکتی دوسری صورت یہ کہ نذر لازم آنے کا انحصار کسی ایسے کام پر ہو جس کے پورا ہونے کی خواہش نہ ہو جیسے یہ نذر مانی کہ فلاں شخص کے گھر جانے یا اس سے بات کرنے کی خواہش نہیں پائی جاتی۔ اب اگر اس شخص کے گھر چلا گیا یا اس سے بات کر لی تو نذر پوری کرنی ہوگی لیکن اس صورت میں اختیار ہے کہ مانے ہوئے روزے رکھ لئے جائیں یا کفارہ دے دیا جائے۔ (درمختار)

۵۔ کسی کام کی قید لگائے بغیر نذر مان لی تو کفارہ نہیں دے سکتا۔ جیسے یہ عہد کیا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے لئے اتنے روزے ہیں تو اس پر لازم ہے کہ روزے رکھے۔

(عالم گیری)

۶۔ کسی بدکار شخص نے نذر میں ایسے کام کی قید لگائی جس کا کرنا گناہ ہے اور اس کا ارادہ گناہ کرنے کا معلوم ہوتا ہے تو اس گناہ کو کر لینے کی صورت میں اس پر نذر کا پورا کرنا ضروری ہے۔ اس کے برعکس ایک شریف آدمی نے ایسی نذر مانی جس سے ظاہر ہے کہ یہ گناہ سے اجتناب کے لئے ہے لیکن گناہ پھر بھی ہو گیا تو اسے اختیار ہے کہ نذر

پوری کرے یا کفارہ ادا کر دے۔ (ردالمختار)

۷۔ اس روزہ کی نیت کا وقت رات ہے طلوع فجر سے پہلے پہلے۔ (درمختار)

نیت اس طرح کرے کہ میں نے اللہ کے لئے صبح کفارۂ نذر کا روزہ رکھنے کی نیت کی۔ (مراقی)

واجب روزے

نفل روزہ شروع کر لینے کے بعد واجب ہو جاتا ہے۔ اگر اسے توڑ دیا جائے تو اس کی قضا واجب آتی ہے اگر کسی نے اعتکاف کی نذر مانی تو اعتکاف کے ایّام میں روزے رکھنا واجب ہو گیا۔

ان تین اسباب کے علاوہ نذر معین اور نذر غیر معین وغیرہ کے روزے بھی بعض کے نزدیک واجب ہیں جن کا ذکر اس کتاب میں فرض روزوں کے اسباب میں گزر چکا ہے۔ واجب اور فرض میں معمولی سا فرق ہے اور علماء کے نزدیک واجب کو فرض جیسا ہی جاننا چاہیئے اس لئے اگر کوئی نذر معین اور نذر غیر معین کے روزوں کو واجب کے دائرے میں رکھتا ہے تو اس میں بڑے اختلاف کی کوئی بات نہیں۔

نفل روزہ شروع ہونے کے بعد:۔ ا۔ کسی نے نفل روزہ رکھا اور سحری کا وقت ختم ہو کر روزہ کا آغاز ہو گیا تو اب اس کا پورا کرنا واجب ہو گیا۔ (شامی)

۲۔ نفل روزہ رکھا ہوا تھا کہ کسی نے دعوت کر دی تو دعوت قبول کر کے اس کے ہاں چلے جانا چاہیئے۔ میزبان کو روزے کا عذر پیش کر کے اس کے ہاں برکت کے لئے دو رکعت نفل پڑھنے چاہئیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو کھانے پر بلایا جائے اور وہ روزے سے ہو تو کہہ دے

کہ میں روزے ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو قبول کرلے اور روزے سے ہو تو نماز پڑھ لے اور روزہ دار نہ ہو تو کھانا کھالے (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجوریں اور گھی پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھی مشک میں اور کھجوریں برتن میں ڈال دو اس لئے کہ میں روزے سے ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکان کے ایک گوشے میں جاکر نفل نماز پڑھی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے اہل خانہ کے لئے دعا فرمائی۔

(بخاری)

۳۔ اگر کھانا نہ کھانے کی وجہ سے میزبان رنجیدہ ہوتا ہو تو اس کی خوشی کے لیے نفل روزہ توڑ کر کھانا کھالینا چاہیئے۔ (عالم گیری۔ مراقی الفلاح۔ درمختار۔ شرح التنویر)

اسی طرح اگر میزبان روزے سے ہے اور مہمان کی خوشی اس میں ہے کہ میزبان بھی اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہو تو مہمان کی خوشی کی خاطر میزبان روزہ توڑ سکتا ہے۔

(درمختار۔ ردالمختار۔ عالم گیری۔ مراقی الفلاح)

۴۔ نفلی روزہ شروع کرنے سے لازم ہوجاتا ہے اور توڑنے سے قضا واجب آتی ہے۔ (شرح البدایہ۔ درمختار)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور حفصہ رضی اللہ عنہا روزے سے تھیں کہ ہمیں کھانا پیش کیا گیا ہمیں کھانے کی خواہش ہوئی اور ہم نے اس میں سے کھالیا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور گفتگو میں مجھ سے پہل کرتے ہوئے کہنے لگیں "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں روزہ دار تھیں کہ ہمیں کھانا پیش کیا گیا جسے کھانے کی ہمیں خواہش ہوئی اور ہم نے اس میں سے کھالیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی دوسرے دن اس کی قضا کرلینا۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

ابن جریج نے یہ حدیث بیان کی اور فرمایا کہ بعض اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے لوگوں نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے روزہ توڑنے والے پر قضا واجب رکھی۔ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔ (ترمذی)

امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام حسن بصری، اور امام نخعی رحمہم اللہ کے نزدیک بھی نفلی روزہ توڑنے والے پر قضا ضروری ہے۔ (الفتح الربانی)

۵۔ بیوی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ شوہر کو یہ حق ہے کہ بیوی کا نفلی روزہ تڑوادے۔ شوہر کے کہنے پر روزہ توڑنے سے بیوی پر قضا واجب ہوگی۔

(درمختار۔ ردالمختار۔ شرح التنویر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے سوائے رمضان کے۔ (بخاری۔ مسلم۔ احمد۔ ابوداؤد۔ بیہقی۔ دارمی)

۶۔ اگر نفلی روزہ جان بوجھ کر نہیں توڑا بلکہ بے اختیار ٹوٹ گیا مثال کے طور پر عورت کو حیض آگیا تو اس صورت میں بھی قضا واجب ہے۔ (درمختار)

۷۔ ضیافت میں کسی کی خوشی کے لئے نفلی روزہ توڑ دینا باعث ثواب ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی اپنے بھائی کے حق کی خاطر افطار کرے گا تو ایک ہزار روزوں کا ثواب اور جس دن اس کی قضا کرے گا تو دو ہزار روزوں کا ثواب ملے گا۔ (مراقی الفلاح)

۸۔ بلا عذر نفلی روزہ توڑنا مکروہ تحریمی ہے۔ (طحطاوی)

۹۔ عیدین اور ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت ہے اگر ان دنوں میں سے کسی دن کا روزہ رکھا تو اس کا پورا کرنا واجب نہیں بلکہ اس کا توڑ دینا واجب ہے ایسا روزہ توڑنے پر قضا واجب نہیں۔ (ہدایہ۔ ردالمختار۔ شرح التنویر)

۱۰۔ کسی نے فرض یا واجب روزہ اس گمان پر رکھ لیا کہ یہ اس کے ذمہ باقی ہے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ اس کے ذمہ کوئی روزہ نہیں ہے۔ اب اگر یہ روزہ فوراً توڑ دیا تو کوئی قضا نہیں اور اگر توقف کیا نہیں توڑا تو اب اسے پورا کرے ورنہ توڑنے پر قضا واجب ہوگی۔ (درمختار)

۱۱۔ رمضان کے شروع یا نہ ہونے میں شک ہے۔ اس شک کے دن کسی نے نفلی روزہ اس نیت سے رکھا کہ اگر رمضان شروع ہوگیا تو یہ روزہ رمضان کا ہے۔ اس کے بعد روزہ پورا کرنے سے پہلے ہی توڑ دیا تو اس نفلی روزہ کو توڑنے پر قضا واجب نہیں ہوگی کیوں کہ نیت خالص نفلی روزے کی نہ تھی۔ (درمختار)

نفلی روزے کی قضا:۔ ۱۔ نفلی روزہ شروع کر لینے کے بعد واجب ہو جاتا ہے اگر کسی وجہ سے روزہ ٹوٹ گیا جیسے عورت کو حیض آگیا یا کسی ضیافت کی وجہ سے یا بغیر کسی وجہ کے توڑ دیا تو اس کے بدلے میں ایک روزہ قضا کے طور پر رکھنا ہوگا اور قضا کا یہ روزہ بھی واجب ہے۔ (درمختار)

نفلی روزے کی قضا واجب ہونے کے سلسلے میں حدیث اور فقہ سے ماخوذ وہی دلائل دیئے جا سکتے ہیں جو پچھلے باب "نفلی روزہ شروع ہونے کے بعد" میں شامل ہیں۔ اس لئے انہیں دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

۲۔ اس روزے کی نیت کا وقت رات سے طلوع فجر سے پہلے تک۔ (درمختار)

۳۔ اس روزہ کی نیت اس طرح کریں "میں نے نیت کی کہ اللہ کے لئے صبح روزہ رکھوں، نفلی روزہ کی قضا کے لئے۔"

نذر کے اعتکاف کا روزہ:۔ ۱۔ اگر کسی نے اعتکاف کی نذر مانی تو اعتکاف کے دوران میں اس پر روزہ رکھنا بھی واجب ہوگیا کیوں کہ نذر کے اعتکاف میں روزہ شرط ہے۔ اگر کسی نے نذر مانتے ہوئے یہ کہا کہ صرف اعتکاف کروں گا روزہ

نہیں رکھوں گا تب بھی اس پر روزہ رکھنا واجب ہے۔ اس لئے اگر کسی نے صرف رات کے اعتکاف کی نذر مانی تو یہ نذر درست نہیں کیوں کہ رات میں روزہ نہیں ہو سکتا۔ اگر رات دن کے اعتکاف کی نذر مانی تو یہ نذر درست ہے۔ اگر کئی دنوں کے اعتکاف کی نذر مانی تو راتیں اپنے آپ شامل ہو جائیں گی اور دنوں کے ساتھ راتوں کا اعتکاف بھی واجب ہوگا۔ اگر کسی نے صرف ایک دن کے اعتکاف کی نذر مانی تو اس صورت میں صرف دن ہی کا اعتکاف واجب ہوگا اور یہ نذر صحیح ہے کیونکہ روزہ دن ہی کو ہوتا ہے۔ (در مختار۔ عالم گیری۔ بحر الرائق)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ روزے کے بغیر اعتکاف نہیں۔

(ابو داؤد)

امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہم اللہ کے نزدیک اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس پر اتفاق کیا ہے۔

۲۔ اگر کسی نے رمضان میں اعتکاف کی نذر مانی تو اس رمضان کے روزے اعتکاف کے لئے کافی ہو جائیں گے۔ اگر رمضان کے روزے تو رکھے لیکن اعتکاف نہ کیا تو رمضان کے بعد جب بھی اعتکاف کرے تو روزے بھی رکھے۔ اگر مذکورہ اعتکاف روزوں کے ساتھ نہیں کیا تھا کہ دوسرا رمضان آگیا تو دوسرے رمضان کے روزے رکھ کر سابقہ اعتکاف نہیں کیا جا سکتا یعنی دوسرے رمضان کے روزے پہلے اعتکاف کے لئے کافی نہ ہوں گے۔ اگر کسی کے ذمے واجب روزے ہوں جو کسی دوسری وجہ سے واجب ہوئے ہوں تو مذکورہ اعتکاف ان روزوں کے ساتھ بھی ادا نہیں ہو سکتا۔ اب اس اعتکاف کے لئے صرف اسی اعتکاف کی نیت سے روزے رکھنے ضروری ہیں۔ اگر رمضان میں اعتکاف کی نذر مانی تھی اور کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھے اور نہ ہی اعتکاف کیا تو اس رمضان کے روزوں کی قضا کے ساتھ اعتکاف کی

نذر پوری کی جا سکتی ہے۔ (در مختار۔ رد المختار۔ عالم گیری)

۳۔ کسی نے نفل روزہ رکھا ہوا تھا اور اسی دن کے اعتکاف کی نذر مانی تو یہ نذر صحیح نہیں کیونکہ واجب اعتکاف کے لئے نفل روزہ کافی نہیں۔ (عالم گیری)

۴۔ اگر کسی نے رمضان کے مہینے میں اعتکاف کی نذر مانی تو رمضان کے روزے اس کے اعتکاف کے لئے کافی ہو جائیں گے لیکن ایک ماہ کے اعتکاف کی نذر مانی تو یہ نذر رمضان کے مہینے میں پوری نہیں کی جا سکتی کیونکہ اس نذر میں رمضان کو معین نہیں کیا گیا اس لئے ضروری ہے کہ کسی دوسرے مہینے میں روزے رکھ کر مذکورہ اعتکاف کی نذر پوری کی جائے۔ (عالم گیری۔ در مختار)

۵۔ کسی عورت نے نذر کے ایک ماہ کے اعتکاف کے ساتھ روزے رکھنے شروع کئے تھے کہ حیض آ گیا تو حیض کے دنوں میں روزہ اور اعتکاف چھوڑ دے اور پھر طاہر ہونے پر فوراً اعتکاف اور روزہ شروع کر دے بیچ میں ناغہ نہیں ہونا چاہیئے ورنہ نئے سرے سے اعتکاف شروع کرنا ہوگا پھر جتنے دن ناغہ ہوا ہو اتنے دنوں کے اعتکاف اور روزوں کی قضا کرے۔ (البحر الرائق۔ رد المختار)

۶۔ اگر کسی نے غیر معین ماہ کے اعتکاف کی نذر مانی تو ایک ماہ کے مسلسل اعتکاف کے ساتھ روزے بلا ناغہ رکھنے ہوں گے اگر ناغہ کر لیا تو روزے اور اعتکاف نئے سرے سے شروع کرنے ہوں گے۔ اس اعتکاف میں تسلسل ضروری ہے اس لئے ناغہ نہیں کیا جا سکتا۔ (البحر الرائق۔ در مختار۔ جوہرہ)

اگر ایک مہینے کے صرف دنوں کے اعتکاف کی نذر مانی اور راتیں شامل نہیں کیں تو اس صورت میں صرف دنوں کا اعتکاف واجب ہوا۔ اب یہ اختیار ہے کہ مسلسل تیس دنوں کا اعتکاف کرے اور روزے رکھے۔ یا متفرق طور پہ اعتکاف کرے اور اس کے ساتھ متفرق طور پہ روزے رکھے۔ (در مختار۔ جوہرہ)

نفلی روزے

اس باب میں ان نفلی روزوں کو جمع کیا گیا ہے جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے ورنہ فرض اور واجب روزوں کے علاوہ جو بھی روزہ رکھا جائے گا وہ نفلی ہوگا۔ ہر نفلی روزہ کے ساتھ اس کے فضائل بھی نقل کر دیے گئے ہیں۔ اللہ کے نزدیک ان کے اجر و ثواب کی ارزانی و فراوانی دیکھ کر عقل حیران ہوتی ہے۔ جب نفلی روزوں کا ثواب اس قدر ہے تو فرض روزوں کا ثواب اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کس قدر ہو گا۔ مذکورہ نفلی روزوں کے علاوہ بھی اگر کوئی نفلی روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا اجر بھی کافی ہے۔ اپنے بندے کو نوازنے میں اس کی فیاضی شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

حدیث قدسی ہے کہ میرا بندہ نفلوں کے ذریعے برابر میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں ہی (میری رحمت) اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں ہی (میری رحمت) اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے میں ہی (میری رحمت) اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں ہی (میری رحمت) اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اللہ کی خوشنودی کے لئے ایک دن کا روزہ رکھے اللہ اسے جہنم سے اس قدر دور کر دیتا ہے جتنا کہ کوا بچپن سے بوڑھا ہو کر مرنے تک اڑے۔

(احمد، بیہقی)

ہر ماہ میں تین روزے

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہر ماہ میں تین روزے رکھوں۔ (بخاری۔ مسلم۔ نسائی)

یہ حدیث مسلم شریف میں حضرت ابودرداءؓ سے بھی مروی ہے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ماہ میں تین دنوں کے روزے صیام دہر (ہمیشہ روزے) کی مانند ہیں۔ (صحیح بخاری۔ مسلم)

۳۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ہر ماہ میں تین دن کے روزے رکھے تو گویا اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی تصدیق اپنی کتاب (قرآن مجید) میں فرمائی کہ جس نے ایک نیکی کی تو گویا اس نے دس نیکیاں کیں۔ اس طرح ایک دن (ثواب میں) دس دنوں کے برابر ہے۔ (ترمذی بسند حسن)

۴۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ماہ میں تین روزے رمضان کے روزوں سے مل کر پورے ایک سال کے روزے ہو جاتے ہیں۔ (مسلم۔ احمد۔ ابوداؤد)

۵۔ حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے ہو سکے ہر ماہ میں تین روزے رکھے کہ ہر روزہ دس گناہ مٹاتا ہے اور گناہ سے ایسا پاک کر دیتا ہے جیسے پانی کپڑے کو۔ (طبرانی)

۶۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مجھے فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر ماہ میں تین دن کے روزے رکھا کروں اور ان روزوں کو سوموار سے شروع کروں یا جمعرات سے۔ (ابوداؤد)

۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ میں ہفتہ، اتوار اور پیر کے روزے رکھتے تھے اور دوسرے ماہ منگل، بدھ اور جمعرات کے۔ (ترمذی)

۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ کے شروع میں تین دن روزہ رکھتے تھے۔ (ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد)

یہ تین روزے مہینے کے شروع، درمیان یا آخر میں کہیں بھی رکھے جا سکتے ہیں۔ لیکن زیادہ مستحب یہی ہے کہ احادیث میں مذکورہ ایام میں یہ روزے رکھے جائیں یہ روزے لگاتار یا متفرق ہر دو طرح سے رکھے جا سکتے ہیں۔

۹۔ حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا "ہاں"۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ مہینے کے کون سے دنوں میں روزے رکھتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی پرواہ نہ تھی بلکہ جن دنوں میں چاہتے تھے روزے رکھ لیتے۔ (مسلم۔ ترمذی۔ بسند حسن صحیح)

۱۰۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھنا مستحب ہے۔ (نورالایضاح)

۱۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رمضان کے روزے اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے مہینہ کی خرابی کو دور کرتے ہیں۔ (امام احمد بن حبان)

ایام بیض کے روزے

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض کے روزے کبھی نہ چھوڑتے تھے نہ قیام کی حالت میں اور نہ ہی سفر میں۔ (نسائی)

۲۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مہینے میں تین روزے رکھنے ہوں تو تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخوں کے روزے رکھو۔ (احمد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

۳۔ ایام بیض کے روزے مستحب در مستحب ہیں کیوں کہ ایک تو ہر ماہ میں تین روزے رکھنا مستحب ہے اور پھر خصوصیت کے ساتھ ان کا ایام بیض میں رکھنا بھی مستحب ہے اس طرح جس کسی نے مہینہ میں تین روزے رکھے ایک مستحب ادا کیا بالخصوص ایام بیض میں رکھے تو دو مستحب ادا کئے۔ (نور الایضاح۔ مراقی الفلاح)

۴۔ ایام بیض سے مراد ہر قمری مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخوں کے دن ہیں۔ بیض ابیض کی جمع ہے جس کے معنے سفید اور روشن کے ہیں۔ ان تینوں تاریخوں کی راتیں شروع سے آخر تک چاندنی سے سفید اور روشن رہتی ہیں اور دن سورج سے منور ہیں یعنی ان تاریخوں کے دن اور راتیں روشنی سے سفید ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ایام بیض کہلاتے ہیں۔

دوسری وجہ ایام بیض کہلانے کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان دنوں کے روزے گناہوں سے پاک کرتے ہیں اور دلوں کو منور کرتے ہیں۔

تیسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے اترے تو ان کا سارا جسم سیاہ ہو گیا تھا۔ جب توبہ قبول ہوئی تو حکم ہوا کہ ان تین دنوں

کے روزے رکھو۔ جب تیرہویں کو روزہ رکھا تو ان کا ایک تہائی بدن سفید ہو گیا جب چودہویں کو روزہ رکھا تو دو تہائی بدن سفید ہو گیا اور پندرہویں کو روزہ رکھا تو پورا بدن سفید ہو گیا۔ (مواہب)

۵۔ ان دنوں میں جذام اور برص کے لئے ایک عمل کیا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مریض ان دنوں کے روزے رکھے۔ روزہ افطار کرنے کے وقت ستاون بار "یا مجید" پڑھ کر دعا کرے کہ اے اللہ جس طرح تو نے ان روزوں کی برکت سے آدم علیہ السلام کے جسم کو صاف کیا میرے جسم کو بھی پاک صاف کر دے اور پانی پر دم کر کے اس پانی سے افطار کرے انشاء اللہ شفا ہو گی۔

(کتاب الصیام از مفتی محمد محمود الوری)

۶۔ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ ذوالحجہ کی گیارہویں بارہویں اور تیرہویں تاریخوں کے دن ایام تشریق کہلاتے ہیں۔ اس لئے ایام بیض کے روزے رکھنے والا اس مہینے کی تیرہ تاریخ کو روزہ نہ رکھے۔ (عامۃ الکتب)

۷۔ رمضان کے روزے فرض ہونے سے قبل عاشورا اور ایام بیض کے روزے فرض تھے جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورا اور ایام بیض کے روزوں کی فرضیت منسوخ ہو گئی اور یہ محض نفلی رہ گئے اور اختیار دے دیا گیا کہ چاہے کوئی رکھے اور چاہے تو نہ رکھے۔ (ماثبت بالسنہ، خازن)

محرم کے روزے

۱۔ محرم کے مہینے میں سب سے زیادہ فضیلت و اہمیت عاشورا کے دن کے روزے کو حاصل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ روزہ خود بھی رکھا اور دوسروں کو بھی اس کے رکھنے کا حکم دیا اس لئے سب سے پہلے اسی روزے کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے کہ تم اس دن کا روزہ رکھتے ہو۔ یہودیوں نے بتایا کہ یہ عظمت والا دن ہے اس دن اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کے طور پر اس دن کا روزہ رکھا اس لئے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام پر ہمارا حق تم سے زیادہ ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسلام سے پہلے قریش عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ روزہ رکھتے تھے
جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو خود بھی یہ روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی رکھنے کا حکم دیا۔ لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو صرف رمضان کے روزے فرض رہ گئے اور عاشورا کے بارے میں اختیار دے دیا گیا کہ جو چاہے رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

"صرف رمضان کے روزے فرض رہ گئے" یہ الفاظ ترمذی کی روایت میں ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ رمضان کے روزوں سے پہلے بھی کچھ روزے فرض تھے ایک تو عاشورا کا روزہ فرض تھا اور دوسرے ایام بیض کے روزے فرض تھے لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورا اور ایام بیض کے روزوں کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ عاشورا کا روزہ اختیاری قرار دیا جانا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ پہلے یہ لازمی تھا جسے بعد میں اختیاری قرار دیدیا گیا۔ روایت ہے کہ پہلے عاشورا کا

روزہ فرض تھا اور اس کے بعد ایام بیض کے روزے فرض ہوئے بعد میں ان دونوں قسم کے روزوں کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ ان کی تنسیخ اسی آیت کریمہ سے ہوئی جس سے رمضان کے روزے فرض ہوئے یعنی "اے ایمان لانے والو! تم پر روزہ فرض کر دیا گیا جیسا کہ تم سے پہلوں پر فرض کیا گیا" (البقرہ، ۱۸۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قصداً کسی دن کے روزہ کو کسی دن پر فضیلت دے کر رکھتے نہیں دیکھا سوائے اس دن کے یعنی عاشورا کے دن کا اور اس مہینے یعنی ماہ رمضان کا۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منقول ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عاشورا کا روزہ کبھی نہ چھوڑتے تھے۔ (نسائی)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ سے امید ہے کہ عاشورا کے دن کے روزہ کے بدلے ایک سال پہلے کے گناہ معاف فرما دے گا۔ (صحیح مسلم۔ ترمذی)

۲۔ عاشورا کا دن اس لئے بھی افضل و اعلیٰ ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں پر مہربانیاں فرمائیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون سے نجات دی اور شکرانے کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آتش نمرود سے نجات دی اور گلزار بنا دیا۔ (لطائف المعارف)

اللہ تعالیٰ نے اس دن حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری سے نجات دی۔ (لطائف المعارف)

اللہ تعالیٰ نے طویل جدائی کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت

یوسف علیہ السلام سے ملایا۔ (لطائف المعارف)

اس دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری اور طوفان سے نجات دی۔ (مسند احمد بن حنبل)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس دن نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری تھی تو حضرت نوح علیہ السلام نے شکرانے کے طور پر روزہ رکھا تھا۔

۳۔ عاشورا کے روزے کے ساتھ نویں محرم کا روزہ رکھنا سنت ہے اور نویں محرم اور گیارہویں محرم کا روزہ رکھنا بھی سنت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورا کا روزہ رکھا اور اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کی تو یہود ونصاریٰ تعظیم کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میں اگلے سال تک باقی رہا تو نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھوں گا"۔ لیکن اگلے سال کے آنے سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی۔ (مسلم۔ ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عاشورا کے دن کا روزہ رکھو اور اس کے ایک دن بعد روزہ رکھو۔

(احمد۔ بیہقی)

عاشورا کے روزے کے ساتھ اگر نویں محرم اور گیارہویں محرم کا روزہ بھی رکھا جائے یعنی محرم کی نویں دسویں اور گیارہویں تاریخ کے تین روزے رکھے جائیں تو عاشورا کا یہ روزہ بہترین ثواب کا حامل ہے۔ اگر اس سے ایک دن پہلے نویں محرم کا یا ایک دن بعد گیارہویں محرم کا روزہ اس کے ساتھ ملا کر رکھا

جائے تو یہ بھی بہتر ہے۔ اگر صرف عاشورا (دسویں محرم) کا روزہ رکھا تو یہ اوّل الذکر دونوں روزوں سے ثواب میں کم درجہ کا حامل ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

۴۔ محرم کے ایک روزہ کا ثواب تیس روزوں کے برابر ملے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے ماہ حرام میں تین روزے جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کے رکھے تو اللہ تعالےٰ اس کے نامۂ اعمال میں نوسو برس کی عبادت کا ثواب لکھے گا۔ (شرح عین العلم)

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ذوالحجہ کی آخری تاریخ اور محرم کی پہلی تاریخ کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف فرمائیگا۔ نیز جب سال کے آغاز اور اختتام میں عبادت ہوگی تو درمیانی حصّہ کو بھی بندگی ہی میں شمار کرے گا۔ (شرح شرعۃ الاسلام)

۶۔ آئمہ کرام کے نزدیک نفلی روزوں میں محرم کے روزے بہترین روزے ہیں اور محرم کے پہلے دس دن نفلی روزوں کے لئے افضل ہیں۔
محرم کی پہلی سے دس تاریخ تک روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(حیات الصائمین عن، السّراج الوہاج)

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رمضان کے بعد افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد افضل ترین نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔

(مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد)

شوال کے چھ روزے

۱۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ پھر شوال میں چھ دنوں کے

روزے رکھے تو گویا اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔ (مسلم۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ طبرانی۔ ترمذی۔ بسند حسن صحیح)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے تو اس نے پورے سال کے روزے رکھے اس لئے کہ جو ایک نیکی کرتا ہے اسے دس گنا اجر ملتا ہے۔ (نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن خزیمہ۔ ابن حبان)

امام احمد طبرانی اور بزاز نے اس حدیث کو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ایک نیکی کا اجر دس نیکیوں کے برابر ہے تو اس طرح ایک روزہ دس روزوں کے برابر ہوا۔ یہ چھ روزے اس حساب سے دو ماہ کے روزوں کے مساوی ہو گئے اور رمضان کے ایک ماہ کے روزے دس مہینوں کے روزوں کے مساوی ہو گئے اس طرح جس کسی نے رمضان کے روزے رکھ کر شوال کے چھے روزے بھی رکھے تو اس نے سال بھر کے روزوں کا ثواب حاصل کر لیا۔

۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھے دنوں کے روزے شوال میں رکھے تو گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسے ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہو۔ (طبرانی الاوسط)

۳- شوال کے ان روزوں کا متفرق طور پر رکھنا یا لگاتار رکھنا دونوں ہی طریقوں سے درست ہے۔

(ل) ان روزوں کا متفرق طور پر رکھنا مستحب ہے۔ (تنویر الابصار)

(ب) ان روزوں کے رکھنے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ متفرق طور پر رکھے جائیں (عالمگیری)

(ج) اگر یہ روزے عید کے بعد لگاتار بھی رکھے جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ (شامی)

حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ

۱۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا "جو شخص ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے وہ کیسا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے" (مسلم)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ اے عبداللہ! مجھے خبر ملی ہے کہ تو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات قیام (نماز) میں گزارتا ہے۔ میں نے عرض کیا سچ ہے یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسا نہ کر! روزہ بھی رکھ اور روزہ ترک بھی کر اور قیام بھی کر اور نیند بھی لے اس لئے کہ تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ نہیں رکھا۔ ہر مہینے میں تین دن کا روزہ ہمیشہ روزہ رکھنے کی طرح ہے۔ ہر مہینے میں تین دن کا روزہ رکھ اور ہر مہینے میں ایک قرآن ختم کر۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو پھر بہترین روزہ رکھ داؤد علیہ السلام کا روزہ ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن نہ رکھ اور سات راتوں میں ایک قرآن پڑھ اور اس سے زیادہ نہ کر۔ (بخاری، مسلم)

ایک دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ہی سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تین روزے ایک ماہ میں رکھنے کی اجازت

عطا فرمائی پھر پانچ، سات، نو، گیارہ اور آخر میں داؤد علیہ السلام کے روزے کی اجازت دی۔ (صحیح بخاری)

انہی سے مروی ایک اور روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں "تیرے لئے ہر ماہ میں تین روزے کافی ہیں کیوں کہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا اس طرح گویا تیری ساری عمر روزوں میں شمار ہوگی۔" (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب نماز داؤد علیہ السلام کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب روزے داؤد علیہ السلام کے ہیں۔ وہ آدھی رات سوتے تہائی شب قیام (نماز) میں گزارتے اور پھر چھٹے حصے میں سو جاتے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، مراقی الفلاح۔ بحوالہ ابوداؤد)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین روزہ میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔

(ترمذی بسند حسن صحیح)

ذوالحجہ کے روزے

۱۔ اس مہینے میں سب سے زیادہ فضیلت عرفہ کے دن یعنی ذوالحجہ کی نویں تاریخ کے روزہ کو حاصل ہے اس دن حاجی عرفات کے میدان میں ٹھہرتے ہیں اور یہی یوم الحج ہے۔ یہ روزہ حاجیوں کے لئے نہیں بلکہ صرف ان لوگوں کے لئے مستحب ہے جو عرفات میں موجود نہیں یعنی حج پہ نہیں گئے۔ حاجی کے لئے اس دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے جس کا تفصیلی ذکر مکروہ روزوں کے باب میں آئے گا۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے گمان ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (صحیح مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عرفہ کے دن کا روزہ دو سالوں کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے۔ ایک گزرنے والے سال کا اور ایک آنے والے سال کا۔ (مسلم۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ احمد)

۲۔ اس مہینے کا پہلا عشرہ بھی نہایت مبارک ہے اس میں پہلی سے نویں تاریخ تک کے نو روزے مستحب ہیں۔ اس عشرے کا آخری دن یعنی دسویں ذوالحجہ عید کا دن ہے اور عید کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت ہے اور بعض کے نزدیک عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے اس لئے سنت سے اس عشرہ کے پہلے نو روزے ثابت ہیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار چیزیں کبھی ترک نہ فرماتے تھے۔ ایک عاشورا کے دن کا روزہ دوسرے ذوالحجہ کے پہلے عشرے کے روزے (یعنی پہلی سے نو تاریخ تک کے نو روزے) تیسرے ہر ماہ میں تین دن کے روزے اور چوتھے فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں۔ (احمد۔ نسائی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس عشرہ کے مقابلے میں کسی دوسرے دن کا نیک عمل زیادہ محبوب نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! کیا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا بھی اس سے افضل نہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، البتہ وہ شخص جو اپنی مال و جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں نکلا پھر ان میں سے کسی چیز کے ساتھ واپس نہ لوٹا (یعنی شہادت کے رتبہ پر فائز ہو گیا) (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جن دنوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے ان میں سے کوئی ذوالحجہ کے پہلے عشرے سے زیادہ اللہ کے نزدیک محبوب نہیں۔ ان میں سے ہر دن کا روزہ سال کے روزوں کے برابر ہے اور ہر رات کا قیام (یعنی نماز) لیلۃ القدر میں قیام کے برابر ہے

(ترمذی۔ ابن ماجہ)

اس عشرے میں پہلی تاریخ سے نو تاریخ تک روزہ رکھنا مستحب ہے۔ (عالمگیری)

۳۔ اس ماہ کے آخری دن اور محرم کے پہلے دن روزہ رکھنے سے پچاس سال کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ (شرح شرعۃ الاسلام)

۴۔ ہر ماہ کے آخر میں تین روزے رکھنا مستحب ہے اس لئے بہتر ہے کہ اس ماہ کے آخر میں بھی تین روزے رکھے جائیں تاکہ سال کا اختتام عبادت پر ہو۔

(فتاویٰ قاضی خان)

شعبان کے روزے

۱۔ عبادت اور ثواب کے لحاظ سے اس مہینے میں افضل ترین رات پندرہویں رات (یعنی چودہ اور پندرہ تاریخ کی درمیانی شب) ہے جو شب برات کہلاتی ہے۔ شب برات کے معنی ہیں، بری ہونے کی رات، گناہوں سے پاک ہونے کی رات، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات میں اپنے عفو و کرم سے خطا کاروں کی مغفرت فرماتا ہے اور جرائم سے ان کو بری کرتا ہے اس لئے یہ شب، شب برات کہلاتی ہے۔ اس مبارک رات کی وجہ سے اس کا دن یعنی پندرہ شعبان کا دن بھی بڑی ہی فضیلت والا ہے اس لئے اس دن کا روزہ بھی بہترین روزوں میں سے ایک ہے۔ یہ روزہ حدیث سے بھی ثابت ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں رات آئے تو اس رات کو قیام کرو (یعنی نفل پڑھو)
اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ سورج غروب ہوتے ہی اللہ تعالیٰ دنیا کے آسمان پر
نزول فرماتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ اس کی مغفرت کردوں، ہے
کوئی رزق مانگنے والا کہ اسے رزق دوں، ہے کوئی گرفتار بلا کہ اسے عافیت دوں،
اور فجر ہونے تک یہی فرماتا رہتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب کو دنیاوی آسمان پر نزول فرماتا ہے اور
قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

دوسری روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرماتا ہے جو
دوزخ کے مستحق ہو چکے ہوں۔ (مشکوٰۃ بحوالہ رزین)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا یہ شعبان کی پندرہویں تاریخ ہے اس میں
اللہ تعالیٰ اتنے (لوگوں) کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے جتنے بنو کلب کی بکریوں کے بال
ہیں مگر کافر عداوت والے، قطع تعلق کرنے والے، کپڑا لٹکانے والے، والدین
کی نافرمانی کرنے والے اور ہمیشہ شراب پینے والے کی طرف رحمت کی نظر نہیں کرتا۔
(بیہقی)

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت میں قاتل کا ذکر بھی ہے۔ (احمد)

پورے عرب میں قبیلہ بنو کلب کے پاس سب سے زیادہ بکریاں تھیں۔ ایک
بکری کے بدن پر اَن گنت بال ہوتے ہیں تو ان کی کثیر بکریوں کے مجموعی بال کتنے ہوں
گے۔ اللہ تعالیٰ کے عفو و کرم کی ارزانی کا اندازہ کیجئے کہ کتنے خطا کاروں کو اس ایک رات
کی برکت سے بچا لیتا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شعبان کی پندرہویں شب میں اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور سب کی مغفرت فرما دیتا ہے مگر مشرک اور عداوت والے کی (مغفرت نہیں فرماتا)۔ (طبرانی۔ ابن حبان۔ ابن ماجہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں تجلی فرماتا ہے مغفرت طلب کرنے والوں کی مغفرت فرما دیتا ہے اور رحمت کرنے والے پر رحم فرماتا ہے اور عداوت والوں کو جس حال پر ہیں اسی پر چھوڑ دیتا ہے۔ (بیہقی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا۔ کیا تو جانتی ہے کہ پندرہویں شعبان کی رات میں کیا ہوتا ہے ہمیں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس رات میں کیا ہوتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر وہ انسان جو اس سال میں پیدا ہونے والا ہوتا ہے لکھا جاتا ہے اور ہر وہ انسان جو اس سال میں مرنے والا ہوتا ہے لکھا جاتا ہے۔ اسی رات میں اعمال اُٹھائے جاتے ہیں اور رزق نازل کئے جاتے ہیں۔ (بیہقی)

پانچ راتوں میں دعا قبول ہوتی ہے، عید الفطر کی رات، عید الاضحیٰ کی رات، جمعہ کی رات، رجب کی پہلی رات اور شعبان کی پندرہویں رات۔ (امام شافعیؒ)

لیلۃ القدر کے بعد افضل شب، شب برأت ہے۔ (ماثبت بالسنہ)

۲۔ شعبان میں شب برأت کے روزہ کے علاوہ پورے مہینے میں اکثر دنوں کے روزے رکھنا سنت ہے ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے کے روزوں کو بڑے اہتمام سے رکھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب روزے رکھنے پر آتے تو برابر رکھتے چلے جاتے۔ یہاں تک کہ ہم کہنے لگتے کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ ترک نہ کریں گے اور جب ترک کر دیتے تو ہم کہتے کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ نہ رکھیں گے۔ میں نے رمضان کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں اور شعبان سے زیادہ کسی مہینے کے روزے رکھے ہوں۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان رمضان کے علاوہ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

(ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ترمذی بسند حسن)

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ عرب میں اس طرح کہا جاتا ہے کہ جب اکثر مہینے کے روزے رکھے جائیں تو کہا جاتا پورے مہینے کے روزے رکھے۔ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص پوری رات کھڑا رہا حالانکہ ہو سکتا ہے اس نے رات کا کھانا کھایا ہو یا کسی اور کام میں بھی مصروف ہوا ہو۔ اس حدیث کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہینے کے اکثر دنوں کا روزہ رکھتے تھے۔ (ترمذی)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنے دن شعبان میں روزے رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں کسی اور مہینے میں نہیں دیکھتا۔ فرمایا۔ رجب اور رمضان کے درمیان یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس سے لوگ غافل ہیں۔ یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں رب العالمین کی طرف اعمال اٹھائے جاتے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں بلند ہو کہ میں روزہ سے ہوں۔

(نسائی۔ ابوداؤد۔ ابن خزیمہ)

رجب کے روزے

۱- یہ مہینہ حرمت والے چار مہینوں میں سے ایک ہے۔ حرمت والے مہینوں یعنی رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم کے روزے رکھنے کی اجازت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس لئے اس مہینے میں روزہ رکھنا بھی مستحب ہے۔ یہ چار مہینے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اس لئے ان مہینوں کی عبادت بھی یقیناً اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ ہر مہینے میں تین روزے سنت سے ثابت ہیں اور ان کا ذکر کئی روایات میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مہینے میں روزہ رکھنے کا حکم صرف دوسروں ہی کو نہیں دیا بلکہ خود بھی ہر ماہ میں روزے رکھے۔

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے کے پورے روزے رکھتے تھے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نہیں جانتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں سوائے رمضان کے اور کوئی مہینہ ایسا بھی نہیں گزرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں بالکل روزے نہ رکھے ہوں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ (مسلم)

۲- حرمت والے مہینے میں جو کوئی جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کا روزہ رکھے گا اسے نو سو برس کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ اور یہ مہینہ بھی حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔ (عالمگیری شرح عین العلم)

۳- رجب کی ستائیسویں تاریخ کا روزہ ساٹھ مہینوں کے روزوں کے مساوی فضیلت رکھتا ہے۔ (رجبات الصائمین عن کنز العباد)

۴- رجب کے پہلے دن کا روزہ ایک مہینے کے گناہوں کا کفارہ ہے، دوسرے

دن کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ، تیسرے دن کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ اور پھر ہر دن کا روزہ ایک مہینے کے گناہوں کا کفارہ ہے۔
(شرح عین العلم)

حرمت والے مہینوں کے روزے

۱۔ حرمت والے مہینے چار ہیں۔ رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، اور محرم۔ اللہ تعالیٰ نے ان مقدس مہینوں میں جنگ اور قتال سے منع فرمایا اور حکم دیا ہے کہ ان مہینوں گناہوں کے ارتکاب سے خود پر ظلم نہ کرو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان مہینوں میں جس طرح نافرمانی اور جرم کا گناہ زیادہ ہے اسی طرح نیکیوں کا ثواب بھی زیادہ ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق حرمت والے مہینے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں۔ ان مہینوں میں روزے رکھنے کا ثواب بھی دوسرے مہینوں میں روزے رکھنے سے (سوائے رمضان کے) زیادہ ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ مہینے ہیں۔

قبیلہ باہلہ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس سے اگلے سال پھر حاضر ہوئے۔ ان کی حالت اور شکل وصورت بدلی ہوئی تھی۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے نہیں پہچانتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم کون ہو؟ تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں وہی باہلی ہوں جو پچھلے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ تو تم بدلے ہوئے کیوں ہو۔ حالانکہ پچھلے سال تمہاری شکل وصورت بہت اچھی تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوا ہوں میں نے

دن کے وقت کبھی کھانا نہیں کھایا صرف رات کو کھانا کھاتا رہا ہوں (یعنی روزے رکھتا رہا ہوں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے اپنی جان کو یہ عذاب کس لئے دیا؟ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صبر کے مہینے (رمضان) کے روزے رکھو اور پھر ہر مہینے میں ایک روزہ رکھو۔ انہوں نے کہا کہ زیادہ کی اجازت دیجئے کہ مجھ میں طاقت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو روزے رکھ لو انہوں نے کہا کہ زیادہ کر دیجئے۔ فرمایا تین روزے رکھ لو۔ انہوں نے کہا زیادہ کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ حرمت والے مہینوں میں روزے رکھ لو اور چھوڑ دو، حرمت والے مہینوں میں روزے رکھ لو اور چھوڑ دو، حرمت والے مہینوں میں روزے رکھ لو اور چھوڑ دو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین انگلیوں کو ملایا اور پھر چھوڑ دیا۔ (احمد۔ نسائی۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تین انگلیاں ملانا اور پھر چھوڑ دینا ظاہر کرتا ہے کہ ان مہینوں میں بھی لگاتار روزے نہ رکھو بلکہ تین دن رکھو اور تین دن نہ رکھو۔

۲۔ حرمت والے مہینوں میں نفلی روزے رکھنے اور ان کے صحیح ہونے کے بارے میں اجماع ہے۔ (فتح الربانی)

۳۔ حرمت والے چار مہینوں میں سے تین مہینوں رجب، ذوالحجہ اور محرم کا ذکر فرداً فرداً کر دیا گیا ہے اور باقی صرف ذوالقعدہ ہے۔ اگر اس ماہ کے کسی خاص دن کی فضیلت کسی حدیث میں وارد ہوتی تو اس مہینے کا ذکر بھی الگ کر دیا جاتا لیکن اس وجہ سے اس حرمت والے مہینے کی فضیلت میں شک نہیں کیا جا سکتا۔ ہر ماہ کے تین روزے تو ہیں ہی اور ان کے علاوہ ان دنوں میں روزہ رکھ کر بہتر اجر حاصل کیا جا سکتا ہے جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے جیسے پیر وغیرہ۔

حرمت والے مہینے میں جو شخص جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کے روزے رکھے اسے نو سو سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ (عالم گیری۔ شرح عین العلم)

پیر اور جمعرات کا روزہ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پیر اور جمعرات کے دن (اللہ کے حضور) اعمال پیش کئے جاتے ہیں اس لئے میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں۔ (احمد۔ ترمذی)

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کا روزہ انتظار کر کے رکھا کرتے تھے۔

(احمد۔ نسائی۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تو فرمایا۔ پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے آپس میں ملنا جلنا بند کر دیا ہو۔ ان کی نسبت فرماتا ہے کہ انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ صلح کریں۔ (احمد۔ ابن ماجہ)

۴۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے روزہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی۔ اور یہ وہ دن ہے جس میں مجھ پر وحی آنا شروع ہوئی۔ (صحیح مسلم۔ ابوداؤد۔ احمد)

ہفتہ اور اتوار کا روزہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ رکھتے تو اکثر ہفتہ اور اتوار کے دن رکھتے اور فرماتے تھے کہ یہ دونوں دن مشرکین (یہود و نصاریٰ) کی عید کے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ان کے خلاف (عمل) کروں۔ (احمد۔ نسائی۔ بیہقی۔ حاکم۔ ابن حبان)

بُدھ اور جمعرات کا روزہ

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھے گا اس کے لئے دوزخ سے برأت لکھ دی جائے گی۔ (ابو یعلیٰ)

۲۔ حضرت عبید اللہ مسلم قرشی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے یا کسی اور نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تیرے اہل خانہ کا بھی تجھ پر حق ہے۔ پھر فرمایا۔ رمضان اور اس سے ملے ہوئے مہینے (شوال) کے روزے رکھو اور ہر بُدھ اور جمعرات کا روزہ رکھو۔ اس طرح گویا تم نے ہمیشہ روزہ رکھا اور کھاتے پیتے بھی رہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

بُدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بُدھ، جمعرات اور جمعہ کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ

اس کے لئے جنت میں ایک مکان بنائے گا جس کا بیرونی حصہ اندر سے دکھائی دے گا اور اندرونی باہر سے۔ (طبرانی فی الاوسط)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جنت میں موتی اور یاقوت اور زبرجد کا محل بنائے گا اور اس کے لئے دوزخ سے برأت لکھ دی جائے گی۔

(طبرانی فی الاوسط)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جو آدمی تین دن کے روزے رکھے پھر جمعہ کے دن تھوڑا سا صدقہ کرے تو اس کے گناہ کو بخش دیا جائے گا اور ایسا ہو جائے گا جیسے اس دن شکم مادر سے پیدا ہوا۔ (طبرانی فی الاوسط)

صوم فی سبیل اللہ

۱- جہاد، تحصیل علم، حج وغیرہ کی راہ میں اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نفل روزہ رکھنا صوم فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں روزہ کہلاتا ہے۔ (مرتب)

۲- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فی سبیل اللہ ایک دن کا روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ آگ (دوزخ) سے ستر سال کی مسافت پر دور کر دیتا ہے۔

(بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

۳- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فی سبیل اللہ ایک دن کا روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ (دوزخ) کے درمیان آسمان و زمین کے درمیانی فاصلے جیسی خندق کر دیتا ہے۔ (نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، طبرانی، ابو داؤد)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ دوزخ اس سے

سو برس کی مسافت پر ہو گی۔ (طبرانی)

۴۔ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے غیر رمضان میں اللہ کی راہ میں روزہ رکھا تو وہ تیز رفتار گھوڑے کی سو برس کی مسافت کے فاصلے پر جہنم سے دور ہو گا۔ (ابو یعلیٰ)

مکروہ روزے

ایسے روزے جن کا رکھنا شریعت میں ناپسندیدہ خیال کیا گیا ہے یا ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے مکروہ کہلاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان میں سے کوئی روزہ رکھے گا تو اسے روزے کا پورا ثواب نہیں ملے گا کراہت کی وجہ سے ثواب میں کمی آجائے گی۔ بعض کی رائے میں مکروہ فعل سے اجتناب کرنا باعثِ ثواب ہے تو اس طرح مکروہ روزے سے بچنا بھی ثواب کا کام ہوا۔

مکروہ روزے بھی نفلی روزوں میں سے ہیں۔ پرہیزگاری کا تقاضا یہی ہے کہ ان کے رکھنے سے اجتناب کیا جائے لیکن اگر کوئی شخص کسی خاص تاریخ یا دن کا روزہ رکھنے کا عادی ہو اور اس روز کوئی ایسا دن پڑ جائے جس دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے تو ایسے شخص کے لئے اس دن کا روزہ رکھنے میں کوئی کراہت نہیں بلکہ اس کے لئے اسی دن کا روزہ رکھنا افضل ہے۔

صرف عاشورا کا روزہ

محرم میں عاشورا کا روزہ بڑی فضیلت رکھتا ہے لیکن صرف عاشورا کا روزہ نہیں رکھنا چاہیئے بلکہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ بھی رکھنا چاہیئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے عاشورا کا روزہ رکھا اور اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کی تو یہودی اور عیسائی تعظیم کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر میں اگلے سال تک باقی رہا تو نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھوں گا"۔ لیکن اگلے سال کے آنے سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی۔ (مسلم۔ ابوداؤد)

ایک دوسری روایت میں یوں ہے "اگر میں اگلے سال تک باقی رہا تو نویں تاریخ کا روزہ ضرور ہی رکھوں گا"۔ (مسلم۔ احمد)

اگرچہ آپ کا وصال ہو گیا اور نویں محرم کا روزہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں رکھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزم وارادہ کی وجہ سے یہ روزہ بھی مسنون ہو گیا۔ ایک اور روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی مخالفت کرتے ہوئے عاشورا سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاشورا کے دن کا روزہ رکھو اور اس میں یہود کی مخالفت کرو، اس سے ایک دن پہلے روزہ رکھو اور اس کے ایک دن بعد (بھی) روزہ رکھو۔ (احمد۔ بیہقی)

اس لئے صرف عاشورا کا روزہ نویں یا گیارہویں محرم کے روزے کے بغیر حنفیہ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔ (درمختار۔ الفقہ علی المذاہب الاربعہ)

عرفات میں نو ذوالحجہ کا روزہ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں عرفہ کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

(ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن خزیمہ)

عرفہ کا دن یعنی نوذوالحجہ کا دن حج کا دن ہے اس دن حاجی میدان عرفات میں جو کہ مکہ معظمہ کے قریب ہے جمع ہوتے ہیں اور فریضۂ حج ادا کرتے ہیں۔ حاجی کے لئے روزہ رکھنا مکروہ ہے اور غیر حاجی کے لئے یہ روزہ باعث اجر و ثواب ہے کیونکہ میدان عرفات میں عرفہ کے دن کا روزہ رکھنے کی ممانعت ہے اور مذکورہ دن حاجیوں کے سوا عرفات میں کوئی نہیں ہوتا۔

۲- حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بنت حارث سے روایت ہے کہ عرفہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہیں اور بعض نے کہا کہ روزے سے نہیں۔ تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اونٹ پر سوار عرفات کے میدان میں رکے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ (دودھ) پی لیا۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفات میں روزہ نہ رکھا۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پی لیا۔ (ترمذی بسند حسن صحیح)

۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن روزہ نہ رکھا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے بھی روزہ نہ رکھا۔ (ترمذی)

۴- ابن ابی نجیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے عرفہ کے دن کے روزہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حج کئے ان میں سے کسی نے بھی اس دن کا روزہ نہیں رکھا نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان میں اس دن کا روزہ نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ ہی اس سے منع کرتا ہوں۔ (ترمذی)

۵۔ میدان عرفات میں عرفہ کے دن کا روزہ مکروہ ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان)

شک کے دن کا روزہ

۱۔ شک کے دن سے مراد تیس شعبان کا دن ہے۔ اگر انتیس شعبان کی شام کو بادل چھائے ہوئے ہوں اور چاند دیکھا نہ جا سکے۔ یا بادل نہ بھی چھائے ہوں اور چاند دکھائی نہ دے لیکن دل میں شک رہے کہ صبح رمضان کا پہلا روزہ ہوگا یا نہ ہوگا تو یہ دن شک کا دن ہے۔ اس دن روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور شافعیہ کے نزدیک تو حرام ہے۔ اس لئے اس دن کا روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔

حضرت صلہ بن زفر فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ ایک بھنی ہوئی بکری لائی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ۔ ایک شخص الگ ہو گیا اور کہنے لگا "میں روزے سے ہوں"۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جس نے شک کے دن روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی"۔ (ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ترمذی بسند حسن صحیح۔ دارمی)

اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا اس پر عمل ہے۔ امام سفیان ثوری، امام مالک بن انس، امام عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک شک کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ (ترمذی)

۲۔ شک کے دن کسی بھی قسم کا روزہ رکھنا مکروہ ہے لیکن کوئی شخص کسی خاص

دن کا نفلی روزہ رکھنے کا عادی ہو تو اس کے لئے مکروہ نہیں یعنی کوئی شخص جمعرات کا روزہ رکھنے کا عادی تھا اور اتفاق سے شک کا دن جمعرات کو پڑ گیا تو وہ شخص اس دن نفلی روزہ رکھ سکتا ہے ایسے شخص کے لئے یہ روزہ مکروہ نہیں بلکہ باعث ثواب ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص رمضان سے ایک دن یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے البتہ جو شخص اس دن کا روزہ رکھنے کا عادی تھا وہ اس دن کا روزہ رکھ سکتا ہے۔

(بخاری مسلم۔ ترمذی بسند حسن صحیح)

اس حدیث شریف سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ تیس تاریخ کے ساتھ انتیس تاریخ کا روزہ رکھنا بھی مکروہ ہے اس کی تصدیق مندرجہ ذیل فتویٰ سے بھی ہوتی ہے۔

رمضان سے ایک یا دو دن پہلے یعنی صرف تیس شعبان یا انتیس اور تیس شعبان کو روزہ رکھنے میں کراہت ہے۔ (درمختار)

۳۔ اگر رمضان المبارک کی تعظیم و استقبال کے لئے بھی رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ رکھا تو مکروہ ہے۔

علماء کے نزدیک یہ بات مکروہ ہے کہ کوئی شخص رمضان شروع ہونے سے قبل اس مہینے کی تعظیم میں روزہ رکھے۔ (ترمذی)

ایک روایت میں تو پندرہ شعبان کے بعد روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب نصف شعبان گزر جائے تو روزہ نہ رکھو۔

(ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

۴۔ شک کے دن زوال کے وقت سے پہلے تک انتظار کریں۔ اگر کہیں سے

رمضان شروع ہونے کی قابل قبول شہادت مل جائے تو رمضان کے روزہ کی نیت
کریں اس طرح رمضان کا روزہ ہوجائے گا۔ انتظار سے مراد ہے کہ زوال کے وقت
تک کچھ کھایا پیا نہ جائے۔ کسی نے بھول کر کھاپی لیا پھر رمضان کا ہونا ثابت ہوگیا
تو نیت کر لینے سے اس کا روزہ بھی ہوجائے گا کیونکہ انتظار کرنے والا بھی روزہ دار
کے حکم میں ہے اور بھول کر کھاپی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(درمختار۔ ردالمختار۔ عالم گیری)

۵۔ اگر شک کے دن نفلی روزہ رکھا تو نیت خالص روزے کی ہونی چاہیئے۔ یہ
ارادہ نہ ہو کہ اگر رمضان ہے تو یہ رمضان کا روزہ ہے ورنہ نفلی۔ اس طرح کی دو غلی
نیت مکروہ ہے۔ پھر بھی اگر اس طرح کی نیت سے روزہ رکھا تو رمضان ثابت
ہونے کی صورت میں رمضان کا روزہ ہوجائے گا ورنہ نفلی رہے گا۔ اس طرح اگر
یہ نیت کی کہ اگر رمضان ہے تو یہ روزہ رمضان کا ہے ورنہ کسی اور واجب کا تو بھی
رمضان ثابت ہونے کی صورت میں رمضان ہی کا فرض روزہ ادا ہوگا۔ ورنہ نفلی
ہوگا واجب نہیں۔ (عالم گیری۔ درمختار۔ ردالمختار)

۶۔ شک کے دن کوئی فرض یا واجب روزہ رکھنا بھی مکروہ ہے اور اگر رمضان
کے روزے کی نیت کی ہے تو یہ مکروہ تحریمی ہے پھر بھی اگر کسی نے کسی فرض یا واجب
روزے کی نیت سے روزہ رکھ لیا اس کے بعد رمضان کا ہونا ثابت ہوگیا تو
رمضان کا فرض روزہ ادا ہوجائے گا ورنہ ان میں سے جس روزے کی نیت کی
تھی وہ ہوگیا۔ یہ حکم مقیم ہونے کی صورت میں ہے۔

(شرح التنویر۔ درمختار۔ ردالمختار)

شک کے دن اگر کسی مسافر نے واجب کی نیت سے روزہ رکھا تو یہ اس
کے لئے مکروہ نہیں اور جس واجب کی نیت سے روزہ رکھے گا وہی ادا ہوگا۔
(درمختار۔ ردالمختار)

۷۔ اگر شک کے دن اس نیت سے روزہ رکھا کہ یہ دن رمضان کا ہے تو روزہ
ہے ورنہ نہیں تو اس صورت میں نیت درست نہیں اس لئے روزہ بھی نہیں۔
(درمختار۔ ردالمختار۔ تنویر)

صرف ہفتہ کا اور صرف اتوار کا روزہ

۱۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک صرف ہفتہ کے
دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ اپنی بہن حضرت صماء رضی اللہ عنہا
روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہفتہ کے دن روزہ
نہ رکھو سوائے اس صورت کے کہ تم پر فرض ہو جائے (یعنی نذر، کفارہ یا قضا کا روزہ)
اگر تم میں سے کوئی شخص افطار کے لئے انگور کی بیل کی ٹہنی یا کسی درخت کی چھال کے
سوا کچھ نہ پائے تو اسی کو چبا لے۔

(احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ نسائی۔ بیہقی۔ دارمی۔ طبرانی، حاکم۔ ابن حبان)

یعنی اگر کسی نے اس دن کا روزہ رکھا ہو اور روزہ توڑنے کے لئے ان
چیزوں کے سوا کچھ دستیاب نہیں تو انہی چیزوں سے روزہ توڑ ڈالے۔

۲۔ ہفتہ کے ساتھ اگر جمعہ یا اتوار کا روزہ بھی رکھ لیا جائے تو کراہت ختم ہو جاتی
ہے کیونکہ کراہت صرف ہفتہ کے دن کا روزہ رکھنے میں ہے۔

صرف ہفتہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ (نورالایضاح)

۳۔ اس دن میں کراہت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص روزہ رکھنے کے لئے
ہفتہ کا دن مخصوص نہ کرے کیونکہ یہودی اس دن کی تعظیم کرتے ہیں۔ (امام ترمذی)
اس طرح صرف اتوار کے دن کا روزہ بھی مکروہ ثابت ہوتا ہے کیوں کہ یہ دن

نصاریٰ کے نزدیک قابل تعظیم ہے۔
صرف ہفتہ اور صرف اتوار کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔
(درمختار۔ شامی)

صرف جمعہ کا روزہ

۱۔ صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی شخص اپنی عادت کے مطابق روزے رکھ رہا ہو جیسے ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ اور ان میں جمعہ آجائے تو مکروہ نہیں۔ اگر شب برأت یا عرفہ کے دن جمعہ پڑجائے تو بھی اس دن کا روزہ مکروہ نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ راتوں میں سے جمعہ کی رات کو قیام کے لئے اور دنوں میں جمعہ کے دن کو روزہ کے لئے مخصوص نہ کرو۔ البتہ کوئی کسی قسم کا روزہ رکھنے کا عادی تھا اور وہ جمعہ کے دن واقع ہو گیا تو مضائقہ نہیں۔ (مسلم۔ نسائی)

حضرت محمد بن عباد سے روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کے روزے سے منع فرمایا ہے۔ تو انھوں نے جواب دیا "ہاں اس گھر کے رب کی قسم"۔ (بخاری۔ مسلم)

۲۔ جمعہ کے ساتھ جمعرات یا ہفتہ کے دن کا روزہ رکھنے میں کراہت نہیں بلکہ مستحب ہے اور سنت سے ثابت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے جمعہ کے دن کوئی روزہ نہ رکھے مگر اس طرح کہ ایک دن پہلے یا

ایک دن بعد کا روزہ بھی رکھے۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

ام المومنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ان کے ہاں تشریف لے گئے اور آپ رضی اللہ عنہا روزہ سے تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تم نے کل بھی روزہ رکھا تھا۔ انہوں نے جواب دیا "نہیں"۔ پھر دریافت فرمایا۔ کیا کل بھی روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟۔ انہوں نے جواب دیا "نہیں"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ توڑ دو۔ (بخاری۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ احمد)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم پر انہوں نے روزہ توڑ دیا۔ (بخاری)

۳۔ جمعہ کا دن عید نہ سہی لیکن عید جیسا تو ہے۔ یہ دن خوشی منانے کا ہے۔ غالباً اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف جمعہ کا روزہ رکھنے سے منع فرما دیا۔

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی روز انہیں جنت میں داخل کیا گیا۔ مالک، ابوداؤد، ترمذی۔ نسائی اور احمد کی روایت میں ہے کہ اسی روز ان کی (حضرت آدم علیہ السلام) توبہ قبول ہوئی۔ اس لئے یہ مبارک دن خوشی منانے کا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جمعہ کا دن عید ہے اس لئے عید کے دن کو روزہ کا دن نہ بناؤ مگر اسی طرح کہ اس سے پہلے یا بعد بھی روزہ رکھو۔ (ابن خزیمہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ آیت "الیوم اکملت لکم دینکم" (آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا) ایک یہودی

کے سامنے پڑھی تو اس نے کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدوں کے دن اُتری تھی جمعہ اور عرفہ کے دن۔ (ترمذی)

مذکورہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات کے میدان میں نازل ہوئی تھی اور اس دن حسن اتفاق سے جمعہ بھی تھا۔

شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیوی اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر ایک دن کا روزہ بھی نہ رکھے سوائے رمضان کے۔ (بخاری مسلم۔ احمد۔ ابوداؤد۔ بیہقی۔ دارمی۔ ترمذی)

۲۔ شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کا نفلی یا واجب روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (عالم گیری)

امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک بیوی کا اپنے شوہر کی موجودگی میں نفلی روزہ رکھنا حرام ہے۔ (الفتح الربانی)

اس لئے عورت کو چاہئیے کہ نفلی روزہ رکھنے سے پہلے شوہر سے اجازت حاصل کرلے۔

۳۔ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی قسم اور نذر کا روزہ نہ رکھے۔ اگر شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ رکھ لیا تو شوہر یہ روزہ تڑوا سکتا ہے۔ اگر شوہر کے حکم پر بیوی نے روزہ توڑ دیا تو عورت پر اس روزے کی قضا واجب ہوگی اور اس کی قضا میں بھی شوہر سے اجازت لینی ہوگی۔

(درمختار۔ ردالمختار۔ شرح التنویر)

۴۔ اگر شوہر سے جدائی ہو جائے (جیسے طلاق یا اس کی وفات) تو اب اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

۵۔ اگر روزہ رکھنے میں شوہر کا کچھ حرج نہ ہو مثال کے طور پر وہ بیمار ہے، سفر میں ہے یا احرام میں ہے تو وہ شوہر کی اجازت کے بغیر قضا کر سکتی ہے اگرچہ شوہر منع کرے لیکن نفلی روزہ اس کی اجازت کے بغیر ان دنوں میں بھی نہیں رکھ سکتی۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

۶۔ رمضان اور قضائے رمضان کے لئے شوہر کی اجازت کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ شوہر کے منع کرنے پر بھی عورت یہ روزے رکھے۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

وصال کے روزے

۱۔ دو یا دو سے زیادہ لگاتار ایسے روزے جن کے درمیان نہ سحری کھائی جائے اور نہ افطاری کی جائے وصال کے روزے کہلاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ میں وصال کرنے سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود تو وصال فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ میں اس طرح رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ میں وصال نہ کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو وصال فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ میں تمہارے جیسا نہیں ہوں۔ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

(ترمذی بسند حسن صحیح)

روزہ میں وصال صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے اور اُمت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اس لئے مکروہ ہے۔

روزہ میں وصال مکروہ ہے۔

(ابن خزیمہ۔ عالمگیری۔ درمختار۔ نورالایضاح۔ امام احمد، امام اسحاق رحمہم اللہ)

۲۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ممانعت کے باوجود روزہ میں وصال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت کے لئے اسے اس طرح تادیب فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وصال کیا اور ایک رات کچھ بھی نہ کھایا پیا۔ اتفاق سے اگلی شب عید کا چاند نظر آگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال ترک کر دیا ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ مزید کچھ دن کھانے پینے کا نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ کھانا پینا صحابی کے لئے اس لئے باعثِ تادیب تھا کہ جیسے باپ اپنے بیٹے سے کسی بات پہ خفا ہو کر کھانا پینا ترک کر دے اور باپ کی بھوک بیٹے کو تکلیف میں مبتلا کر دے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ میں وصال کرنے سے منع فرمایا۔ مومنوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو روزہ میں وصال کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں میری طرح کون ہے؟ مجھے تو میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے جب وہ شخص روزہ میں وصال کرنے سے منع نہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ ایک شب کھایا نہ پیا، پھر دوسری شب چاند نظر آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر عید کا چاند نکلنے میں (کچھ دنوں کی) تاخیر ہوتی تو میں کئی دنوں تک نہ کھاتا پیتا۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برائے نصیحت تادیب کے طور پر فرمایا

کیونکہ وہ شخص وصال سے منع نہ ہوا۔ (صحیح بخاری)

۴۔ روزہ میں وصال کا اگر کسی کو حد سے زیادہ شوق ہو تو وہ سحری سے سحری تک وصال کرسکتا ہے یعنی افطاری نہ کرے لیکن سحری کے وقت ضرور کھائے پیئے۔ یہ اجازت مندرجہ ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وصال نہ کرو۔ پھر بھی تم میں سے کوئی چاہے تو سحری تک وصال کرسکتا ہے۔ (بخاری مسلم۔ احمد۔ ابوداؤد)

ہمیشہ روزہ رکھنا

۱۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ یارسول اللہ! وہ شخص کیسا ہے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ ہی افطار کیا۔ (مسلم۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ احمد۔ ترمذی بسند حسن)

یعنی ہمیشہ روزہ رکھنے والا روزہ دار ہی نہیں یا دوسرے لفظوں میں اس کے لئے اس کی روزہ داری کا ثواب ہی نہیں اور بھوک پیاس کے سوا اس نے کچھ نہ پایا۔

۲۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ہمیشہ روزہ رکھا اس پر جہنم اس طرح تنگ کردی گئی اور یہ فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی کو بھینچا۔ (احمد)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کہا۔ تو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نماز میں

کھڑا رہتا ہے۔ میں نے عرض کیا درست ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو ایسا کرے گا تو تیری آنکھوں میں گڑھا پڑ جائے گا اور بدن کمزور ہو جائے گا۔ ہمیشہ کا روزہ کوئی نہیں۔ (بخاری)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ اے عبداللہ! مجھے خبر ملی ہے کہ تو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات قیام میں گزارتا ہے۔ میں نے عرض کیا سچ ہے یارسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسا نہ کر روزہ بھی رکھ اور رر یک بھی کر اور قیام بھی کر اور نیند بھی لے۔ اس لئے کہ تیرے جسم کا بھی تجھ پہ حق ہے اور تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ نہیں رکھا۔ ہر مہینے میں تین دن کا روزہ ہمیشہ روزہ رکھنے کی طرح ہے۔ ہر مہینے میں تین دن کا روزہ رکھ اور ہر مہینے میں ایک قرآن ختم کر۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو پھر بہترین روزہ رکھ، داؤد علیہ السلام کا روزہ، ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن نہ رکھ اور سات راتوں میں ایک قرآن پڑھ اور اس سے تجاوز نہ کر۔ (بخاری مسلم)

جب رحمت للعالمین نے ہمیشہ روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے اور اس روزہ کو روزہ ہی نہیں سمجھا تو اسے رکھنے میں کیا بھلائی ہو سکتی ہے۔ پھر جب ہر مہینے میں تین نفلی روزے ہمیشہ روزہ رکھنے کے متبادل ہو سکتے ہیں تو خود کو ناحق مشقت میں ڈالنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اگر مناسب ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ روزہ رکھنے کی اجازت مرحمت فرما دیتے۔

۵۔ ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

(درمختار۔ امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ)

صوم سکوت

ایسا روزہ جس میں روزہ دار خود پر کسی سے بات چیت نہ کرنا بھی واجب کرلے صوم سکوت کہلاتا ہے۔ یہ روزہ خود کا یا کسی دوسرے کے نقصان کا باعث بن سکتا ہے مثلاً کوئی ایسا کام ہو جس میں خاموشی اختیار کرنے سے اپنا خسارہ ہو جائے یا صوم سکوت والے سے کوئی شخص ایسی بات معلوم کرنا چاہتا ہو جو معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اس کے لئے نقصان کا باعث بن جائے۔ اس لئے یہ روزہ مکروہ ہے صوم سکوت مکروہ ہے۔ (نورالایضاح۔ مراقی الفلاح)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کھڑے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تو لوگوں نے بتایا کہ اس کا نام ابو اسرائیل ہے اور اس نے یہ نذر مانی ہے کہ وہ کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہیں، نہ سایہ کرے گا نہ بات چیت کرے گا اور روزہ سے رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے حکم دو کہ بات چیت کرے، بیٹھے اور اپنا روزہ ختم کرے۔ (بخاری۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

ہر ماہ میں پندرہ سے زیادہ نفلی روزے

۱۔ ہر ماہ میں زیادہ سے زیادہ پندرہ نفلی روزے رکھنے کی اجازت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو نفلی روزے رکھنے کا بہت شوق تھا وہ روزانہ روزہ رکھتے تھے لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی روزہ داری کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا ناغہ روزہ رکھنے سے روک دیا اور ان کو صرف تین روزے ایک ماہ میں رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی پھر صحابی رض

کے شوق و طلب پر رفتہ رفتہ پانچ، سات، نو، گیارہ اور آخر میں ایک دن روزہ رکھنے اور ایک دن روزہ نہ رکھنے کی ہدایت فرمائی اس حکم کے ساتھ کہ "اس سے زیادہ نہیں" اسلامی مہینہ انتیس یا تیس دن کا ہوتا ہے اس طرح ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ کے حساب سے ان کی تعداد پندرہ ہوتی ہے۔ اس تعداد پہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ تعداد سے تجاوز نہ کرنے کا حکم دینا اس امر کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ماہ میں اس سے زیادہ نفلی روزے رکھنا پسند نہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حد بندی پر مذکورہ صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی خاموشی اختیار کر لی اور اس سے زیادہ کی اجازت طلب نہ کی ورنہ شاید وہ اس حد سے تجاوز کی اجازت بھی طلب کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ماہ میں پندرہ سے زیادہ نفلی روزے مکروہ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ اے عبداللہ! مجھے خبر ملی ہے کہ تو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات نماز میں گذارتا ہے میں نے عرض کیا سچ ہے یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسا نہ کر۔ روزہ بھی رکھ اور روزہ ترک بھی کر اور نماز بھی پڑھ اور نیند بھی لے کیونکہ تیرے بدن کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیرے لئے ہر ماہ میں تین روزے کافی ہوں کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا تو گویا تیری ساری زندگی روزہ داری میں شمار ہو گی۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے سختی چاہی تو مجھ پر سختی کی گئی۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو داؤد علیہ السلام کے روزے رکھا کر اور اس سے تجاوز نہ کر میں نے دریافت کیا کہ داؤد علیہ السلام کس طرح روزے رکھا کرتے تھے؟ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن روزہ نہ رکھ۔ (صحیح بخاری)

۲۔ مذکورہ صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عمر بھر ان روزوں کو باقاعدگی سے رکھا اور نفلی ہونے کے باوجود ان روزوں کو ترک نہ کیا۔ بڑھاپے میں جب ماہانہ پندرہ روزوں کی وجہ سے مشقت محسوس ہوئی تو کہتے تھے کہ کاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرحمت فرمائی ہوئی رخصت قبول کرلیتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی کے شوق کے پیش نظر تین روزوں سے رفتہ رفتہ ان کی تعداد پندرہ کی تھی۔ کئی بار طلب کرنے پر ملی ہوئی ان روزوں کی اجازت کی وجہ سے شاید صحابی کو ان کی تعداد میں کمی گوارا نہ تھی اور ضعیفی میں بھی ان روزوں کی مشقت اٹھائی حالانکہ یہ نفلی روزے تھے جنہیں کم بھی کیا جاسکتا تھا اور ترک بھی۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص جب بوڑھے ہو گئے تو کہتے تھے "کاش میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مرحمت فرمائی ہوئی رخصت قبول کرلیتا۔" (صحیح بخاری)

جب پندرہ روزے باعث مشقت ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے زیادہ رکھنے کی اجازت بھی نہیں دی تو اس تعداد سے زیادہ روزے ہر ماہ میں رکھنا مکروہ ثابت ہوتا ہے۔ ایک اور روایت ہے کہ قبیلہ باہلہ کے ایک ایک شخص سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا جسم لگاتار روزے رکھنے سے متغیر ہو گیا تھا "تم سے کس نے کہا تھا کہ اپنے آپ کو عذاب میں ڈالو، حرمت والے مہینوں کے روزے رکھو اور چھوڑ دو۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تین انگلیوں کو ملایا اور پھر چھوڑ دیا۔ یعنی حرمت والے مہینوں کے بھی لگاتار روزے مت رکھو اور تین نہ رکھو۔ مذکورہ روایت احمد، نسائی، ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ہے۔

اس روایت سے بھی پندرہ سے زیادہ نفلی روزوں کی اجازت ثابت نہیں ہوتی۔ ایک ماہ میں تین دن روزہ رکھنے اور تین دن نہ رکھنے سے بھی پندرہ ہی

روزے شمار ہوتے ہیں۔

۴۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، یا رسول اللہ! وہ شخص کیسا ہے جو ایک
دن روزہ رکھے اور ایک دن روزہ نہ رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ
[illegible] وقت رکھتے ہیں۔ (مسلم)

اس حساب سے ایک سال میں کل روزے ہوتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس کی اجازت نہیں دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جواب کا مطلب
ہے کہ اس کی طاقت نہیں رکھتے ہیں جس کو روزے رکھنے ہیں۔ اگرچہ بعض روایات
سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینے میں پندرہ سے زیادہ نفلی روزے
رکھے جیسے شعبان کے [illegible] روزے لیکن خاص طور پر امت کو اس
کی عادت ڈالنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: جب نصف شعبان گزر جائے تو روزہ نہ رکھو۔

(ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

ایک مہینہ میں پندرہ سے زیادہ نفلی روزوں کی ممانعت اس شخص کے لئے ہے
کہ جو ہر مہینے پندرہ سے زیادہ نفلی روزے رکھے یعنی اگر وہ سال بھر ہر مہینے
[illegible] پندرہ سے زیادہ روزے رکھنا چاہے تو پورے روزے رکھنے کی ہیں منقول
[illegible] جو ممانعت کا سبب ہو گیا ہے کہ ایک مہینہ میں دو سے زیادہ پندرہ
روزوں کی اجازت دی گئی ہے یعنی اس شخص کے لئے جس نے عادت زیادہ مہینہ
[illegible] پندرہ روزے رکھے تو [illegible] پندرہ سے زیادہ روزے بھی رکھ
[illegible] ہے مکروہ ہیں جو شخص کبھی کبھی نفلی روزہ رکھتا ہو وہ مہینے میں [illegible]

روزے رکھتا ہو وہ اگر کسی وقت پورے مہینے کے روزے بھی رکھ لے تو اس کے لئے مکروہ نہیں۔

ممنوع روزے

عید الفطر، عید الاضحیٰ اور ایام تشریق کے دنوں میں کسی بھی قسم کا روزہ رکھنا منع ہے۔ ہمارے حنفی مسلک میں یہ روزے مکروہ تحریمی ہیں یعنی ایسے مکروہ جن کی کراہت حرام کے قریب قریب ہے جبکہ اکثریت کے نزدیک ان کا رکھنا حرام ہے اس لئے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ ان میں سے کسی بھی دن کا روزہ رکھ کر گناہ کا مرتکب نہ ہو۔

(مراقی الفلاح۔ شرح التنویر۔ شامی۔ فتح الربانی۔ الفقہ علی المذاہب الاربعہ)

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزے کی ممانعت ۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

(بخاری، مسلم، ابوداؤد۔ ترمذی۔ بیہقی)

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دو دنوں میں روزہ نہیں"

(بخاری، مسلم)

۳۔ حضرت ابو عبید مولیٰ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں قربانی کے دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا آپ رضی اللہ عنہ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو دنوں کے روزے سے منع فرمایا، یوم الفطر میں اس لئے کہ یہ تمہارے روزوں سے افطار کا دن ہے اور مسلمانوں کے

لئے عید ہے اور اضحیٰ کے دن اس لئے کہ تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاؤ۔
(بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ احمد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ بیہقی)

۴۔ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔
(مراقی الفلاح۔ شرح التنویر۔ عالمگیری۔ درمختار۔ ردالمختار)

ایام تشریق میں روزے کی ممانعت

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ منیٰ میں گھوم کر یہ اعلان کر دیں کہ ان دنوں میں روزہ نہ رکھو۔ اس لئے کہ یہ کھانے پینے اور اللہ کو یاد کرنے کے دن ہیں۔
(احمد۔ دار قطنی)

ایام تشریق ماہ ذوالحجہ کی گیارہویں بارہویں اور تیرہویں تاریخوں پر مشتمل ہیں۔ قربانی کے بعد حاجی منیٰ کے قیام پر انہی تین دنوں میں قیام کرتے ہیں اس لئے مذکورہ حدیث میں "ان دنوں" سے مراد بلاشک وشبہ ایام تشریق ہی ہیں۔

۲۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عرفہ کا دن اور قربانی کا دن اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کی عید کے دن ہیں اور یہ دن کھانے اور پینے کے ہیں"۔ (ترمذی بسند حسن صحیح)

۳۔ حضرت نُبیشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایام تشریق کھانے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں"۔ (مسلم)

۴۔ ایام تشریق میں روزے مکروہ تحریمی ہیں۔ (عالمگیری۔ درمختار۔ ردالمختار، مراقی الفلاح)

تراویح یا قیام رمضان

تراویح کے معنی استراحت یا ٹھہرنے کے ہیں اور ترویحہ کی جمع تراویح ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیونکہ ہر ترویحہ (یعنی چار رکعت) کے بعد کچھ دیر ٹھہرتے تھے
اسی لئے رمضان میں رات کے قیام کا نام تراویح رکھا گیا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ
فرماتے ہیں کہ قیام رمضان سے مراد تراویح ہی ہے۔ جمہور کا مذہب یہی ہے۔

تراویح کی ابتداء: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار (رمضان میں) آدھی رات کے وقت گھر سے نکلے اور مسجد
میں تراویح کی نماز پڑھی۔ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ نماز پڑھی۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے اس کا تذکرہ کیا۔ دوسری رات اس سے
سے زیادہ لوگ جمع ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ صبح کو لوگوں
نے پھر اس بات کا ذکر کیا اور تیسری رات بہت سے لوگ جمع ہوئے۔ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف لائے نماز پڑھی۔ جب چوتھی رات آئی تو اس قدر لوگ جمع ہوئے
کہ مسجد میں لوگوں کا سمانا مشکل ہو گیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف فجر کی نماز
کے لئے تشریف لائے۔ نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف
متوجہ ہوئے اور تشہد پڑھنے کے بعد فرمایا۔ مجھ پر تمہارا آنا پوشیدہ نہیں تھا لیکن
مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اسے ادا نہ کر سکو۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور یہ نماز اسی طرح تھی۔ (بخاری)

اس نوعیت کی حدیث کو مسلم۔ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، احمد اور مالک
نے بھی نقل کیا ہے۔

تراویح پڑھنے کا وقت

۱۔ اس نماز کا وقت عشاء کی نماز کے فرضوں کے
بعد سے طلوع فجر تک ہے۔ انہیں وتر سے پہلے
بھی پڑھ سکتے ہیں اور بعد میں بھی۔ (درمختار)

۲۔ تہائی رات تک تاخیر کر کے تراویح پڑھنا مستحب ہے اور اگر آدھی رات کے

بعد پڑھی جائیں تو بھی کسی قسم کی کراہت نہیں ۔ (درمختار)

۴۔ اگر تراویح کسی وجہ سے فوت ہو جائیں تو ان کی قضا نہیں، جماعت کے ساتھ نہ بغیر جماعت کے۔ اگر کسی نے بطور قضا پڑھ لیں تو تراویح نہیں بلکہ نفل ہوں گے۔

(درمختار۔ ردالمحتار۔ بحر)

کیونکہ قضا صرف فرائض، واجبات یا فجر کی سنتوں کی ہوتی ہے۔

(درمختار۔ فتاوی ہندیہ)

تعداد رکعات :۔ ۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں جماعت سے الگ بیس رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ (بیہقی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

(امام بغوی فی مصابیح السنہ۔ امام طبرانی فی معجم کبیر)

۲۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور عثمان و علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی اسی طرح تھا۔ (بیہقی بسند صحیح)

۳۔ حضرت یزید بن رومان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ تیئس رکعت پڑھتے تھے۔

(موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ)

اس میں تین رکعتیں وتر کی شامل ہیں۔ (بیہقی)

۴۔ حضرت یحیٰی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔

(ابن ابی شیبہ)

۵۔ حضرت عبدالرحمٰن اسلمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وتر خود پڑھایا کرتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی)

۶۔ حضرت عبدالعزیز بن رفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں مدینہ میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ)

۷۔ اکثر اہل علم کے نزدیک جیسا کہ حضرت علی، حضرت عمر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے مروی ہے تراویح کی بیس رکعات ہیں۔ امام سفیان ثوری، ابن مبارک اور شافعی رحمۃ اللہ علیہم اس کے قائل ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی طرح اپنے شہر مکہ والوں کو بیس رکعت پڑھتے ہوئے پایا ہے۔ (ترمذی)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی تراویح کی بیس رکعات ہیں۔ حنفی اور شافعی مسلک والوں کا استدلال یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت پر لوگوں کو جمع کیا اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس تعداد پر اتفاق کیا۔ ان کے بعد کے خلفائے راشدین میں سے کسی نے بھی اس تعداد کی مخالفت نہ کی۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ تعداد کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے جاری نہیں فرمادیا بلکہ اس حکم کے پیچھے آپ کی نگاہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی نہ کوئی بنیاد ضرور رہی ہوگی۔ ایک روایت کے مطابق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی تعداد کے قائل ہیں۔

۸۔ تراویح کی بیس رکعات ہیں۔ (المغنی)

۹۔ مسجد الحرام مکۃ المکرمہ میں اور مسجد نبوی شریف مدینہ منورہ میں تراویح کی بیس رکعات ہوتی ہیں۔

جماعت کی ابتداء:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (رمضان کے) روزے رکھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینے کے اکثر ایام میں ہمارے ساتھ قیام نہیں کیا۔ جب سات راتیں باقی رہ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تہائی رات تک تراویح پڑھائیں۔ جب چھ راتیں باقی رہ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام نہیں کیا پھر جب پانچ راتیں رہ گئیں تو ہمارے ساتھ آدھی رات تک قیام کیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ باقی رات بھی ہمیں نماز پڑھاتے (تو اچھا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص امام کے ساتھ سلام پھیرنے تک نماز میں شریک رہے اس کے لئے پوری رات کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ پھر جب چار راتیں باقی رہ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ تراویح نہیں پڑھیں یہاں تک کہ تہائی رات باقی رہ گئی۔ جب تین راتیں باقی رہ گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل خانہ خواتین اور دوسرے لوگوں کو جمع کیا اور تراویح پڑھائیں یہاں تک کہ ہمیں فلاح فوت ہو جانے کا اندیشہ ہوا۔ حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ فلاح کسے کہتے ہیں تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "سحری کے کھانے کو"۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مہینہ کے باقی ایام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا۔ (ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی بسند حسن صحیح)

ترمذی کی روایت میں "اس کے بعد مہینہ کے باقی ایام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا" کا ذکر نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک یہی صورت رہی یعنی لوگ اپنی اپنی تراویح بلا جماعت پڑھتے رہے اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں بھی یہی دستور تھا۔

(بخاری مسلم۔ ترمذی بسند صحیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی تین راتوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تراویح پڑھائیں اور پھر یہ سوچ کر کہ کہیں یہ نماز فرض نہ کردی جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت ترک فرما دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو اس نماز کی یہی کیفیت تھی۔ اور جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عہدِ خلافت آیا تو یہ نماز ایسی ہی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے گہرے غور و فکر کے بعد تراویح کی جماعت شروع کرا دی کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ان کی فرضیّت کا امکان نہیں تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبد القاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان کی ایک رات میں حضرت عمر بن خطاب کے ساتھ مسجد میں گیا تو دیکھا کہ لوگ الگ الگ نماز (تراویح) پڑھ رہے ہیں۔ کوئی تنہا نماز پڑھ رہا ہے تو کسی کے ساتھ چند دوسرے لوگ بھی شامل ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ میرا خیال ہے اگر میں ان سب کو ایک قاری کی امامت میں جمع کردوں تو بہتر ہو گا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ پختہ ارادہ کر لیا اور سب کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے جمع کر دیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ ایک رات پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا تو دیکھا کہ لوگ اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے

ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بدعت بہت اچھی ہے اور رات کے جس حصے میں تم سو رہتے ہو اس سے بہتر ہے کہ جس میں نماز (تراویح) پڑھتے ہو۔ لوگ ان دنوں شروع رات ہی میں تراویح پڑھ لیتے تھے (یعنی تراویح پڑھنے کے لئے رات کا آخری حصہ رات کے ابتدائی حصے سے بہتر ہے۔

(بخاری۔ ابن خزیمہ۔ بیہقی)

جماعت سنّت کفایہ ہے:۔ تراویح میں جماعت سنّت کفایہ ہے۔ اگر سب لوگ مسجد میں تراویح باجماعت پڑھنا ترک کر دیں گے تو سب لوگ گنہگار ہوں گے۔ اگر چند لوگ باجماعت پڑھ لیں اور بعض بلاجماعت پڑھ لیں تو پھر ترک سنت کا گناہ نہ ہوگا۔ مگر ایسا مقتدی جس کے جماعت میں شامل ہونے سے مسجد میں جماعت بڑی ہوتی ہو اور شامل نہ ہونے کی وجہ سے لوگ جماعت میں کم آتے ہوں تو ایسے شخص کو بلاعذر جماعت ترک کرنے کی اجازت نہیں۔ (عالم گیری)

شافعی اور حنبلی مسلک میں تراویح کی جماعت سب کے لئے سنت ہے یعنی چند لوگوں کے جماعت سے پڑھ لینے سے یہ سنت سب کی طرف سے ادا نہیں ہو جائے گی اس لئے کوشش کر کے جماعت میں شامل ہونا چاہیئے حنفی مسلک میں بھی بہتر یہی ہے کہ تراویح باجماعت ادا کی جائیں اور مسجد میں ادا کرنا بہترین ہے۔

تراویح مسجد میں باجماعت ادا کرنا افضل ہے۔ اگر گھر میں باجماعت ادا کیں تو جماعت ترک کرنے کا گناہ نہ ہوا لیکن وہ ثواب حاصل نہ ہوگا جو مسجد میں ادا کرنے کا ہوتا ہے۔

(عالم گیری۔ کبیری)

تراویح سنّت مؤکدہ ہیں:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو تم پر فرض اور قیام (یعنی تراویح) کو سنت کیا ہے لہٰذا جو شخص ایمان اور حصول ثواب کی نیت سے روزے رکھے گا وہ اپنے گناہوں

سے اس دن کی طرح نکل جائے گا جس دن کہ اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ (نسائی)

اس امر پر سب کا اتفاق ہوا ہے کہ تراویح کی نماز مرد اور عورت دونوں کے لئے سنّت مؤکدہ ہے۔ (درمختار وغیرہ)

فضائل تراویح:۔ ۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو رمضان کی راتوں میں قیام کی ترغیب دیتے تھے، عزیمت کا حکم دئیے بغیر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس شخص نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا قیام کیا اس کے سابقہ گناہ معاف کر دئیے گئے۔

(بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

۲۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایمان و احتساب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے گا اور اس کا قیام کرے گا (یعنی تراویح پڑھے گا) وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح خارج ہو جائے گا جس دن کہ اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ (نسائی)

قرأت یا قرآن ختم کرنا:۔ ۱۔ تراویح میں ایک بار قرآن ختم کرنا سنّت مؤکدہ ہے دو بار فضیلت اور تین بار افضل۔ لوگوں کی کاہلی کی وجہ سے اس سنّت کو ترک نہ کرنا چاہیئے۔ (درمختار)

تراویح میں ایک بار قرآن ختم پر آئمہ اربعہ کا اتفاق ہوا ہے۔

۲۔ اگر ایک قرآن ختم کرنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ستائیسویں شب میں ختم ہو۔ اگر اس سے قبل یا اس کے بعد ختم ہو تو آخر رمضان تک تراویح پڑھتے رہیں کیونکہ یہ سنّت مؤکدہ ہیں۔ (عالم گیری۔ فتاویٰ ہندیہ)

ستائیسویں شب کو قرآن ختم کرنا مستحب ہے۔ (بحر)

۳۔ ہر عشرے میں ایک بار قرآن ختم کرنا افضل ہے۔ (بحر)

۴۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق روایت ہے کہ آپ رمضان المبارک میں اکسٹھ قرآن ختم کیا کرتے تھے ہر دن میں ایک اور ہر رات میں ایک اور ایک تراویح میں۔ (مراقی)

اگر مقتدی شوق رکھتے ہوں تو ایک رات میں ایک قرآن بھی ختم کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ تراویح میں ایک مرتبہ قرآن ختم کرنا سنّت مؤکدہ ہے۔ اگر اندیشہ ہو کہ ایسا کرنے سے لوگ نمازمیں نہ آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی تو بہتر ہے کہ اسی قدر پڑھا جائے جس قدر لوگوں کو گراں نہ گزرے۔ (بحر)

اس صورت میں بعض کہتے ہیں کہ ہر رکعت میں سورت اخلاص پڑھی جائے لیکن بہتر یہ ہے کہ سورت فیل سے آخر قرآن تک کی سورتیں پڑھی جائیں۔ یہ تعداد میں بھی دس ہیں اور دو بار پڑھنے سے بیس رکعتیں ہو جائیں گی۔ (بحر۔ عالمگیری)

۶۔ تراویح میں کسی سورت کے شروع میں ایک مرتبہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" امام کو بلند آواز سے پڑھ دینا چاہیئے کیوں کہ یہ بھی قرآن کی ایک آیت ہے اگر چہ کسی سورت کا حصّہ نہیں۔ اگر نہیں پڑھی تو قرآن ختم ہونے میں ایک آیت کی کمی رہ جائے گی اور اگر متہ میں پڑھی تو مقتدیوں کے قرآن ختم ہونے میں ایک آیت کی کمی رہ جائے گی۔ (عالم گیری)

۷۔ اگر محلے کی مسجد میں قرآن ختم نہ ہو گا تو کسی دوسری مسجد میں۔ جہاں قرآن پورا پڑھا جاتا ہو تراویح پڑھنا درست ہے۔ (کبیری۔ عالم گیری)

۸۔ اس طرح اگر اپنی مسجد کا امام قرآن غلط پڑھتا ہو تو کسی دوسری مسجد میں جا کر تراویح پڑھنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ ہندیہ۔ عالم گیری)

۹۔ اگر عالم حافظ بھی ہو تو اس کے لئے افضل ہے کہ تراویح خود پڑھے اور کسی دوسرے کی اقتداء نہ کرے۔ (عالم گیری)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قاری (یعنی عالم اور حافظ) تراویح تنہا پڑھے۔ (ترمذی)

۱۰۔ تراویح میں قراءت کی کوئی مقدار مقرر نہیں لیکن روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم طویل قراءت کیا کرتے تھے۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قاری نماز (تراویح) میں وہ سورتیں پڑھتا تھا جو سو آیتوں سے زیادہ ہوتی تھیں یہاں تک کہ ہم قیام کی طوالت سے مجبور ہو جاتے تھے کہ عصا کا سہارا لے لیں اور ہم فجر کے قریب اس نماز سے فارغ ہوتے تھے کہ۔ (مالک)

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت اُبی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سُنا ہے کہ ہم رمضان میں تراویح سے فارغ ہو کر آتے تو خادموں سے جلدی کھانے کے لئے کہتے اس خوف سے کہ کہیں سحری کا وقت ختم نہ ہو جائے اور دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ فجر ہو جانے کے اندیشے سے۔ (مالک)

حضرت اعرج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان میں قاری سورت بقرہ آٹھ رکعتوں میں پڑھتا تھا اور جب وہ بارہ رکعتوں میں سورت بقرہ ختم کرتا تو لوگ سمجھتے کہ ہلکی نماز پڑھی۔ (مالک)

۱۱۔ افضل یہ ہے کہ ہر شفع (دو رکعت) میں قراءت کی مقدار برابر ہو۔ اگر ایسا نہیں کیا تو پھر بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ اسی طرح ہر شفع کی پہلی اور دوسری رکعت میں قراءت مساوی ہو۔ دوسری رکعت میں قراءت پہلی سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے۔ (عالم گیری)

ذو ذو رکعت کرکے پڑھنا افضل ہے ہ۔ ا۔ تراویح کا دو دو کرکے پڑھنا

افضل ہے۔ (کبیری)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تراویح کی نماز دو دو رکعتیں کر کے پڑھا کرتے تھے۔
بخاری و مسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں کر کے ہے۔ مالکی مسلک میں ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرنا ضروری ہے ورنہ نماز درست نہ ہوگی لیکن باقی تین مسالک میں دو دو رکعت کر کے پڑھنا افضل ہے۔

۲۔ تراویح کی دو دو رکعت ایک سلام سے پڑھنا افضل ہے اور چار چار رکعتوں میں مضائقہ نہیں اور آٹھ رکعت ایک سلام میں پڑھنے میں بھی کراہت نہیں البتہ اس سے زیادہ خلاف اولیٰ اور مکروہ ہیں۔ (کبیری)

۳۔ تراویح کی بیس رکعتیں دس سلام سے پڑھیں یعنی ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیریں۔ اگر کسی نے بیس رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرا تو اگر ہر دو رکعت پر قعدہ کرتا رہا تو بیس تراویح ہو جائیں گی مگر کراہت کے ساتھ اور اگر بیچ میں قعدہ نہ کیا تھا تو دو رکعت کے قائمقام ہوئیں۔ (در مختار)

۴۔ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ جب دو رکعت پر سلام پھیرے تو ہر دو رکعت کی الگ نیت کرے اور اگر ایک ہی بار بیس رکعتوں کی نیت کر لی تو بھی جائز ہے۔ (ردالمحتار)

ہر چار رکعت کے بعد استراحت :- ۱۔ ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں۔ اسی طرح بیس تراویح کے بعد وتر سے پہلے بیٹھنا بھی مستحب ہے۔ (شرح التنویر، عالمگیری، فتاویٰ سراجیہ)

اگر وتر سے پہلے بیٹھنا لوگوں پر گراں گزرے تو نہ بیٹھیں۔ (عالم گیری)

اگر ہر چار رکعت کے بعد اور وتر سے پہلے چار رکعتوں کے وقت کے مساوی بیٹھنا لوگوں پر گرانی کا باعث ہو تو امام کو چاہیے کہ کم بیٹھے۔ (فتاویٰ سراجیہ)

۲- اس فرصت میں اختیار ہے کہ کوئی تسبیح پڑھے، کلمہ پڑھے، قرآن کی تلاوت کرے، درود شریف پڑھے، تنہا نفل پڑھے یا خاموش بیٹھا رہے۔ اہل مکہ کا معمول طواف کرنے اور دو رکعت نفل پڑھنے کا ہے اور اہل مدینہ کا معمول چار رکعت نفل پڑھنے کا ہے۔ (کبیری۔ شرح التنویر۔ غنیہ)

ہر چار رکعت کے بعد پڑھنے کے لئے مندرجہ ذیل تسبیح نہایت عمدہ ہے۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِی لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ۔ (شامی)

مسائل وتر:- ا۔ وتر نماز تراویح سے پہلے پڑھ لینا بھی درست ہے لیکن تراویح کے بعد پڑھنا بہتر ہے۔ (مراقی)

۲- رمضان المبارک میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے خواہ اسی امام کے پیچھے جس کی اقتداء میں عشاء و تراویح پڑھی ہیں یا کسی دوسرے کے پیچھے (عالم گیری - درمختار)

یہ جائز ہے کہ ایک شخص عشاء کی نماز اور وتر پڑھائے اور دوسرا تراویح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز عشاء اور وتر کی امامت کرتے تھے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تراویح کی۔ (عالم گیری)

۳- اگر عشاء کے فرض جماعت سے نہیں پڑھے اور عشاء کی نماز تنہا پڑھنے کے بعد تراویح میں امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو وتر بھی جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔ (درمختار۔ ہندیہ)

ایک قول یہ بھی ہے کہ ایسا شخص وتر تنہا پڑھے۔

اگر عشاء با جماعت پڑھی اور تراویح بلا جماعت تو وتر کی جماعت میں شریک ہو جا سکتا ہے۔ اگر عشاء تنہا پڑھی اور اگرچہ تراویح جماعت سے تو وتر تنہا پڑھے۔
(بہار شریعت بحوالہ درمختار ورد المحتار)

مذکورہ صورتوں میں کوئی وتر جماعت سے پڑھے یا تنہا دونوں ہی صورتوں میں درست ہیں لیکن رمضان المبارک میں وتر جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔

امام اور امامت :- ۱۔ ایک امام دو مسجدوں میں تراویح کی امامت کرواتا ہے تو اگر دونوں مسجدوں میں پوری پوری تراویح پڑھائے تو ناجائز ہے اور اگر گھر میں تراویح پڑھ کر مسجد میں آیا اور امامت کی تو مکروہ ہے۔ (عالم گیری)

اگر مقتدی نے دو مسجدوں میں پوری پوری تراویح پڑھیں تو مضائقہ نہیں مگر دوسری مسجد میں وتر نہیں پڑھ سکتا جب کہ پہلی میں پڑھ چکا ہو۔ (عالمگیری)

۲۔ صحیح قول یہ ہے کہ نابالغ بچہ تراویح میں بالغوں کی امامت نہیں کرا سکتا۔
(ہدایہ۔ درمختار)

نابالغ کے پیچھے بالغوں کی تراویح نہ ہوگی اور یہی صحیح ہے۔ (عالمگیری)

۳۔ ایک امام کے پیچھے عشاء اور دوسرے کے پیچھے تراویح اور وتر پڑھنا جائز ہے۔ (کبیری۔ درمختار۔ عالم گیری)

۴۔ تراویح پڑھانے کی اُجرت لینا یا دینا ناجائز ہے۔ اُجرت لینے والا اور دینے والا دونوں ہی گناہ کے حقدار ہیں۔ پیشگی اُجرت مقرر کر لینا کہ یہ لیں گے یہ دیں گے یا اُجرت کی مقدار طے نہ کی ہو بلکہ معلوم ہو کہ ہمیں کچھ ملنا ہے تو یہ بھی ناجائز ہے۔ اگر کہہ دیا جائے کہ کچھ نہیں دیا جائے گا یا حافظ صاحب کہہ دیں کہ کچھ نہیں لیں گے اور تراویح پڑھا دیں پھر اس کے بعد مقتدی حافظ صاحب کی خدمت کر دیں تو مضائقہ نہیں۔ (بہار شریعت)

عورت کی امامت:۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عورت مردوں کی امام نہیں ہو سکتی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کوئی عورت کسی مرد کی امامت نہ کرائے"۔ (ابن ماجہ)

البتہ عورت کا عورتوں کی امامت کرانا جائز ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ وہ تراویح الگ الگ پڑھیں۔

عورت کے لئے امام ہونا مکروہ تحریمی ہے پھر بھی اگر کوئی عورت عورتوں کی امام بنے تو کسی مرد امام کی طرح آگے تنہا کھڑی ہو کر امامت نہ کرائے بلکہ درمیان کھڑی ہو۔ (ردالمختار)

بالغ عورت کی امامت صرف عورتوں کے لئے درست ہے مگر کراہت کے ساتھ۔ (شامی)

عورت کی امامت عورتوں کے لئے جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ اگر کوئی عورت امامت کرائے تو عورتوں کے ساتھ صف کے درمیان میں کھڑی ہو جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا۔ (کتاب الآثار امام محمد رحمۃ اللہ علیہ)

عورت عورتوں کی امامت کرائے گی اور ان کے درمیان کھڑی ہو گی۔

(ابن عباس رضی اللہ عنہ)

تراویح کے مکروہات

۱۔ ایک سلام میں آٹھ سے زیادہ رکعتیں پڑھنا مکروہ ہے۔ (کبیری)

۲۔ قراءت اور ارکان کی ادائیگی میں جلدی کرنا مکروہ ہے۔ تعوذ، تسمیہ اور تسبیح کا ترک کر دینا بھی مکروہ ہے۔ (عالم گیری۔ درمختار)

۳۔ ہر دو رکعت تراویح کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح دس رکعت کے بعد تسبیح وغیرہ کے لئے بیٹھنا بھی مکروہ ہے۔

(درمختار۔ عالم گیری۔ کبیری)

۴۔ بغیر کسی عذر کے تراویح بیٹھ کر پڑھنا مکروہ ہے بلکہ بعض کے نزدیک تو ہوں گی ہی نہیں۔ (درمختار)

بغیر کسی عذر کے تراویح بیٹھ کر پڑھنے سے ادا ہو جائے گی مگر ثواب آدھا ملے گا۔ (ہندیہ)

اگر امام کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر تراویح کی نماز پڑھائے پھر بھی مقتدیوں کے لئے مستحب ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھیں۔ (خانیہ)

۵۔ وتر پڑھنے کے بعد لوگوں کو یاد آیا کہ دو رکعتیں باقی رہ گئیں تو جماعت سے پڑھ لیں۔ اگر آج یاد آیا کہ کل دو رکعتیں باقی رہ گئی تھیں تو جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ (عالم گیری)

۶۔ ہر چار رکعت تراویح کے بعد اگر کوئی نفل پڑھنا چاہے تو تنہا پڑھے، جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ (عامۃ الکتب)

۷۔ اگر کوئی گھر میں تراویح پڑھ کر مسجد میں آیا اور تراویح کی امامت کی تو یہ مکروہ ہے۔

(کبیری۔ عالم گیری)

متفرق مسائل:۔ ۱۔ تراویح کا وقت عشاء کی فرض نماز کے بعد شروع ہوتا ہے اور طلوع فجر تک باقی رہتا ہے۔ یہ وتر سے پہلے بھی پڑھی جا سکتی ہے اور وتر کے بعد بھی تراویح کی کچھ رکعتیں باقی ہوں اور امام وتر کے لئے کھڑا ہو گیا تو امام کے ساتھ وتر پڑھ

لئے جائیں اور تراویح کی باقی رکعتیں بعد میں ادا کر لی جائیں جبکہ عشاء کے فرض باجماعت پڑھے ہوں اور یہ افضل ہے۔ اگر وتر میں امام کے ساتھ شامل نہ ہوا جائے اور تراویح کی باقی رکعتیں پوری کر کے وتر تنہا پڑھ لئے جائیں تو یہ بھی درست ہے۔ اگر بعد میں معلوم ہو کہ عشاء کی نماز طہارت کے بغیر پڑھی تھی اور تراویح و وتر طہارت کے ساتھ تو عشاء و تراویح دوبارہ پڑھنے ہوں گے البتہ وتر کی نماز [illegible] اسے دہرانے کی ضرورت نہیں

(در مختار۔ ردالمحتار۔ عالم گیری)

۲۔ اگر تراویح پڑھ چکنے کے بعد معلوم ہو کہ عشاء کی نماز کسی وجہ سے نہیں ہوئی تو عشاء کی نماز کا اعادہ کرنے کے بعد تراویح کا اعادہ بھی کرنا ہوگا۔ (کبیری۔ مراقی۔ عالم گیری)

۳۔ تراویح کی جماعت عشاء کی جماعت کے تابع ہے اس لئے جس مسجد میں عشاء کی جماعت نہیں ہوئی اس میں تراویح کا جماعت سے پڑھنا درست نہیں۔ (کبیری)

۴۔ ایک مسجد میں لوگوں نے جماعت سے تراویح پڑھ لی ہیں اب دوبارہ پڑھنا چاہتے ہیں تو الگ الگ پڑھ سکتے ہیں جماعت کی اجازت نہیں۔ البتہ کسی دوسری مسجد میں تراویح کی جماعت ہو رہی ہو تو وہاں شریک ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری)

۵۔ افضل یہ ہے کہ ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھی جائیں اگر دو اماموں کے پیچھے پڑھنا چاہیں تو پورے ترویحہ (یعنی چار رکعت) پر امام بدلیں مثال کے طور پر آٹھ ایک کے پیچھے تو بارہ دوسرے کی اقتداء میں۔ (عالم گیری)

۶۔ مقتدی کو یہ جائز نہیں کہ تراویح کی جماعت شروع ہو چکی اور بیٹھا رہے اور جب امام رکوع کرنے کو ہو تو جماعت میں شامل ہو جائے یہ منافقوں کے مشابہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافق جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو کاہلی دکھاتے ہیں۔

(غنیہ۔ خانیہ)

۷۔ جس شخص پر نیند کا غلبہ ہو اسے چاہیئے کہ تھوڑی دیر سونے کے بعد تراویح پڑھے (شامی)

۸- مستحب یہ ہے کہ شب کا اکثر حصہ تراویح میں صرف کیا جائے (بحر)
۹- کوئی ایسے وقت مسجد میں پہنچا کہ عشاء کی جماعت ہو چکی تھی تو اسے چاہئیے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھے اور پھر تراویح کی جماعت میں شریک ہو اور تراویح کی چھوٹی ہوئی رکعتیں دو ترویحوں کے درمیان جلسہ کے وقت پوری کرے۔ اگر موقعہ نہ ملے تو وتروں کے بعد پڑھ لے یا وتروں کی جماعت ترک کر کے پڑھ لے یا پھر چھوٹی ہوئی رکعتیں تنہا پڑھ کر تراویح کی جماعت میں شریک ہو۔ (کبیری)
۱۰- اگر کسی وجہ سے تراویح کی نماز فاسد ہو جائے تو جتنا قرآن مجید فاسد ہونیوالی رکعتوں میں پڑھا ہے اس کا اعادہ کرنا چاہئیے تاکہ تمام قرآن مجید صحیح نماز میں مکمل ہو۔
(عالم گیری۔ خانیہ)
۱۱- اکثر علماء کے نزدیک ختم تراویح میں تین بار قل ھو اللہ احد پڑھنا بہتر ہے لیکن بعض کے نزدیک اچھا نہیں ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ)

<u>تراویح میں سہو</u>:- ۱- کوئی دوسری رکعت پر تشہد کے لئے بیٹھنا بھول کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو اگر تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو تشہد کے لئے بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے۔ اگر تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو تو چار رکعت پوری کرے اور سجدہ سہو اس صورت میں بھی ہے لیکن یہ دو رکعتیں تراویح کی اور دو نفل کی شمار کی جائیں گی۔ (عالم گیری۔ ہندیہ)
۲- کسی نے تین رکعت تراویح پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ اگر دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا تھا تو یہ ادا نہیں ہوئیں۔ ان کے بدلے میں دو رکعت دوبارہ پڑھے۔
(عالم گیری)
اگر دوسری رکعت پر قعدہ کیا تھا تو دو رکعتیں تراویح کی صحیح ہو گئیں لیکن تیسری رکعت جو نفل ہو گئی ہے کے ساتھ چوتھی رکعت بھی ملانی چاہئیے تھی جبکہ تیسری

رکعت پر ہی سلام پھیر دیا لہٰذا اب دو رکعت نفل کی قضا واجب ہوگی۔ اگر دوسری
رکعت کا قعدہ نہیں کیا تھا اور غلطی سے تیسری رکعت میں دو رکعت سمجھ کر سلام پھیر
دیا تو نماز فاسد ہو گئی۔ اب دو رکعت تراویح دوبارہ پڑھنی ہوں گی۔ (خانیہ)

۳۔ اگر دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا چار رکعتیں پڑھ کر قعدہ کر کے سلام پھیر دیا تو صرف
دو رکعتیں شمار ہوں گی۔ (کبیری)

اگر دو رکعت پر قعدہ کیا تھا تو چار رکعتیں شمار ہوں گی۔ (عالم گیری)

۴۔ وتر پڑھنے کے بعد لوگوں کو یاد آیا کہ دو رکعتیں باقی رہ گئیں تو جماعت سے پڑھ
لیں۔ (عالم گیری)

رکعات میں شبہ: ۱۔ تراویح کی رکعات کے بارے میں اگر شک ہو جائے
اور مقتدیوں میں رکعات کے بارے میں اختلاف ہو تو امام کے قول کا اعتبار
ہے۔ (عالم گیری۔ کبیری)

۲۔ اگر امام کو رکعتوں کی تعداد میں شک ہو جائے تو مقتدیوں کی رائے پر عمل کیا
جائے گا لیکن اگر مقتدیوں میں بھی اختلاف ہے تو پھر ان لوگوں کی بات مانی
جائے گی جو امام کے نزدیک سچے اور قابل اعتبار ہیں۔

(قاضی خان۔ کبیری۔ عالم گیری)

امام کو شک ہو گیا ہے کہ اٹھارہ رکعتیں ہوئی ہیں یا بیس اور مقتدیوں میں بھی اختلاف
ہے اور امام کو مقتدیوں میں سے کسی کے قول پر اعتبار بھی نہیں تو اس صورت
میں امام اور مقتدی بلا جماعت دو رکعتیں تراویح پڑھ لیں۔

(عالم گیری۔ فتاویٰ قاضی خان۔ کبیری)

۳۔ اٹھارہ رکعات پڑھ کر امام سمجھا کہ بیس پوری ہوگئیں اور وتر کی نیت باندھ لی
لیکن دو رکعت پڑھ کر یاد آیا کہ دو رکعتیں باقی رہ گئی ہیں پھر دو رکعت پر سلام

یر دیا تو یہ دو رکعتیں تراویح کی شمار نہ ہوں گی۔ (رحمانیہ)

لیلۃ القدر اور اس کے فضائل

۱۔ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کے لاتعداد انعامات ہیں جن میں سے کسی ایک کا بھی کما حقہٗ شکر بجالانا کسی کے بس کی بات نہیں لیکن ایک خاص انعام یہ بھی ہوا کہ ہمیں لیلۃ القدر یعنی شب قدر عطا فرمائی۔ اس شب میں یہ تاثیر رکھ دی گئی ہے کہ اس ایک شب کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے اعلیٰ وارفع ہے۔ اس شب کی فضیلت میں سورۃ لیلۃ القدر نازل فرمائی گئی۔

ترجمہ:۔ ہم نے اسے (یعنی قرآن کو) شب قدر میں نازل کیا ہے اور آپ کو
کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے
اس رات میں فرشتے اور روح (روح سے مراد روح القدس یعنی
جبرائیل علیہ السلام) اللہ کے حکم سے ہر امر خیر کو لے اترتے ہیں۔ (یہ
شب) سلامتی ہے۔ یہ طلوع فجر تک رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس رات کو مبارک رات بھی فرمایا ہے۔

ترجمہ:۔ قسم ہے اس واضح کتاب (یعنی قرآن) کی۔ ہم نے اسے ایک مبارک
رات میں نازل کیا ہے۔ (الدخان: ۲۔۳)

۲۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا جس نے اللہ کی راہ میں ہزار مہینوں تک ہتھیار لگائے رکھے تھے۔ یہ سن کر مسلمانوں کو حیرت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:۔

ترجمہ:۔ ہم نے اسے (یعنی قرآن کو) شب قدر میں نازل کیا ہے اور آپ کو
کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے)

یعنی شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں بنی اسرائیل کے مذکورہ شخص نے اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) ہتھیار لگائے رکھے تھے۔

(لباب النقول از امام سیوطی)

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بنی اسرائیل کے ایک مجاہد کا ذکر آیا جو ہزار مہینوں تک اللہ کی راہ میں ہتھیار لگائے رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب فرمایا اور اُمت کے لئے بھی اس کی تمنا پیدا ہوئی پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔ اے رب! آپ نے میرے اُمتیوں کو چھوٹی عمریں عطا فرمائی ہیں اس لئے ان کے عمل بھی کم رہیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے شب قدر عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہ شب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے تاقیامت مذکورہ مجاہد کے ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (تفسیر خازن)

تیسری روایت یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو رات کو عبادت میں گزارتا تھا اور دن کو دشمن کے خلاف جہاد کرتا تھا۔ اس نے یہ عمل ایک ہزار مہینوں تک کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ترجمہ:۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

یعنی یہ شب افضل ہے ان ہزار مہینوں سے جن میں اس شخص نے عبادت کی تھی اور جہاد کیا تھا۔ (ابن جریر)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک قابل اعتماد عالم سے سُنا جو فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی عمریں چھوٹی ہیں اس لئے دوسری اُمتوں کے اعمال کے مساوی ان کے اعمال نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کی عمریں طویل تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر عطا فرمائی جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جتنی خوشی آیت "شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے"
کے نازل ہونے پر ہوئی اتنی خوشی کسی اور چیز سے نہیں ہوئی۔ (غنیتہ الطالبین)

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رمضان آیا
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ جو مہینہ آیا ہے اس میں ایک ایسی رات
ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو اس کی بھلائی سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں
سے محروم رہا اور اس کی بھلائی سے وہی محروم ہوگا جو مکمل طور پر محروم ہے۔ (ابن ماجہ)

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
جس شخص نے ایمان اور ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کیا اس کے
تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ (بخاری۔ ابوداؤد۔ احمد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ شب قدر میں جبریل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ (زمین
پر) اترتے ہیں اور ہر اس شخص کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو
کر یا بیٹھ کر اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول ہو۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

اس رات میں فرشتے اتنی زیادہ تعداد میں زمین پر اترتے ہیں کہ زمین (اپنی تمام تر
وسعتوں کے باوجود) کم پڑ جاتی ہے۔ (تفسیر خازن)

۶۔ اس رات میں فرشتوں کو پیدا کیا گیا اور جنت میں درخت لگائے گئے۔
(مظاہر حق)

۷۔ اس رات میں حضرت آدم علیہ السلام کا مادہ جمع ہونا شروع ہوا۔ (درمنثور)
۸۔ اس رات توبہ قبول ہوتی ہے۔ (درمنثور)

لیلۃ القدر کی تلاش

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

شب قدر کو تلاش کرو۔ (بخاری)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ "لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کیا کرو" (بخاری، ترمذی بسند حسن صحیح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

(بخاری۔ ترمذی)

۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا پھر درمیانی عشرے میں ایک ترکی خیمے کے اندر۔ پھر خیمہ میں سے سر باہر نکال کر فرمایا: میں نے پہلے عشرے میں شب قدر کی تلاش کے لئے اعتکاف کیا تھا پھر درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا چنانچہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے خبر دی کہ یہ رمضان کے آخری عشرے میں ہوتی ہے۔ اس لئے جو کوئی میرے ساتھ اعتکاف کرنا چاہے وہ آخری عشرے میں اعتکاف کرے۔ مجھے شب قدر خواب میں دکھائی گئی تھی مگر میں بھول گیا میں نے خواب میں خود کو اس حال میں پایا کہ میں شب قدر کی صبح کو پانی اور مٹی میں سجدہ ریز ہوں۔ اس لئے تم شب قدر کو آخری عشرے میں تلاش کرو اور ہر طاق رات میں تلاش کرو۔ (بخاری، مسلم)

۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض

اصحاب کو لیلۃ القدر خواب میں رمضان کی آخری سات راتوں میں دکھائی گئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے خواب آخری چار راتوں پر متفق ہوئے لہٰذا جو شخص لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

(بخاری۔مسلم)

صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کسی موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہوئے ہوں گے اور لیلۃ القدر کا ذکر چل نکلا ہوگا چنانچہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خواب میں لیلۃ القدر کا مشاہدہ کرایا تھا بیان کیا اور ہر کسی کا مشاہدہ رمضان کی آخری سات راتوں میں سے کسی رات کا نکلا۔ اس طرح ثابت ہوا کہ لیلۃ القدر ہمیشہ ایک ہی رات میں عطا نہیں کی جاتی بلکہ بدل بدل کر عطا فرمائی جاتی ہے۔ یہ محض اتفاق ہے کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اس وقت حاضر تھے انہیں لیلۃ القدر آخری سات راتوں میں دکھائی گئی تھی ورنہ روایات سے آخری دس راتوں میں دکھایا جانا بھی ثابت ہے اور آخری دس راتوں والی روایات زیادہ صحیح اور زیادہ قوی ہیں۔

لیلۃ القدر کا تعیّن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کے مطابق یہ رات رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے۔ آخری عشرے میں کل پانچ طاق راتیں ہیں جو اکیسویں، تیئسویں پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں پر مشتمل ہیں۔ یہ مبارک رات انہی پانچ راتوں میں سے کوئی رات ہوتی ہے یعنی انہی پانچ راتوں میں پھرتی رہتی ہے۔ حتمی طور پر ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ کس رمضان میں کون سی شب لیلۃ القدر ہوگی لیکن اکثر آئمہ رحمہم اللہ کے نزدیک اس کی سب سے زیادہ توقع ستائیسویں شب میں ہوتی ہے۔ ذیل

میں ان پانچ طاق راتوں کا فرداً فرداً جائزہ لیا گیا ہے۔

اکیسویں رات :- ۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا پھر درمیانی عشرے میں ایک ترکی خیمے کے اندر پھر خیمہ میں سے سر باہر نکال کر فرمایا: "میں نے پہلے عشرے میں شب قدر کی تلاش کے لئے اعتکاف کیا تھا پھر درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا چنانچہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے خبر دی کہ یہ رمضان کے آخری عشرے میں ہوتی ہے اس لئے جو کوئی میرے ساتھ اعتکاف کرنا چاہے وہ آخری عشرے میں اعتکاف کرے۔ مجھے شب قدر خواب میں دکھائی گئی تھی مگر میں بھول گیا۔ میں نے خواب میں خود کو اس حال میں پایا کہ میں شب قدر کی صبح کو پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں اس لئے تم شب قدر کو آخری عشرے میں تلاش کرو اور ہر طاق رات میں تلاش کرو"۔ راوی کا بیان ہے کہ جس رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر دیکھی تھی اس رات بارش ہوئی تھی اور مسجد کی چھت جو کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی ٹپکی تھی اور میری آنکھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر پانی اور مٹی کا اثر دیکھا۔ یہ اکیسویں رات کی صبح تھی۔ (بخاری مسلم)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ایک دوسری روایت میں فرماتے ہیں کہ آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا لیکن پھر بادل آیا اور اتنا برسا کہ مسجد کی چھت ٹپکنے لگی جو کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ پھر نماز پڑھی گئی اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے پانی اور مٹی کا اثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر بھی دیکھا۔ (بخاری)

۲۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شب قدر کے اکیسویں رات میں ہونے کی روایات میرے پاس سب سے زیادہ قوی ہیں۔ (ترمذی)

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو جب نو راتیں باقی ہوں (یعنی اکیسویں شب کو) یا سات راتیں باقی ہوں (یعنی تیئسویں شب کو) یا پانچ راتیں باقی ہوں (یعنی پچیسویں شب کو) بخاری)

تیئسویں رات :۔ ۱۔حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا گھر جنگل میں ہے میں وہیں رہتا ہوں اور وہیں نماز پڑھتا ہوں اللہ کا شکر ہے مجھے ایک رات بتا دیجئے (یعنی شب قدر) کہ میں اس رات میں مسجد نبوی میں حاضر ہو کر عبادت کروں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیئسویں رات کو آجاؤ" راوی کے بیٹے سے دریافت کیا گیا کہ تمہارے باپ کا کیا عمل تھا تو اس نے بتایا کہ وہ عصر کی نماز کے بعد مسجد نبوی میں داخل ہوتے (یعنی تیئسویں رات کے آغاز سے قبل) اور مسجد سے کسی کام کے لئے بھی نہ نکلتے جبتک کہ صبح کی نماز نہ پڑھ لیتے۔ پھر جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو ان کی سواری مسجد کے دروازے پر موجود ہوتی اور وہ اس پر سوار ہو کر جنگل میں چلے جاتے۔ (ابوداؤد)

اس سال غالباً تیئسویں رات میں لیلۃ القدر تھی جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر اپنے صحابی رضی اللہ عنہ کو دے دی اور صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھ لیا کہ شب قدر ہر سال اسی تاریخ کو ہوتی ہے حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ شب قدر آخری عشرے کی پانچ طاق راتوں میں ایک طاق رات سے دوسری طاق رات میں منتقل ہوتی رہتی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ ایک سال اگر تیئسویں رات میں شب قدر کا ظہور ہو تو دوسرے سال بھی اسی تاریخ کو ہو، دوسرے سال ان پانچ طاق راتوں میں سے کوئی بھی رات لیلۃ القدر ہو سکتی ہے۔ مذکورہ صحابی رضی اللہ عنہ کے لئے تیئسویں شب ہی قابل قدر تھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

صحابی رضی اللہ عنہ کو ہر سال تیئسویں رات کو شب قدر کا اہتمام کرنے سے منع بھی نہیں فرمایا۔

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر رمضان کے آخری عشرے میں ہے جب نو راتیں گزر جائیں یا سات راتیں باقی ہوں (یعنی انتیسویں یا تیئسویں رات) (بخاری)

پچیسویں رات :۔ ۱۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شب قدر کی خبر دینے کے لئے نکلے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمہیں شب قدر کی خبر دینے نکلا تھا کہ فلاں اور فلاں شخص کو جھگڑتے ہوئے پایا اور اس کی شناخت مجھ سے اٹھالی گئی۔ شاید اسی میں تمہاری بھلائی ہو لہٰذا تم اسے (آخری عشرے کی) نویں، ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو" (یعنی انتیسویں، ستائیسویں اور پچیسویں رات میں)۔ (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ شب قدر کی پچیسویں رات میں ہونے کے قائل ہیں۔ (مراقی الفلاح)

ستائیسویں رات :۔ ۱۔ حضرت زر بن حُبیش کہتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ہمارے بھائی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو کوئی پورا سال قیام اللیل کرے گا وہ شب قدر پالے گا۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ ان پر رحم فرمائے انھوں نے یہ اس نیت سے کہا ہے کہ لوگ اس رات پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں ورنہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہے کہ یہ رمضان کے آخری عشرے میں ہے اور وہ ستائیسویں رات ہے۔ پھر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ ستائیسویں کے علاوہ کوئی دوسری رات نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اے ابومنذر (یہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) آپ کس دلیل سے ایسا کہتے ہیں تو انھوں نے بتایا کہ اس علامت یا نشانی کی وجہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ہمیں بتائی کہ اس رات کی صبح کو سورج نکلتا ہے تو اس میں کوئی شعاع نہیں ہوتی۔ (یعنی روشنی تیز نہیں ہوتی۔ (مسلم)

حضرت زر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اے ابو منذر! آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ رات (یعنی لیلۃ القدر) ستائیسویں رات ہے تو آپ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ اس رات کی صبح کے سورج میں کوئی شعاع نہیں ہوتی۔ لہٰذا ہم نے اسے شمار کیا اور یاد رکھا۔ اللہ کی قسم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلوم ہے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے لیکن انھوں نے تمہیں اس لئے بتانا پسند نہ کیا کہ کہیں تم اسی پر بھروسہ نہ کر لو۔ (ترمذی بسند حسن صحیح)

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر تیئسویں یا ستائیسویں رات ہے۔ (ابن کثیر)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرما کر لیلۃ القدر کے متعلق دریافت کیا تو سب نے اس پر اتفاق کیا کہ یہ رمضان کے آخری عشرے میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک جب آخری عشرے کی سات راتیں گزر جائیں یا سات راتیں باقی رہیں (یعنی ستائیسویں یا تیئسویں رات) اور دلیل یہ بیان کی کہ سات کا عدد اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ آسمان سات بنائے زمین سات بنائیں، دن سات مقرر کئے زمانہ بھی سات دنوں میں بدلتا جاتا ہے طواف کعبہ میں سات پھیرے رکھے کنکریاں مارنے میں سات کا عدد رکھا، غرض اسی طرح کی کئی باتیں بیان کیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم تو وہ سمجھے جو ہم بھی نہیں سمجھے۔

احقر کے نزدیک سات کے عدد کی ایک خوبصورت مثال یہ دی جا سکتی

ہے کہ کلمہ طیبہ بھی سات لفظوں پر مشتمل ہے۔

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط

۳۔ اکثریت کی رائے میں لیلۃ القدر کا غالب گمان ستائیسویں رات میں عطا ہونے کا ہے۔ بعض کے نزدیک ستائیسویں رات کی طرف یہ اشارہ ہے کہ سورۃ القدر میں لیلۃ القدر کا ذکر تین بار آیا ہے۔ "لیلۃ القدر" نو حرفوں کا مجموعہ ہے اور نو کو تین سے ضرب دی جائے تو ستائیس کا عدد نکلتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تفسیر مدارک میں ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان)

۴۔ رمضان المبارک کی ستائیسویں تاریخ کے دن اللہ تعالیٰ نے ہمیں انگریز اور ہندو کی غلامی سے نجات دی اور پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔

۵۔ حدیث شریف میں ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو ہوتی ہے۔ (ابوداؤد)

اُنتیسویں رات:۔ ۱۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی نویں، ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔ یعنی اُنتیسویں، ستائیسویں اور پچیسویں رات میں۔ (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ لیلۃ القدر کو تلاش کرو جب نو راتیں باقی رہ جائیں

یاسات باقی رہ جائیں یا پانچ باقی رہ جائیں یا تین باقی رہ جائیں یا آخری رات میں
(یعنی اکیسویں، تئیسویں پچیسویں ستائیسویں یا آخری رات میں)
(ترمذی بسند حسن صحیح)
اگر مہینہ انتیس کا ہو تو انتیسویں رات ہی آخری رات ہوگی۔

لیلۃ القدر کے مشاغل

۱۔ اس مبارک رات کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے اور معمول سے زیادہ عبادت کرتے تھے۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا تہبند مضبوطی سے باندھ لیتے اور (عبادت کے لئے) راتوں کو جاگتے اور اہل خانہ کو جگاتے۔ (بخاری۔ مسلم)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں (عبادت کی) جس قدر کوشش فرماتے اتنی کسی دوسرے عشرے میں نہ فرماتے تھے۔ (مسلم۔ ترمذی)
اس برکت والی رات کے حصول کے لئے آخری عشرے میں عبادت کے لئے خود جاگنا اور اہل خانہ کو جگانا سنت ہے اگر اتنی توفیق نہیں تو کم از کم اس عشرے کی طاق راتوں کو سو کر ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ ان راتوں میں تراویح کے بعد نفل تلاوت قرآن اور توبہ استغفار میں مشغول رہنا چاہیئے تاکہ بجا طور پر خود کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا حقدار ثابت کیا جا سکے۔
۲۔ اپنے لئے یا دوسروں کے لئے دعا کرنا بھی عبادت ہے اور سنت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے اس لئے عبادت کے

بعد دعا ضرور کرنی چاہیئے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صاحب اسراء صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص طور پر لیلۃ القدر کی دعا دریافت فرمائی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر مجھے لیلۃ القدر معلوم ہو جائے تو کیا دعا کروں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا کرو "اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند فرماتا ہے لہٰذا مجھے بھی معاف فرما دے"۔

(احمد۔ ابن ماجہ۔ ترمذی۔ نسائی)

۳۔ اس رات جو کوئی مغرب اور عشاء کی نماز باجماعت ادا کرے گا، اسے بھی لیلۃ القدر کے قیام کا حصہ مل جائے گا۔ (غنیۃ الطالبین)

اگر عشاء کی نماز باجماعت پڑھ لی اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کا پختہ ارادہ ہے تو بھی شب بیداری کا ثواب مل جائے گا۔

(عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ)

اعتکاف اور اس کی اقسام

۱۔ اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد میں مخصوص طریقے سے نیت کے ساتھ ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ (مراقی الفلاح۔ عالم گیری۔ بحر الرائق)

۲۔ اعتکاف کیونکہ مسجد میں ہوتا ہے اس لئے معتکف کے لئے اجازت ہے کہ آرام کرنے اور سونے کے لئے مسجد میں بستر لگالے۔ (رد المحتار)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب

اعتکاف فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر بچھا دیا جاتا یا توبہ کے ستون کے پیچھے چارپائی ڈال دی جاتی۔ (ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

توبہ کا ستون مسجد نبوی شریف میں ایک ستون ہے جسے توبہ کا ستون اس لئے کہتے ہیں کہ ایک صحابی حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے خود کو اس کے ساتھ باندھ لیا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ (مرقات)

۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ترکی خیمہ میں اعتکاف فرمایا جس کے دروازے پر چٹائی کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا تھا۔ (ابن ماجہ)

اس روایت سے ثابت ہے کہ معتکف مسجد میں اپنے لئے ایک جگہ متعین کرسکتا ہے اور پردے وغیرہ ڈال کر خلوت مہیا کرسکتا ہے تاکہ عبادت میں یکسوئی حاصل ہوسکے۔

۴۔ معتکف کو چاہیے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے حدیث کی کتابیں پڑھے، دین کا علم حاصل کرے یا اس کی تعلیم دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی سیرت کی کتابیں پڑھے انبیاء علیہم السلام اور نیک و صالح لوگوں کی حکایات سنے اور سنائے یا دینی امور کی دیگر کتابیں پڑھے۔ غرض یہ کہ اعتکاف میں چپ بیٹھنا کوئی عبادت نہیں بلکہ ثواب سمجھ کر چپ بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے اور فضول باتیں کرنا بھی مکروہ ہے اس لئے دینی امور کی طرف راغب رہ کر ہی خود کو اعتکاف کی برکتوں کا مستحق بنایا جاسکتا ہے۔

(درمختار۔ بحرالرائق۔ عالمگیری)

۵۔ اعتکاف کی تین اقسام ہیں۔ واجب، مسنون، اور مستحب یا نفل۔

(درمختار، بحرالرائق۔ عالم گیری)

جس اعتکاف کی نذر مانی جائے وہ واجب ہو جاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں معلق اور غیر معلق۔ معلق یہ ہے کہ کوئی شخص اس طرح نذر مانے کہ اس کا فلاں کام ہو جائے گا تو وہ اتنے دن اعتکاف کرے گا یہ اعتکاف وہ کام ہو جانے کے بعد اس پر واجب ہو گا۔ غیر معلق یہ ہے کہ کوئی بغیر کسی شرط کے یوں دے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اس پر اتنے دنوں کا اعتکاف ہے۔ اس طرح بھی اس پر اعتکاف واجب ہو گیا یہ اعتکاف صرف دل میں ارادہ کر لینے سے واجب نہ ہو گا بلکہ زبان سے کہنے پر واجب ہو گا۔ اس اعتکاف میں روزہ رکھنا بھی ضروری ہے۔

مسنون اعتکاف رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف ہے اس کا پورا نام سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ اس اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے۔ اگر کسی مریض یا مسافر نے یہ اعتکاف کیا مگر روزہ نہ رکھنے کی اجازت کی وجہ سے روزہ نہ رکھا تو یہ اعتکاف نفل ہو جائے گا۔

مستحب اعتکاف (نفلی اعتکاف) رمضان کے آخری عشرے کے سوا کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے۔ رمضان کے پہلے اور دوسرے عشرے میں بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس میں روزہ شرط نہیں اس لئے اگر رمضان کے بعد کسی دن یہ اعتکاف کیا تو روزہ رکھنا واجب نہیں۔ (در مختار۔ رد المحتار، عالم گیری۔ بحرالرائق۔ مراقی الفلاح)

اعتکاف کی شرائط

اعتکاف کے لئے مندرجہ ذیل سات چیزیں شرط ہیں۔

ا۔ نیت:۔ اعتکاف کے لئے اعتکاف کی نیت ہونا ضروری ہے اس لئے اگر کوئی نیت کے بغیر مسجد میں ٹھہرا رہا تو وہ معتکف نہیں۔
(در مختار۔ بحر۔ فتاویٰ ہندیہ)

۲- جماعت والی مسجد :- جماعت والی مسجد وہ ہے جس میں امام اور مؤذن مقرر ہو اگرچہ اس میں پانچوں نمازیں باجماعت نہ ہوتی ہوں۔ سب سے افضل اعتکاف وہ ہے جو مکہ مکرمہ میں مسجد حرام میں کیا جائے۔ اس کے بعد مسجد نبوی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد اس کے بعد مسجد اقصیٰ اس کے بعد جامع مسجد اور اس کے بعد وہ بڑی مسجد جہاں جماعت زیادہ ہوتی ہو۔

(درمختار۔ ردالمختار۔ بحرالرائق، فتاویٰ ہندیہ، فتاویٰ قاضی خان، جوہرہ)

مسجد کی شرط صرف مردوں کے لئے ہے اور عورت اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے گی۔ گھر کی مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جو کسی عورت نے نماز پڑھنے کے لئے گھر میں مقرر کر رکھی ہو۔ اگر عورت نے گھر میں نماز کے لئے کوئی جگہ مقرر نہ کر رکھی ہو تو وہ گھر میں اعتکاف نہیں کر سکتی۔ البتہ اعتکاف کی نیت کے ساتھ ہی نماز کے لئے کوئی جگہ مقرر کر لی تو اس جگہ اعتکاف کر سکتی ہے اب یہ مخصوص جگہ اس کے لئے ایسی ہو گئی جیسے مرد کے لئے مسجد ہوتی ہے۔

(ہدایہ۔ درمختار۔ ردالمختار۔ عالم گیری)

۳- مسلمان ہونا :- معتکف کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے۔

(عالم گیری۔ درمختار۔ ردالمختار)

۴- عاقل ہونا :- اعتکاف کرنے والے کا بالغ ہونا ضروری نہیں بلکہ سمجھ بوجھ رکھنے والا نابالغ بچہ بھی اعتکاف کر سکتا ہے۔

(درمختار۔ ردالمختار۔ عالم گیری۔ مراقی الفلاح)

۵- جنابت سے پاک ہونا :- معتکف مرد و عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ جنابت سے پاک ہوں۔

(درمختار۔ ردالمختار۔ عالم گیری)

۶۔ حیض و نفاس سے پاک ہونا۔ معتکف عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا ضروری ہے۔ ان دونوں صورتوں میں عورت اعتکاف نہیں کر سکتی۔
(درمختار۔ ردالمحتار۔ عالم گیری۔ بحر)

۷۔ سنّت اور واجب اعتکاف میں روزہ سے ہونا۔ سنّت اور واجب اعتکاف میں روزہ شرط ہے ہاں نفلی اعتکاف میں روزہ سے ہونا شرط نہیں۔ (درمختار۔ ردالمحتار۔ عالم گیری)

واجب اعتکاف

۱۔ نذر کا اعتکاف واجب اعتکاف ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں معلق اور غیر معلق۔ معلق یہ ہے کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو مجھ پر اللہ کے لئے اعتکاف ہے اور غیر معلق یہ ہے کہ کسی کام کے ہونے کی شرط لگائے بغیر کوئی کہہ دے کہ مجھ پر اللہ کے لئے اعتکاف ہے۔ ان دونوں صورتوں میں اعتکاف واجب ہو جاتا ہے۔ یہ نذر کا اعتکاف ہے اور واجب ہے۔ اس کے وجوب کے لئے شرط ہے کہ اس کی نذر زبان سے مانی جائے ورنہ محض دل میں ارادہ کر لینے سے یہ واجب نہیں ہوتا۔ (درمختار۔ عالم گیری۔ بحر)

۲۔ اس اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے اس لئے جب کوئی نذر کا اعتکاف کرے گا تو روزہ رکھنا بھی واجب ہو گا۔ اگر کوئی نذر مانتے وقت یہ نذر مانے کہ صرف اعتکاف کروں گا روزہ نہیں رکھوں گا تو پھر بھی روزہ رکھنا واجب ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی صرف رات کے اعتکاف کی نذر مانے تو نذر صحیح نہ ہو گی کیونکہ روزہ رات کو نہیں دن کو رکھا جاتا ہے۔ اگر رات دن کی نذر مانی تو نذر درست ہے۔ اگر کئی دنوں کی نذر مانی تو رات بھی

شامل سمجھی جائے گی اور رات کا اعتکاف بھی ضروری ہوگا اور اگر صرف ایک دن کے اعتکاف کی نذر مانی تو اس میں رات شامل نہ ہوگی اور نذر درست ہو گی۔ (در مختار۔ عالم گیری۔ بحرالرائق)

واجب اعتکاف کے روزوں کے مسائل اور احکام واجب روزوں کے تیسرے باب "نذر کے اعتکاف کا روزہ" میں گزر چکے ہیں۔

- واجب اعتکاف کی کم سے کم مدت ایک دن ہے۔ کسی نے ایک دن کے اعتکاف کی نذر مانی تو اس میں رات شامل نہیں وہ طلوع فجر سے پہلے مسجد میں چلا جائے اور غروب آفتاب کے بعد واپس آجائے۔

(در مختار۔ عالم گیری۔ بحرالرائق)

- اگر دو تین یا زیادہ دنوں کے اعتکاف کی نذر مانی تو اختیار ہے کہ اتنے دنوں کا متواتر اعتکاف کرے یا متفرق، اعتکاف درست ہو جائے گا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ نذر مانتے وقت صرف دنوں کے اعتکاف کی نیت کی ہو۔ اگر نذر مانتے وقت صرف دنوں کے اعتکاف کی تخصیص نہیں کی یا رات اور دن مراد لیتے ہیں تو ان دونوں صورتوں میں دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے اور یہ اعتکاف لگاتار واجب ہوگا درمیان میں ناغہ نہیں کیا جا سکتا۔ (در مختار۔ عالم گیری)

- اگر ایک یا ایک سے زیادہ راتوں کے اعتکاف کی نذر مانی تو نذر درست نہیں کیونکہ رات روزہ کا محل نہیں۔ اگر نذر مانتے وقت صرف راتوں کی تخصیص نہیں کی یا رات دن دونوں ہی مراد لیتے ہیں تو پھر راتوں اور دنوں کا اعتکاف ان دونوں ہی صورتوں میں واجب ہے۔ یہ اعتکاف بھی بلاناغہ مسلسل کرنا ہوگا۔ (در مختار۔ عالم گیری)

۶۔ اگر کچھ دنوں کے اعتکاف کی نذر مانی اور صرف دن مراد نہیں لئے تو دنوں کے ساتھ راتوں کا اعتکاف بھی واجب ہے اسی طرح ایک یا ایک سے زیادہ راتوں کے اعتکاف کی نذر مانتے ہوئے صرف راتوں کی تخصیص نہیں کی یا راتوں کے ساتھ دنوں کے اعتکاف کو بھی مراد لیا ہے تو راتوں کے ساتھ دنوں کا اعتکاف بھی واجب ہوگیا۔ ان دونوں ہی صورتوں میں معتکف کو چاہیئے کہ غروب آفتاب سے پہلے پہلے مسجد میں اعتکاف کے لئے چلا جائے اور اعتکاف کے آخری دن غروب آفتاب کے بعد اعتکاف ختم کردے۔ (درمختار۔ عالم گیری)

۷۔ کسی مخصوص دن یا مخصوص مہینے کے اعتکاف کی نذر مانی تو اس دن یا مہینے سے قبل بھی یہ نذر پوری کی جاسکتی ہے جبکہ نذر معلق نہ ہو (یعنی ایسی نذر نہ ہو جس میں کسی کام کے ہونے کی قید لگائی گئی ہو) (عالم گیری)

۸۔ اگر کسی نے حرم شریف میں اعتکاف کی نذر مانی تو کسی دوسری مسجد میں بھی اعتکاف کرکے نذر پوری کی جاسکتی ہے۔ (عالم گیری)

مسنون اعتکاف

۱۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف سنت اعتکاف ہے۔ یہ سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے یعنی پوری بستی میں سے اگر ایک شخص نے بھی یہ اعتکاف کرلیا تو کافی ہے اور پوری بستی کی ذمہ داری پوری ہوگئی اور اگر ایک شخص نے بھی یہ اعتکاف نہ کیا تو ترک سنت کا وبال ساری بستی پر ہے۔

(درمختار۔ عالم گیری۔ مراقی الفلاح۔ بحر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان

کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ نے آپ کو وفات دی۔
(بخاری مسلم۔ ترمذی بسند حسن صحیح)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔
(مسلم۔ احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ بیہقی)

۲۔ اس اعتکاف کی نیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے میں یہ رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتا ہوں۔ (عالم گیری)

۳۔ مسنون اعتکاف کی نیت کر کے اعتکاف کرنے والا بیس رمضان کو غروب آفتاب سے قبل مسجد میں اپنی اعتکاف والی جگہ پر موجود ہو اور تیس رمضان کو سورج غروب ہونے کے بعد یا اُنتیس رمضان کو غروب آفتاب کے بعد شوال کا چاند ہو جانے کے بعد اعتکاف ختم کرے۔ اگر بیس رمضان کو مغرب کی نماز کے بعد اعتکاف کی نیت کی تو یہ اعتکاف سنت نہ رہے گا بلکہ مستحب ہو جائے گا کیونکہ نیت کرنے سے پہلے آخری عشرے کا تھوڑا سا ابتدائی حصہ ایسا بھی گزر گیا ہے جس میں اعتکاف کی نیت نہ تھی۔
(در مختار۔ رد المختار۔ عالم گیری۔ شرح التنویر)

۴۔ اعتکاف ایسی مسجد میں کیا جائے جہاں امام اور مؤذن مقرر ہو اگرچہ اس میں پانچوں نمازیں با جماعت نہ ہوتی ہوں۔ بہتر ہے کہ اعتکاف جامع مسجد میں کیا جائے۔ جامع مسجد وہ کہلاتی ہے جس میں جمعہ کی نماز ہوتی ہو یا ایسی بڑی مسجد جہاں نمازی زیادہ تعداد میں نماز پڑھتے ہوں بھی حکماً جامع مسجد کہلاتی ہے۔ (در مختار۔ رد المختار۔ فتاویٰ قاضی خان۔ بحر الرائق۔ فتاویٰ ہندیہ۔ جوہرہ)

جامع مسجد میں اعتکاف کرنے کا ثواب پانچ صد اعتکاف کے مساوی ملتا ہے۔

(بدائع)

ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ اعتکاف میں اپنے محلہ کی مسجد کا زیادہ حق ہے جس طرح کہ محلہ کی مسجد میں اہل محلہ کے ذمہ تراویح کی جماعت قائم کرنا سنت علی الکفایہ ہے اسی طرح اعتکاف بھی یہی حیثیت رکھتا ہے۔ اس طرح جو شخص محلہ کی مسجد میں اعتکاف کرے گا وہ اپنے اعتکاف کے ثواب کا حقدار تو ہے ہی اسے اہل محلہ کو ترک سنت کے وبال سے بچانے کا اجر الگ ملے گا کیونکہ اس ایک شخص کے اعتکاف کر لینے کے باعث پورے محلے والے بری الذمہ ہو گئے۔ اس لئے اپنے محلہ کی مسجد میں اعتکاف کرنا بہتر ہے۔

(درمختار۔ عالم گیری)

۵۔ اس اعتکاف میں روزہ شرط ہے اس لئے اگر کسی مریض یا مسافر نے اعتکاف اور مرض یا سفر میں اجازت کی وجہ سے روزہ نہ رکھا تو سنت اعتکاف نہ ہوا بلکہ نفلی ہو گیا۔ (ردالمختار)

اعتکاف کے مباحات

۱۔ معتکف کے لئے پیشاب اور رفع حاجت کے لئے اعتکاف والی مسجد سے نکلنا اور اپنے گھر میں داخل ہونا جائز ہے۔ (درمختار۔ ردالمختار۔ بحر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں انسانی ضرورت (پیشاب و پاخانہ) کے علاوہ کسی دوسری حاجت کے لئے گھر میں داخل نہ ہوتے تھے۔

(بخاری مسلم۔ احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

۲۔ جس مسجد میں اعتکاف کیا ہے اگر اس میں جمعہ نہیں ہوتا تو معتکف جمعہ

پڑھنے کے لئے دوسری مسجد میں جاسکتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ اس قدر پہلے جائے کہ دوسری اذان ہونے سے پہلے سنتیں ادا کر سکے۔ وقت کا یہ اندازہ معتکف کی اپنی رائے پر ہے اگر یہ اندازہ غلط بھی ہو جائے اور تھوڑا پہلے پہنچ جائے تو مضائقہ نہیں۔ پھر جمعہ کے بعد چار یا چھ رکعت سنتیں پڑھ کر چلا آئے۔ اگر احتیاطاً ظہر کی نماز پڑھنی ہو تو اعتکاف والی مسجد میں آکر پڑھے۔

(درمختار۔ ردالمختار۔ بحرالرائق)

۳۔ اگر معتکف بالخصوص مریض کی عیادت یا نماز جنازہ کے لئے مسجد سے باہر نکلا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا لیکن وہ کسی شرعی یا طبعی ضرورت کی وجہ سے مثلاً جمعہ پڑھنے یا پاخانہ کے لئے اعتکاف والی مسجد سے نکلا تھا کہ راستے میں کوئی بیمار مل گیا اس کی بیمار پرسی کر لی یا نماز جنازہ میں شامل ہو گیا جبکہ نماز جنازہ تیار تھی تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ خواہ شرعی یا طبعی ضرورت ابھی پوری نہ ہوئی ہو۔ (درمختار۔ ردالمختار۔ عالمگیری۔ بحر)

۴۔ اگر نذر مانتے وقت کوئی شخص اعتکاف کے دوران میں مریض کی عیادت نماز جنازہ میں شرکت یا مجلس علم میں حاضر ہونے کی قید لگالے تو پھر ان امور کے لئے مسجد سے نکلنے کے باعث اس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

(درمختار۔ ردالمختار۔ عالم گیری)

۵۔ اگر معتکف کسی طبعی ضرورت (پیشاب وپاخانہ) کے لئے باہر گیا اور واپسی پر اندازہ ہوا کہ اسے اعتکاف والی مسجد میں جماعت نہیں ملے گی اور راستے میں کوئی مسجد ہے جہاں جماعت ہو رہی ہے یا جماعت تیار ہے تو وہ راستے کی مسجد میں نماز باجماعت ادا کر سکتا ہے۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی اپنی مسجد میں چلے آنا چاہیئے۔ (ردالمختار)

۶۔ اگر اعتکاف والی مسجد میں کسی وجہ سے جماعت نہیں ہوئی تو باجماعت نماز کی ادائیگی کے لئے کسی دوسری مسجد میں جانا جائز ہے۔ (ردالمختار)

۷۔ عید کے دن اعتکاف کرنا باعث گناہ ہے پھر بھی کسی نے اعتکاف کر لیا تو جمعہ کی نماز کی طرح عید کی نماز پڑھنے جا سکتا ہے۔ نماز کے بعد فوراً اپنی اعتکاف والی جگہ پر واپس آجائے۔ عید کی نماز بھی شرعی حاجات میں شامل ہے۔ (درمختار۔ عالم گیری)

۸۔ معتکف کے لئے بلاضرورت خرید و فروخت ناجائز ہے لیکن اپنی یا اہل خانہ کی ضرورت کی وجہ سے خرید و فروخت ناجائز نہیں۔ بشرطیکہ خریدنے یا بیچنے والی چیز مسجد میں نہ ہو اگر ہو تو تھوڑی سی ہو کہ جگہ نہ گھیرے۔ اگر مسجد میں رکاوٹ کھڑی ہو جانے یا مسجد کے آلودہ ہو جانے کا اندیشہ ہو تو خرید و فروخت کی کوئی چیز مسجد میں لانا جائز نہیں۔ (درمختار۔ ردالمختار۔ بحرالرائق)

۹۔ اعتکاف کرنے والا مؤذن منار پر اذان دینے کے لئے جا سکتا ہے اگرچہ منار پر جانے کا راستہ مسجد سے باہر ہو۔ اگر منار کا راستہ مسجد کے اندر سے ہو تو پھر غیر مؤذن معتکف بھی اذان دینے کے لئے منار پر جا سکتا ہے۔ اگر اذان دینے کی جگہ حجرہ میں یا محراب کے پہلو میں مقرر ہے جو مسجد میں شامل نہیں لیکن ان مقامات پر اذان دینے کے لئے جانے کا راستہ مسجد کے اندر سے ہے تو معتکف مؤذن یا غیر مؤذن دونوں کا اذان دینے کے لئے جانا جائز ہے۔

(درمختار۔ ردالمختار)

۱۰۔ اگر وہ مسجد گر گئی جس میں کہ اعتکاف کیا تھا یا کسی نے زبردستی مسجد سے نکال دیا اور معتکف فوراً کسی دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہو گا۔ (عالم گیری)

۱۱۔ اگر سحری اور افطاری کے لئے کھانا پہنچنے کا انتظام نہ ہو سکے تو خود ہی گھر یا ہوٹل سے لے آنا درست ہے۔ کھانا غروب آفتاب کے بعد لانا چاہیئے کیوں کہ غروب آفتاب سے قبل ضرورت ثابت نہیں ہوتی۔ اس کے بعد پھر سحری کے آخری وقت تک جا کر لے آنے کا اختیار ہے بعد میں نہیں۔ کھانا مسجد میں لا کر کھانا چاہیئے۔ (بحر الرائق)

۱۲۔ معتکف کو شدید پیاس لگ رہی ہو۔ مسجد میں پانی نہ ہو اور نہ ہی کوئی لا کر دینے والا ہو تو وہ مسجد سے نکل کر پانی پی کر آ سکتا ہے اور حسب ضرورت پانی لا بھی سکتا ہے۔ (بحر الرائق)

۱۳۔ معتکف کے پاس کسی ضروری کام کی وجہ سے اس کی محرمات یعنی بیوی، والدہ بہن، بیٹی وغیرہ آ سکتی ہیں لیکن نماز کا وقت نہ ہو اور پردے میں آئیں۔ اگر کوئی محرم خاتون ملنے آئے اور کوئی دوسرا شخص دیکھ رہا ہو تو معتکف کو خاتون کے ساتھ اپنا رشتہ اس شخص پر واضح کر دینا چاہیئے تاکہ اسے بدگمانی نہ ہو۔

ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ وہ رمضان کے آخری عشرے میں مسجد میں معتکف تھے۔ کچھ دیر باتیں کیں پھر وہ واپسی کے لئے کھڑی ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں گھر پہنچانے کے لئے تشریف لے چلے۔ جب مسجد کے دروازے جو ام سلمہ کے دروازے کی طرف ہے پہنچے تو دو انصاری اس طرف سے گزرے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ یہ عورت (میری بیوی) صفیہ بنت حیی ہے۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ! انہیں یہ بات محسوس ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں اس طرح

گردش کرتا ہے جیسے خون۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ (شیطان) تمہارے دلوں میں بدگمانی نہ پیدا کردے۔ (صحیح بخاری)

۱۴۔ اعتکاف کی حالت میں مسجد میں بچوں کو قرآن پڑھانا اور مذہبی تعلیم دینا جائز ہے بشرطیکہ بلا اجرت ہو۔ (البحر الرائق)

۱۵۔ معتکف ضرورت کی کوئی چیز خریدنا چاہتا ہو تو دیکھنے کے لئے مسجد میں منگوا سکتا ہے تاکہ خریداری میں کوئی خراب چیز نہ آجائے۔ (ردالمختار)

۱۶۔ معتکف مسجد میں رہتے ہوئے مسجد سے باہر صرف سر نکال دے تو اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ قاضی خان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں اپنا سر مبارک میری طرف بڑھا دیتے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک دھوتی حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

(مشکوٰۃ باب الحیض بحوالہ بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں ہوتے تو مسجد کے اندر سے اپنا سر مبارک میری طرف بڑھا دیتے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کر دیتی تھی۔

(مشکوٰۃ باب الاعتکاف بحوالہ بخاری ومسلم)

۱۷۔ معتکف کو اگر احتلام ہو جائے تو اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔ خواہ کتنی بار ہو اور دن کو ہو یا رات کو۔ (درمختار۔ عالم گیری)

۱۸۔ معتکف کو مختصر بستر کھانے پینے کے برتن ہاتھ دھونے اور وضو وغیرہ کے برتن رکھنے کی اجازت ہے۔ (ردالمختار)

۱۹۔ معتکف کو ناخن تراشنے مونچھیں سنوارنے خط یا حجامت بنوانے ک

اجازت ہے لیکن ناخن پانی اور بال مسجد میں نہ گرنے پائیں۔ (فتح الباری)

ایک ماہ یا اس سے طویل اعتکاف میں یہ حاجتیں ہو سکتی ہیں لیکن مسنون اعتکاف میں یہ کام اعتکاف کے بعد بھی ہو سکتے ہیں۔

مسجد کی حدود برائے معتکف

۱۔ مسجد کا تمام احاطہ مسجد ہی کہلاتا ہے لیکن اعتکاف کے بیان میں جہاں مسجد کا لفظ آتا ہے اس سے مراد وہی جگہ ہے جو نماز پڑھنے کے لئے مخصوص ہے یعنی مسجد کا اندرونی حصّہ برآمدہ اور صحن۔ (در مختار۔ بحر الرائق)

۲۔ مسجد کی چھت بھی مسجد ہی کے احکام میں آتی ہے اس لئے معتکف مسجد کی چھت پر آجا سکتا ہے بشرطیکہ چھت پر جانے کا زینہ مسجد کے اندر ہو۔ اگر سیڑھیاں مسجد کے باہر ہوں تو چھت پر جانا جائز نہیں۔ البتہ اعتکاف میں بیٹھتے وقت مسجد کی حدود سے باہر والی سیڑھیوں سے چھت پر جانے کی نیت بھی کر لی تو پھر ان سیڑھیوں کے راستے چھت پر جانا جائز ہے اور اعتکاف فاسد نہیں ہو گا۔ (در مختار۔ بحر الرائق)

۳۔ مسجد کی وہ دیواریں جن پر مسجد کی عمارت قائم ہے مسجد ہی کے حکم میں ہوتی ہیں۔ ان میں بنی محراب یا کھڑکی وغیرہ میں معتکف آجا سکتا ہے، بیٹھ سکتا ہے۔ (بحر الرائق)

۴۔ اگر کسی مسجد کی کئی منزلیں ہوں تو اس کی ہر منزل میں اعتکاف ہو سکتا ہے اور کسی ایک منزل میں اعتکاف کر لینے کے بعد معتکف اس کی دوسری منزل پر بھی منتقل ہو سکتا ہے بشرطیکہ آنے جانے کا راستہ مسجد کے اندر ہی سے ہو۔ اگر راستہ باہر سے ہو تو جانا جائز نہیں۔ ہاں اگر اعتکاف میں بیٹھتے

وقت باہر کے راستے سے دوسری منزل پر جانے کی شرط طے کر لی تو پھر آنا جانا جائز ہے۔ (درمختار۔ بحرالرائق)

۵۔ اگر معتکف نے مسجد کی دوسری منزل میں اعتکاف کرنے کی نیت کی ہے تو مسجد سے باہر کی طرف سے دوسری منزل پر جانے والی سیڑھیوں کا استعمال تو دوبجُود اس کے لئے جائز ہو گیا کیونکہ دوسری منزل پر جانے کے لئے بہر حال انھی سیڑھیوں سے جانا ہو گا۔ (شامی)

۶۔ وضو کرنے کی جگہ، غسل خانے، امام و مؤذن کا حجرہ، جنازہ گاہ، جو جگہیں نماز پڑھنے کی بجائے کسی دوسرے کام کی نیت سے بنائی گئی ہوں جیسے بچوں کی تعلیم گاہ، تہہ خانے، مسجد کا صدر دروازہ یا کوئی دوسرا دروازہ جہاں تک جوتا پہن کر آیا جا سکتا ہے اور ان سب جگہوں کی چھتیں گو کہ مسجد کے حکم میں ہیں لیکن ان سب جگہوں پر آنا جانا معتکف کے لئے جائز نہیں۔ حسب ضرورت وضو، بول و براز اور غسل جنابت کے لئے معتکف کو جانے کی اجازت ہے بلا ضرورت کے بغیر ان مقامات پر جانا بھی اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہے۔

(درمختار۔ جامع الرموز)

۷۔ عیدگاہ اور جنازہ گاہ میں اعتکاف کرنا درست نہیں۔ (جامع الرموز)

اعتکاف کے مکروہات

ایسے امور جو اعتکاف کی حالت میں جائز ہیں اور ان سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا البتہ مکروہ ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ جس مسجد میں اعتکاف کیا ہے اگر اس میں جمعہ نہیں ہوتا تو معتکف جمعہ پڑھنے کے لئے کسی دوسری مسجد میں جا سکتا ہے لیکن جمعہ اور جمعہ کی نماز کے بعد کی

سنتیں پڑھنے کے بعد بھی ٹھہرے رہنا مکروہ ہے۔ اگر ایک دن رات ٹھہرا رہا یا پچھلا باقی کا اعتکاف بھی وہیں پورا کیا تو پھر بھی اعتکاف فاسد نہ ہوگا لیکن اس قدر ٹھہرنا مکروہ ہے۔ (در مختار۔ رد المحتار۔ بحر الرائق)

۲۔ معتکف کا بلا ضرورت کسی دنیاوی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے مثال کے طور پر بغیر کسی ضرورت کے خرید و فروخت کرنا۔ تجارتی اور غیر تجارتی دونوں ہی قسم کے سامان کی خرید و فروخت مکروہ ہے۔ تجارت کا سامان مسجد میں لانا بھی ناجائز ہے۔ (در مختار۔ رد المحتار۔ بحر الرائق)

۳۔ معتکف کا عبادت کی نیت سے یا باعث اجر و ثواب سمجھ کر خاموشی اختیار کرنا مکروہ تحریمی ہے اگر چپ رہنا ثواب نہ سمجھے تو مکروہ نہیں اور اگر بری بات منہ سے نہ نکالنے کے لئے خاموشی اختیار کی تو یہ باعث اجر و ثواب ہے۔

(در مختار)

۴۔ مباح بات یعنی ایسی بات جس میں گناہ ہے نہ ثواب۔ بھی معتکف کے لئے مکروہ ہے بلا ضرورت یا وقت ضرورت مباح کلام نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ (در مختار)

۵۔ اعتکاف کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینا۔ چھونا اور گلے لگانا حرام ہے۔

(در مختار۔ عالمگیری۔ بحر الرائق۔ فتاویٰ ہندیہ۔ فتاویٰ قاضی خان)

معتکف کے لئے یہ اس لئے جائز نہیں کہ اس صورت میں انزال ہونے کا اندیشہ ہے جو مفسد اعتکاف ہے۔

۶۔ جنسی خیالات سے یا کسی کو دیکھنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا اگرچہ انزال ہو جائے۔ (در مختار۔ عالمگیری۔ فتاویٰ قاضی خان)

معتکف کو گندے خیالات سے اجتناب کرنا چاہئے اپنے خیالات کو

اور مکروہ ہیں اور اعتکاف کے اجر و ثواب میں تخفیف کا باعث ہیں۔

۷۔ بعض باتیں ہر حال میں حرام ہیں لیکن حالت اعتکاف میں سختی سے منع ہیں جیسے غیبت، جھوٹ، جھوٹی قسم، بہتان تراشی، عیب جوئی، لڑنا یا کسی کو برا دینا، کسی کو ناحق تکلیف پہنچانا، ریا کاری، غرور و تکبر کی باتیں وغیرہ۔ (شامی)

۸۔ اعتکاف کی حالت میں مسجد کے اندر اجرت لے کر کوئی کام کرنا جائز نہیں اگرچہ مذہبی تعلیم دینا کیوں نہ ہو۔ (شامی)

۹۔ معتکف استعمال شدہ پانی مسجد میں گرا کر مسجد کو آلودہ نہ کرے جیسے وضو یا کلی کا پانی۔ معتکف کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں اور غیر معتکف کے لئے مسجد میں کھانا پینا ویسے ہی منع ہے۔ (بحر الرائق۔ در مختار)

مسنون اور واجب اعتکاف کے مفسدات

۱۔ اعتکاف والی مسجد سے معتکف کا بغیر کسی شرعی یا طبعی عذر کے نکلنا اس کے اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہے۔ شرعی عذر جیسے نماز جمعہ اور طبعی عذر جیسے پیشاب رفع حاجت، غسل جنابت وغیرہ۔ (در مختار۔ رد المختار۔ عالم گیری)

۲۔ معتکف اگر ایک منٹ کے لئے بھی اعتکاف والی مسجد سے بغیر کسی عذر کے باہر نکل گیا تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (عالم گیری)

۳۔ معتکف کسی شرعی یا طبعی عذر کے بغیر جان بوجھ کر یا بھولے سے مسجد سے باہر چلا گیا تو اعتکاف ٹوٹ گیا۔ (عالم گیری۔ در مختار۔ بحر الرائق)

۴۔ وضو اور غسل کا انتظام اگر مسجد میں ہو تو وضو یا غسل کے لئے مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (در مختار۔ رد المختار)

- معتکف رفع حاجت کے لئے گیا تو طہارت کے بعد فوراً چلا آئے ٹھہرنے کی اجازت نہیں۔ اگر معتکف کے دو مکان ہوں ایک نزدیک اور دوسرا قدرے دُور تو رفع حاجت کے لئے نزدیک والے مکان میں جائے کیونکہ بعض مشائخ کے نزدیک دُور والے مکان میں جائے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

(درمختار۔ ردالمحتار۔ عالم گیری)

- کسی ڈوبتے ہوئے یا جلنے والے کو بچانے کی خاطر مسجد سے باہر گیا تو بھی اعتکاف فاسد ہو گیا۔ (درمختار۔ ردالمختار۔ بحرالرائق۔ عالم گیری)
- مریض کی عیادت یا نماز جنازہ کے لئے جانے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ نماز جنازہ پڑھنے والا کوئی دوسرا نہ ہو۔ (عالم گیری۔ بحرالرائق)

امام ابوحنیفہ، امام مالک، عطاء اور مجاہد رحمہم اللہ کے نزدیک مریض کی عیادت اور نماز جنازہ میں شرکت کی غرض سے معتکف مسجد سے نہیں نکل سکتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ معتکف کے لئے سنت یہ ہے کہ مریض کی عیادت نہ کرے اور نہ ہی نماز جنازہ کے لئے جائے۔ (ابوداؤد)

اگر نذر مانتے وقت کوئی مریض کی عیادت، نماز جنازہ میں شرکت اور مجلس علم میں حاضر ہونے کی شرط لگالے تو یہ شرط جائز ہے اور اس صورت میں ان کاموں کے لئے مسجد سے نکلنے کی وجہ سے اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

(درمختار۔ ردالمختار۔ عالم گیری۔ امام شافعی۔ امام احمد بن حنبل امام سفیان ثوری امام اسحاق رحمہم اللہ)

- یا معتکف کسی شرعی یا طبعی ضرورت کے باعث مسجد سے نکلا تھا کہ کسی قرض خواہ نے روک لیا اور معتکف رک کر کھڑا ہو گیا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا اعتکاف فاسد ہو گیا۔ (عالم گیری)

۹۔ کسی نے زبردستی معتکف کو مسجد سے نکال دیا جیسے کسی قرض خواہ نے مسجد سے کھینچ کر نکال دیا یا پولیس کسی وجہ سے نکال کر لے گئی تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (عالمگیری۔ فتاویٰ قاضی خان)

۱۰۔ معتکف بھول گیا کہ وہ اعتکاف میں ہے اور مسجد سے باہر نکل آیا تو اعتکاف فاسد ہو گیا اگرچہ فوراً اعتکاف یاد آجائے یا تھوڑی دیر بعد۔

(فتاویٰ قاضی خان)

۱۱۔ معتکف گرمی سے بچنے کے لئے یا دھوپ تاپنے کے لئے مسجد کی حد سے باہر چلا گیا تو اعتکاف فاسد ہو گیا۔ (بحر الرائق)

۱۲۔ اگر کھانا مسجد میں پہنچنے کا انتظام ہو جائے تو معتکف کے لئے جائز نہیں کہ کھانا لینے کے لئے مسجد سے باہر جائے ورنہ اعتکاف فاسد ہو جائے گا

(بحر الرائق)

۱۳۔ معتکف جان بوجھ کر روزہ توڑ دے تو روزے کے ساتھ اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا۔ ہاں بھول کر کھا لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس لئے اعتکاف بھی فاسد نہ ہوگا۔ (بحر الرائق)

۱۴۔ معتکف بے ہوش ہو جائے یا پاگل ہو جائے اور یہ بے ہوشی یا پاگل پن اتنا طویل ہو کہ روزہ نہ رہ سکے تو اعتکاف فاسد ہو گیا۔ اس صورت میں بھی قضا واجب ہے اگرچہ کئی برسوں کے بعد صحت یاب ہو۔ (عالمگیری)

۱۵۔ معتکف کو چاہئے کہ مسجد ہی میں کھائے پئے اور سوئے۔ اگر ان امور کے لئے وہ مسجد سے باہر ہو گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (در مختار)

۱۶۔ اعتکاف کی حالت میں جماع کرنا حرام ہے۔ انزال ہو یا نہ ہو، دن میں ہو یا رات میں قصداً ہو یا بھولے سے اور مسجد میں ہو یا مسجد سے باہر بہرحال اعتکاف

فاسد ہو جائے گا۔ (در مختار۔ عالم گیری۔ بحر۔ فتاویٰ ہندیہ۔ فتاویٰ قاضی خان)
اعتکاف کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینا، چھونا اور گلے لگانا بھی حرام ہے۔ اگر ایسا کیا اور انزال ہو گیا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا ورنہ نہیں۔
(در مختار۔ عالم گیری۔ بحر الرائق۔ فتاویٰ ہندیہ۔ فتاویٰ قاضی خان)
"اور بیویوں سے مباشرت نہ کرو جبکہ تم مسجدوں میں اعتکاف کئے ہوئے ہو۔"
(البقرہ، ۱۸۷)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ معتکف بیوی کو ہاتھ نہ لگائے اور نہ ہی مباشرت کرے۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)
۱۷۔ معتکف نے جس مسجد میں اعتکاف کیا ہے اگر اس مسجد میں جمعہ ہوتا ہو تو نماز جمعہ کے لئے وہ کسی دوسری مسجد میں نہیں جا سکتا اگر جائے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (در مختار۔ رد المختار)

اعتکاف توڑ دینے کی اجازت

ایسے اسباب جن کی وجہ سے اعتکاف توڑ دینے کی اجازت ہے مندرجہ ذیل ہیں۔ ان صورتوں میں معتکف گناہ گار نہیں ٹھہرتا لیکن ان کی قضا اس کے ذمہ رہتی ہے۔

۱۔ اعتکاف کرنے والا اگر اتنا بیمار ہو جائے کہ اس کے لئے اعتکاف جاری رکھنا مشکل ہو تو وہ اعتکاف توڑ کر گھر جا سکتا ہے۔ (بحر الرائق)
۲۔ معتکف کو اپنی جان یا مال جانے کا اندیشہ ہو اور اعتکاف کی حالت میں محفوظ رہنے پر قادر نہ ہو تو اسے چاہیے کہ گھر چلا جائے۔ ایسی صورت میں اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (بحر الرائق)

۴- مسجد کے گرنے کے آثار ہوں تو معتکف جان بچانے کے لئے مسجد سے نکل سکتا ہے اسی طرح کسی ڈوبتے ہوئے کو بچانے کے لئے بھی مسجد سے نکل سکتا ہے بلکہ ان دونوں ہی صورتوں میں مسجد سے نکل جانا چاہیئے۔ اعتکاف بہرحال فاسد ہو جائے گا۔ (در مختار۔ بحر الرائق۔ عالم گیری)

واجب اعتکاف کی قضا

۱- اگر کسی معین مہینے مثال کے طور پر ماہ رجب کے اعتکاف کی نذر مانی تو اعتکاف کے درمیان ناغہ ہونے کی صورت میں جتنے دن ناغہ ہوا ہے اتنے دنوں کی قضا کرے۔ (بحر الرائق۔ ردالمختار)

۲- اگر نذر کے اعتکاف کے لئے کوئی مہینہ مقرر نہیں کیا تو اعتکاف توڑنے کی صورت میں از سرِ نو ایک ماہ کا اعتکاف کرنا ہوگا۔ (بحر الرائق۔ ردالمختار)

۳- واجب اعتکاف کی قضا صرف جان بوجھ کر اعتکاف توڑنے سے لازم نہیں آتی بلکہ کسی عذر کی وجہ سے توڑ دیا جیسے بیمار ہو گیا یا خود بخود ٹوٹ گیا جیسے عورت کو حیض آگیا یا کسی کو طویل بیہوشی یا جنون ہو گیا تو ان صورتوں میں بھی قضا واجب ہے۔ ان صورتوں میں اگر بعض اعتکاف فوت ہو تو بعض کی قضا ہے اور اگر کل فوت ہو تو کل کی قضا واجب ہے۔ (ردالمختار)

نذر غیر معین کا اعتکاف یعنی ایسا اعتکاف جس کے لئے کوئی مہینہ مخصوص نہ کیا ہو تمام صورتوں میں علی الاتصال واجب ہوتا ہے یعنی اس میں ناغہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس اعتکاف میں بیماری یا بیہوشی وغیرہ کی وجہ سے ناغہ ہو گیا تو دوبارہ نئے سرے سے اس کا آغاز کرنا ہوگا۔ (ردالمختار۔ بحر الرائق)

اگر کسی عورت نے نذر غیر معین کا ایک ماہ کا اعتکاف شروع کیا تھا کہ حیض کی

وجہ سے اعتکاف ٹوٹ گیا تو حیض ختم ہوتے ہی متصل اعتکاف شروع کردے اور تیس دن پورے ہونے پر اعتکاف سے نکل آئے۔ اگر طاہر ہوتے ہی دوبارہ اعتکاف میں نہیں بیٹھی تو پھر نئے سرے سے ایک ماہ کا اعتکاف کرنا ہوگا۔ (بحر الرائق)

ب۔ حیض عورتوں کے لئے ایسا عذر ہے جس سے ایک ماہ کے اعتکاف میں اجتناب ممکن نہیں اور اگر اعتکاف کی نذر ایک ماہ نہیں بلکہ ہفتہ یا دس بیس دن کی ہے اور غیر معین کی تعریف میں ہے تو اس صورت میں حیض سے اجتناب ممکن ہے۔ اس لئے اگر دس بیس دن کے اعتکاف کے دوران میں حیض آگیا تو بلاشبہ کل اعتکاف فاسد ہوگیا اور اب کل اعتکاف کی قضا واجب ہے۔ (حوالہ)

مسنون اعتکاف کی قضا

۱۔ مسنون اعتکاف فاسد ہوگیا یا جان بوجھ کر توڑ دیا تو صرف اسی ایک دن کی قضا واجب ہے جس کا اعتکاف ٹوٹا ہے پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں۔ پھر اگر رمضان کے کچھ دن باقی ہوں تو ان میں سے کسی دن قضا کی نیت سے اعتکاف کرے تو بھی درست ہے اور قضا کا قرض اتر جائے گا ورنہ بعد میں کسی دن ایک روزہ رکھ کر ایک دن کے اعتکاف کی قضا کرے۔ (رد المختار)

۲۔ مسنون اعتکاف کے درمیان میں اگر کوئی شدید مجبوری کی بنا پر یہ نیت کرتا ہے کہ آج کے دن کا اعتکاف پورا کرکے مغرب کے بعد وہ گھر چلا جائے گا حالانکہ ابھی اعتکاف پورا ہونے میں چند دن باقی ہیں تو اس کا یہ اعتکاف یعنی مسنون اعتکاف ختم ہوکر نفل اعتکاف بن جائے گا اور چلے جانے کی وجہ سے اس پر قضا لازم نہیں آئے گی کیونکہ اس نے اعتکاف توڑا نہیں بلکہ ختم کرلیا ہے البتہ اعتکاف ختم کرنے کی نیت نہیں کی اور غروب آفتاب کے بعد اٹھ

دن کا اعتکاف شروع ہونے کے بعد اعتکاف چھوڑ کر چلا گیا تو اس دن کا اعتکاف فاسد ہو گیا۔ اب اس ایک دن کی قضا اس پر واجب ہو گی۔

(ردالمختار۔ شامی)

۳۔ مسنون اعتکاف کی قضا صرف جان بوجھ کر توڑنے سے ہی لازم نہیں آتی بلکہ کسی عذر کی وجہ سے چھوڑ دینے پر بھی لازم آتی ہے بلکہ کوئی بیمار ہو گیا یا عورت کو حیض آ گیا۔ اگر طویل بیہوشی یا جنون ہو گیا تو پھر بھی لازم ہے۔

(عالمگیری۔ ردالمختار)

۴۔ اگر مسنون اعتکاف کی نیت تو کی لیکن شروع ہی نہیں کیا تو بعد میں پورے دس دن کا اعتکاف بطور قضا کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنے کا ذکر کیا لیکن اعتکاف بیٹھنے والے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ بدل لیا اور اعتکاف نہیں بیٹھے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر گزار چکے تو شوال کے مہینے میں دس دن اعتکاف فرمایا۔ (بخاری)

۵۔ اعتکاف کی قضا آئندہ رمضان میں بھی کی جا سکتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے لیکن ایک سال آپ نے اعتکاف نہیں کیا پھر جب دوسرا سال آیا تو بیس دن اعتکاف کیا۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

واجب اعتکاف کا فدیہ

۱۔ کسی نے ایک ماہ کے اعتکاف کی نذر مانی تھی کہ اعتکاف کرنے سے پہلے ہی

وفات پا گیا۔ اگر اس نے وصیت کی تھی تو وارثوں کو چاہئیے کہ ہر دن کے بدلے بقدر صدقہ فطر کے فدیہ کسی مسکین کو دیدیا جائے۔ اگر موقع ملے تو واجب ہے کہ مرنے والا وصیت کر جائے۔ اگر وصیت نہ کی لیکن وارثوں نے اس کی طرف سے فدیہ دے دیا تو یہ بھی جائز ہے۔ (عالم گیری)

۔ کسی مریض نے بیماری کے دوران میں اعتکاف کی نذر مانی تھی کہ فوت ہو گیا اگر بیماری میں ایک دن کے لئے بھی تندرست ہو گیا تھا تو ہر روز کے بدلے بقدر صدقہ فطر کے فدیہ کسی مسکین کو دے دیا جائے اور اگر ایک دن کے لئے بھی صحتیاب نہ ہوا تھا تو فدیہ واجب نہیں۔ (عالم گیری)

خواتین کے اعتکاف کے خصوصی مسائل

۱۔ اعتکاف کے لئے مسجد کی شرط صرف مردوں کے لئے ہے عورت اپنے گھر کی مسجد میں معتکف ہو گی۔ گھر کی مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جو کسی عورت نے گھر میں نماز پڑھنے کے لئے مخصوص کر رکھی ہو۔ اگر عورت نے گھر میں نماز کے لئے کوئی جگہ مقرر نہ کر رکھی ہو تو وہ گھر میں اعتکاف نہیں کر سکتی البتہ اعتکاف کی نیت کے ساتھ ہی اگر نماز کیلئے کوئی جگہ مخصوص کر لی تو اس جگہ اعتکاف کر سکتی ہے۔ اب یہ مقررشدہ مقام اس کیلئے ایسا ہو گیا جیسے مرد کیلئے مسجد۔ (ہدایہ، در مختار، رد المختار۔ عالمگیری)

اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے گھر میں نماز پڑھنے کے لئے کوئی جگہ مقرر نہیں اور نہ ہی اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے نماز کے لئے کوئی جگہ مقرر کی اور جہاں جی چاہا اپنی مرضی سے معتکف ہو گئی تو یہ اعتکاف درست نہ ہو گا۔ (بحر شامی)

۲۔ جب عورت اپنی اعتکاف میں اعتکاف کی نیت سے چلی جائے تو پھر اس جگہ کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ معتکف نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی دوسری جگہ منتقل

ہوگی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا خواہ نہ جگہ اسی گھر میں ہو جس طرح بغیر کسی شرعی یا طبعی حاجت کے مرد کے مسجد سے نکلنے سے اس کا اس کا اعتکاف قائم نہیں رہتا اسی طرح عورت کے بلا کسی شرعی و طبعی عذر کے اپنی اعتکاف گاہ سے نکلنے سے اس کا اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔ (عالمگیری۔ ردالمختار)

۳۔ اعتکاف کے لئے پورا گھر یا مکمل کمرہ مخصوص کر لینا درست نہیں۔ گھر میں جہاں کسی خاتون نے نماز پڑھنے کی جگہ مخصوص کر رکھی ہے وہی اعتکاف گاہ ہے البتہ اگر کوئی چھوٹا سا کمرہ نماز کے لئے مخصوص کر رکھا ہو تو وہ مکمل طور پر اعتکاف گاہ ہو سکتا ہے۔ ورنہ جب کوئی خاتون اعتکاف بیٹھنے لگے تو اتنی جگہ اعتکاف کے لئے مخصوص کرے کہ آرام سے اٹھ بیٹھ سکے۔ (بحرالرائق)

۴۔ عورت کے لئے مسجد میں اعتکاف بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار۔ ردالمختار)

۵۔ خواتین کے لئے اعتکاف میں بیٹھنا جائز ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے اعتکاف کیا۔ (بخاری۔ مسلم)

۶۔ کوئی شادی شدہ خاتون اعتکاف کرنا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے خاوند سے اجازت لے کر اعتکاف کرے۔ (عالمگیری)

کسی شادی شدہ خاتون نے اگر اعتکاف کی نذر مانی ہو تو نذر پوری کرنے کے لئے بھی خاوند سے اجازت لینا ضروری ہے۔ خاوند کو حق حاصل ہے کہ بیوی کو نذر کا اعتکاف کرنے سے روک دے۔ اگر خاوند اجازت نہ دے تو پھر اس کی وفات یا طلاق ہونے کی صورت میں نذر پوری کرے ورنہ وصیت کر

جائے۔ (عالم گیری۔ بدائع)

بیوی کو اجازت دینے کے بعد خاوند اپنی اجازت واپس نہیں لے سکتا۔ اگر وہ اعتکاف کی اجازت دینے کے بعد روکے گا تو گناہ گار ہوگا۔ (عالمگیری)

بیوی نے خاوند سے ایک مہینے کے اعتکاف کی اجازت لے لی اور بیوی لگاتار ایک ماہ کا اعتکاف کرنا چاہتی ہے تو اگر یہ نذر غیر معین کا اعتکاف ہے تو خاوند کو اختیار ہے کہ بیوی کو تھوڑے تھوڑے دن کر کے ایک ماہ کا اعتکاف پورا کرنے کا حکم دے اور اگر نذر معین ہے یعنی کسی مخصوص مہینے کی اجازت ہے تو بیوی مسلسل ایک ماہ کا اعتکاف کر سکتی ہے بلکہ ضروری ہے کہ وہ مسلسل ایک ماہ کا اعتکاف کرے اب خاوند کو منع کرنے کا اختیار نہیں۔ (عالمگیری)

۔ ممانعت کے باوجود خاوند اگر معتکف بیوی کے ساتھ جماع کرے تو بیوی کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور خاوند گناہ گار ہوگا۔ (ردالمختار)

بیوی نے خاوند سے اجازت لے کر اعتکاف کیا ہے تو خاوند کو جماع یا پیار کا عملی اظہار کرنے کے لئے اس کی اعتکاف گاہ میں داخل ہونا جائز نہیں۔

(بدائع)

۔ حیض یا نفاس کی حالت میں عورت اعتکاف نہیں کر سکتی۔ اگر اعتکاف کے دوران میں حیض یا نفاس آ گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ اس صورت میں اعتکاف سے اُٹھ جانا چاہیئے۔ کیونکہ حیض یا نفاس سے خالی ہونا اعتکاف کے لئے شرط ہے۔ واجب و مسنون اعتکاف میں یہ صورتیں پیش آ جائیں تو قضا بھی لازم ہے۔ (شامی۔ عالم گیری)

مسنون اعتکاف میں صرف اسی ایک دن کی قضا لازم آتی ہے جس دن کہ اعتکاف فاسد ہوتا ہے۔ (ردالمختار)

۹۔ اگر نفلی اعتکاف کے دوران میں حیض آگیا تو اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ اور نفلی اعتکاف کی قضا واجب نہیں۔ (عالم گیری۔ درمختار۔ بحرالرائق)

۱۰۔ عورت حیض کی حالت میں اعتکاف نہیں کرسکتی لیکن استحاضہ کی حالت میں اعتکاف کرسکتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا جبکہ وہ استحاضہ کی حالت میں تھیں۔ وہ سُرخی اور زردی دیکھتی تھیں اور بعض اوقات ہم ان کے نیچے طشت رکھ دیتے تھے اور وہ نماز پڑھتی تھیں۔ (بخاری)

اعتکاف کے باقی احکام و مسائل خواتین کے لئے بھی وہی ہیں جو کہ مردوں کے لئے ہیں۔

نفلی اعتکاف

۱۔ واجب اور مسنون اعتکاف کے علاوہ جو اعتکاف کیا جائے گا وہ نفلی ہوگا۔ (درمختار۔ عالم گیری)

۲۔ نفلی اعتکاف کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لئے کوئی وقت، دن اور مہینہ مخصوص نہیں۔ (درمختار۔ عالم گیری۔ بحرالرائق)

۳۔ اس کے لئے کم از کم یا زیادہ سے زیادہ کوئی مدت مقرر نہیں۔ یہ ایک منٹ کے لئے بھی ہوسکتا ہے۔ اس لئے مسجد میں داخل ہوتے ہی کسی نے اعتکاف کی نیت کرلی کہ جب تک مسجد میں ہے وہ معتکف ہے تو جتنا وقت مسجد میں گزارے گا اعتکاف میں شمار ہوگا اور جب اُٹھ کر چلا آئے گا تو اعتکاف بھی ختم ہو جائے گا۔ (عالم گیری)

۴۔ اس اعتکاف کے لئے بھی مسجد کا ہونا شرط ہے مسجد سے باہر کوئی بھی اعتکاف نہیں ہوتا۔ یہ ہر مسجد میں ہو سکتا ہے خواہ وہاں نماز باجماعت کا انتظام ہو یا نہ ہو۔ (عالمگیری بحرالرائق)

۵۔ نفلی اعتکاف کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں۔ روزہ صرف واجب اور مسنون اعتکاف میں شرط ہے۔ (درمختار۔ عالم گیری۔ بحرالرائق)

اگر کوئی ایک دن یا ایک سے زیادہ دنوں کا نفلی اعتکاف کر رہا ہو تو وہ زیادہ ثواب کیلئے اپنے اعتکاف کو روزہ جیسی عمدہ عبادت سے مزین کر سکتا ہے۔

۶۔ اس اعتکاف کے لئے دل میں نیت کر لینا کافی ہے زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں نیت اس طرح کافی ہے کہ یا اللہ جتنی دیر اس مسجد میں ہوں اعتکاف سے ہوں۔ (بحرالرائق)

۷۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کرنی یاد نہ رہی تو مسجد میں جب یاد آئے نیت کر لینی درست ہے۔ مختصراً یہ کہ مسجد سے نکلنے سے پہلے جب بھی یاد آئے نیت کرلے اعتکاف کا ثواب مل جائے گا۔ (مراقی الفلاح)

۸۔ کسی نے نفلی اعتکاف کے لئے مدت مقرر کرلی۔ ایک گھنٹہ، دو گھنٹے، ایک دن یا کئی دن بہتر یہ ہے کہ اس اعتکاف کو پورا کرے۔ اگر پورا نہیں کیا اور اعتکاف کی مدت ختم ہوتے سے پہلے ہی اُٹھ کر چلا گیا تو اعتکاف ختم ہو جائے گا اور اس کی قضا بھی واجب نہیں۔ (درمختار)

نفلی اعتکاف کو کسی عذر کے بغیر توڑ دینے سے بھی اس کی قضا لازم نہیں آتی۔ کیونکہ ختم ہو جاتا ہے۔ (عالم گیری۔ درمختار۔ بحرالرائق)

اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ نفلی اعتکاف شروع کر دینے کے بعد پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے، تو اس بارے میں فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ جتنا وقت اعتکاف میں گزر گیا اتنا ہی واجب تھا اور جو باقی ہے اس میں اعتکاف شروع ہی نہیں ہوا اس لئے جو واجب نہیں ہوا اس کی قضا بھی نہیں۔ (شامی)

اعتکاف کے فضائل

۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اعتکاف کرنیوالے کے بارے میں فرمایا کہ وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں کے اسے اسقدر ثواب ملتا ہے جیسے اس نے پوری کی پوری نیکیاں کی ہوں۔ (ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

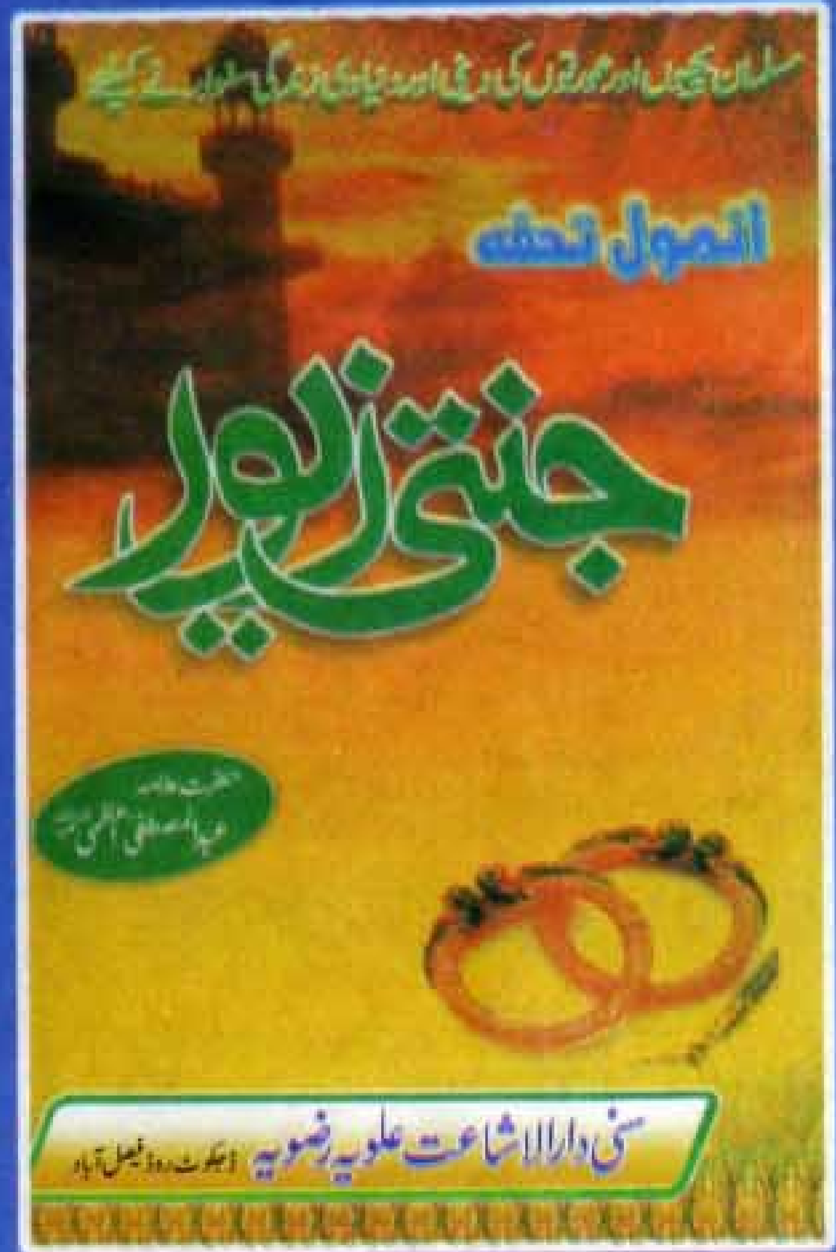
۲۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کیا تو اس کی مثال ایسے ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کئے۔ (بیہقی۔ ترغیب)

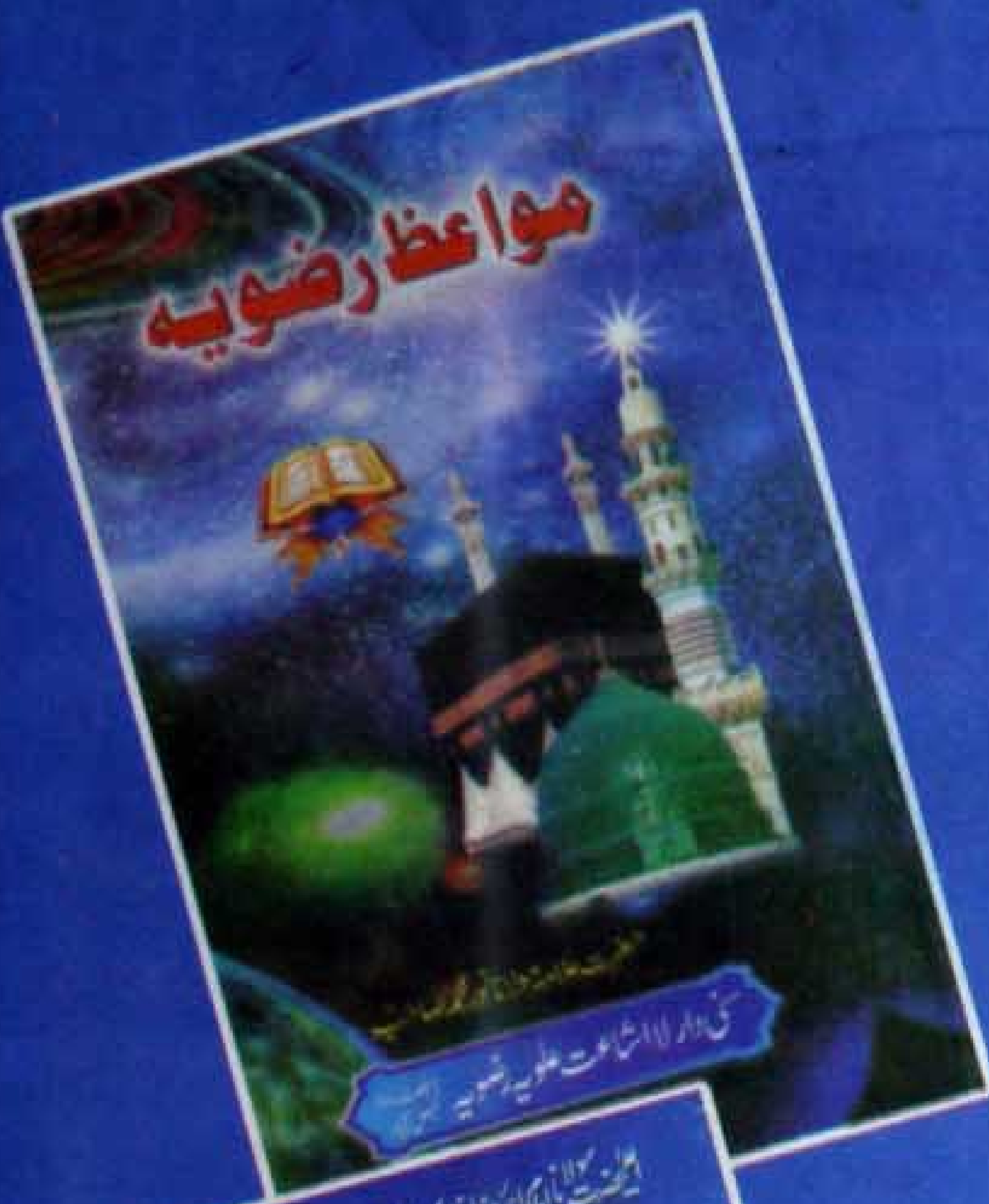
۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجدوں کے لئے چند کھونٹے ہیں (یعنی ایسے لوگ جو عبادت کے لئے مسجدوں میں قیام کرنا پسند کرتے ہیں) ایسے لوگوں کے ساتھی فرشتے ہوتے ہیں۔ اگر وہ مسجد میں موجود نہ ہوں تو وہ فرشتے) انہیں تلاش کرتے ہیں اور اگر انہیں کوئی حاجت در پیش ہو تو وہ اس کے پورا کرنے میں ان کی مدد کرتے ہیں۔ (احمد)

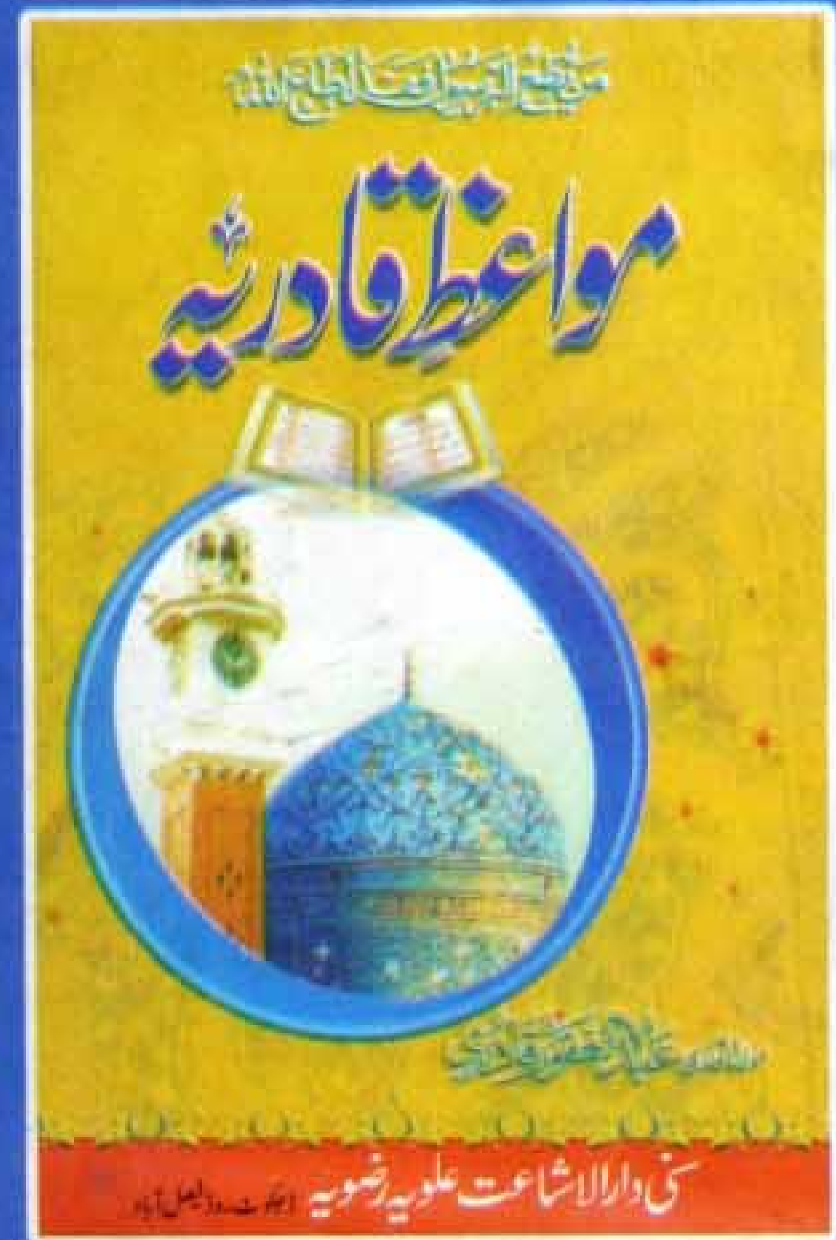
۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے لئے صرف ایک دن کا اعتکاف کیا تو اللہ تعالیٰ اس اعتکاف کرنیوالے اور دوزخ کے درمیان تین خندقیں حائل کر دے گا جو مشرق و مغرب سے زیادہ وسیع ہوں گی۔ (الترغیب۔ طبرانی۔ بیہقی۔ حاکم)

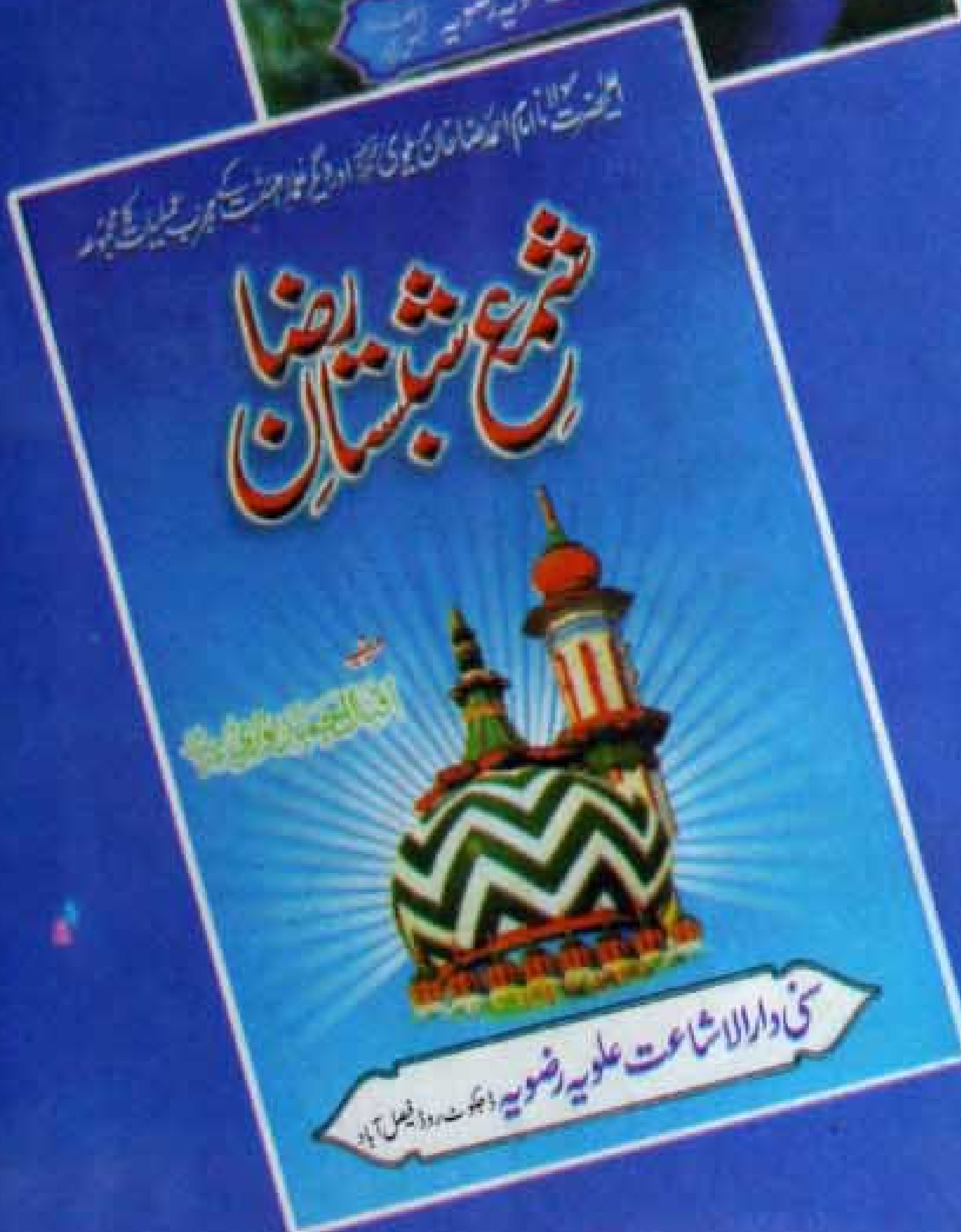
۵۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے دینی عبادت سمجھ کر اور حصول ثواب کیلئے اعتکاف کیا تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (یعنی گناہ صغیرہ) (دیلمی)

تمت بالخیر









مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ گوجرانوالہ

Rs. 150